ولیم شیکسپیر

اینٹنی اور کلیوپیٹرا



مترجم

ڈاکٹر مُنیب الرحمٰن

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی

انٹنی اور کلیوپٹرا

ولیم شیکسپیر

ترجمہ

منیب الرحمٰن

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

صدر دفتر
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
جامعہ نگر۔ نئی دہلی 110025

شاخ
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
اردو بازار، جامع مسجد
دہلی 110006

شاخ
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
پرنس بلڈنگ
بمبئی 400003



شاخ
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
یونی ورسٹی مارکیٹ
علی گڑھ 202001

بار اوّل مارچ 1979

لبرٹی آرٹ پریس۔ (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی 110002

حفیظ بھائی کے نام

دیباچہ

تقریباً پچیس سال ہوئے میں نے اینٹنی اور کلیوپٹرا کا یہ ترجمہ بی بی سی لندن کے لیے کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک میں اسے اپنے پاس رکھے رہا اور کرم فرماؤں کے اصرار کے باوجود چھپوانے کی ہمت نہ ہوئی۔ جب کبھی فرصت ملتی تو اس کے حصے دہراتا رہتا لیکن پوری طرح اطمینان نہ ہوتا۔ اور آج بھی جب کہ اتنا عرصہ گزر چکا ہے میں کسی قدر جھجک کے ساتھ شائع کرانے کی حامی بھر رہا ہوں۔

کسی زبان کے ادب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کرنا کہ اصل کی خوبیاں ترجمے میں آجائیں ایک دشوار عمل ہے۔ شیکسپیئر کے سلسلے میں اس کا شدید احساس ہوتا ہے۔ اس کے چند خاص اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ کہ شیکسپیئر نے شاعری کو وسیلۂ اظہار بنایا ہے اور شاعری خواہ کسی زبان کی ہو ترجمے میں ایک حد تک اپنا تاثر کھو دیتی ہے۔ پھر سوال شیکسپیئر کے مکالموں کا ہوتا ہے جن کا ترجمہ کرتے وقت اس بات کا لحاظ کرنا پڑتا ہے کہ ان کا لب و لہجہ کانوں کو اجنبی معلوم نہ ہو۔ اخیر میں سب سے بڑا مسئلہ شیکسپیئر کی زبان کا ہے جس کا محاورہ ایک خاص زمانے سے تعلق رکھتے ہوئے آج کے قاری کو اگر غیر نہیں تو نامانوس ضرور محسوس ہوتا ہے۔ اس کو زمانۂ حال کے محاورے سے ہم آہنگ کرنا ترجمہ کرنے والے کی صلاحیتوں کو خاصا چیلنج ہے۔ ان تمام باتوں سے نبٹنے میں موجودہ ڈرامے کے مترجم کو کہاں تک کامیابی ہوئی ہے، اس کا فیصلہ ناظرین کریں۔ یہاں میں صرف اس کمی کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو اردو ادب میں شیکسپیئر کے ترجمے کے سلسلے میں پائی جاتی ہے۔ یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ

ہماری زبان میں اب تک دنیا کے اس عظیم شاعر اور ڈراما نویس کا کوئی مکمل اور مستند ایڈیشن موجود نہیں۔ کاش ایک وقت ایسا آئے کہ لوگ اس کی طرف توجہ دیں۔ اگر اس موقع پر موجودہ ترجمے سے فائدہ اٹھایا جا سکے تو میں اسے اپنی کوششوں کی تکمیل سمجھوں گا۔

آج جب میں اس مسودے پر نظر ڈالتا ہوں تو میرے ذہن میں بیتے ہوئے دنوں کی بہت سی یادیں پھر جاتی ہیں۔ سب سے پہلے مجھے اپنے بھائی ڈاکٹر حفیظ الرحمن مرحوم کا خیال آتا ہے۔ علی گڑھ کے دوران قیام کتنی ساعتیں ایسی گزری ہوں گی جب انھوں نے اس ترجمے کے حصے مجھ سے پڑھوا کر سنے اور اپنی تعریف سے میری ہمت افزائی کی۔ آج وہ اس دنیا میں موجود نہیں لیکن جس طرح انہیں موجودہ ترجمے سے تعلق خاطر رہا اس کو یاد رکھتے ہوئے میں یہ ناچیز کوشش ان کے نام معنون کر رہا ہوں۔

اپنے سابق استاد مرحوم سید محمود حسین کا ذکر بھی میرے لیے ضروری ہے جنھوں نے ترجمے کی نظر ثانی کرنے میں مجھے بیش قیمت مدد دی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ان پر فالج کا اثر ہو چکا تھا اور وہ چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ اپنی علالت کے باوجود موصوف نے پورے ترجمے کو ناقدانہ غور و فکر سے سنا اور متعدد غلطیوں کی طرف میری توجہ مبذول کرائی۔ پھر بھی ہو سکتا ہے کہ میری بے خیالی کے سبب کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں جن کے لیے صرف مجھی کو ذمّے دار سمجھا جائے۔

آخر میں مجھے اپنے محترم بزرگ پروفیسر آل احمد سرؔور کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کی کوششوں سے اس کتاب کی اشاعت عمل پذیر ہو سکی۔ یہ ان کی محبت اور ذاتی دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ آپ اسے آج اپنے ہاتھ میں دیکھ رہے ہیں۔

راچسٹر، مشیگن (امریکہ)
۲۵ راگست ۱۹۷۶ء

منیب الرحمن

ڈرامے کے افراد

اینٹنی	Antony	مجلس ثلاثہ کے رکن
آکٹیویس سیزر	Octavius Caesar	مجلس ثلاثہ کے رکن
لیپیڈس	Lepidus	مجلس ثلاثہ کے رکن
سیکسٹس پامپیس	Sextus Pompeius	
ڈومیٹیس انوباربس	Domitius Enobarbus	اینٹنی کے دوست
وینٹیڈیس	Ventidius	اینٹنی کے دوست
ایروس	Eros	اینٹنی کے دوست
اسکارس	Scarus	اینٹنی کے دوست
ڈیکریٹاس	Decretas	اینٹنی کے دوست
ڈمٹریس	Demetrius	اینٹنی کے دوست
فیلو	Philo	اینٹنی کے دوست
میسیناس	Maecenas	سیزر کے دوست
ایگرپا	Agrippa	سیزر کے دوست
ڈولا بیلا	Dolabella	سیزر کے دوست
پراکولیس	Proculeius	سیزر کے دوست
تھیڈیاس	Thidias	سیزر کے دوست
گیلس	Gallus	سیزر کے دوست

میناس	Menas	
مینیکریٹس	Menecrates	پاپمی کے دوست
ویریس	Varrius	
ٹارس	Taurus	سیزر کا جرنیل
کینیڈس	Canidius	اینٹنی کا جرنیل
سیلیس	Silius	وینٹیڈس کی فوج کا ایک افسر

ایک "استاد" جو سیزر کے پاس اینٹنی کا سفیر بن کر آتا ہے۔

الکزس	Alexas	
مردیان، ایک خواجہ سرا	Mardian	کلیوپٹرا کے پیش خدمت
ڈایومڈیس	Diomedes	
سلیوکس	Seleucus	کلیوپٹرا کا خزانے دار
ایک نجومی		
ایک مسخرا		
کلیوپٹرا	Cleopatra	مصر کی ملکہ
آکٹیویا	Octavia	سیزر کی بہن
شارمیان	Charmian	کلیوپٹرا کی خواصیں
آئرس	Iras	

افسر، فوجی، قاصد اور دوسرے پیش خدمت

منظر: مملکت روما کے مختلف حصوں میں

پہلا ایکٹ

پہلا منظر: اسکندریہ، کلیوپٹرا کے محل کا ایک کمرہ

ڈمٹریس اور فیلو داخل ہوتے ہیں

فیلو: ہاں ہمارے جرنیل کی یہ اندھی محبت اب حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی وہ باوقار آنکھیں جو لڑائی کی صفوں اور جنگی دستوں پر روشن مریخ کی طرح چمکتی تھیں اب ایک سانولے چہرے کی غلام ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس کا قیادت کرنے والا دل جس نے بڑے بڑے معرکوں میں وقت پیکار اس کی چھاتی پر لگے ہوئے بکسوے توڑ پھینکے تھے اب ضبط سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور دھونکنی اور پنکھے کی طرح ایک فاحشہ کی آتش شہوت کو بھڑکانے اور ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہے۔ (قرنا کی آواز۔ اینٹنی اور کلیوپٹرا داخل ہوتے ہیں۔ کلیوپٹرا کی خواصیں اور خدام ساتھ ہیں۔ خواجہ سرا کلیوپٹرا کو پنکھا جھل رہے ہیں) وہ آ رہے ہیں۔ غور کیجیے دنیا کا تیسرا ستون کس طرح ایک بیسوا کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

کلیوپٹرا: سچ؟ تو پھر آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے؟

اینٹنی: اگر محبت کا شمار ہو سکے تو یہ اس کی انتہائی مفلسی ہے۔

کلیوپٹرا: میں محبت کی حد متعین کروں گی۔

اینٹنی: تو پھر تمہیں نئے زمین و آسمان تلاش کرنے پڑیں گے۔

(ایک ملازم داخل ہوتا ہے)

ملازم: حضور ہرکارے روم سے پیغام لائے ہیں۔

اینٹنی: ناک میں دم ہے۔ ان کے پیغاموں کا خلاصہ کیا ہے؟

کلیوپٹرا: نہیں اینٹنی، انھیں سنیئے۔ ممکن ہے فلویا¹ ناراض ہو۔ یا کون جانے نوعمر سیزر نے اپنا سخت فرمان بھیجا ہو کہ ایسا کرو، ویسا کرو، فلاں ملک پر قبضہ کر لو، فلاں کو آزاد کر دو، میرا حکم بجالاؤ ورنہ سزا پاؤ گے۔

اینٹنی: یہ کیا کہہ رہی ہو!

کلیوپٹرا: شاید کیا، بہت ممکن ہے یہ حکم آیا ہو کہ اب آپ کا یہاں مزید قیام مناسب نہیں۔ سیزر کی طرف سے آپ کی موقوفی کی خبر آئی ہو۔ اس لیے اسے سنیئے اینٹنی۔ فلویا کا بھیجا ہوا پروانۂ طلبی کہاں ہے؟ ہو سکتا ہے سیزر کا ہو، یا دونوں کا۔ ہرکاروں کو آنے دیجیے۔ اینٹنی جس طرح میرے ملکۂ مصر ہونے پر شک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح یہ بات بھی یقینی ہے کہ شرم کے مارے آپ کے چہرے پر خون دوڑ رہا ہے جو سیزر کے حضور میں آپ کا خراج ہے۔ یا پھر جب ترش زبان فلویا آپ کو لعن طعن کرتی ہو گی تو آپ کے رخسار یونہی شرم سے سرخ ہو جاتے ہوں گے۔ ہرکاروں کو بلایئے۔

اینٹنی: روم دریائے ٹائبر میں فنا ہو جائے اور اس منظم مملکت کی پھیلی ہوئی محراب ٹوٹ کر گر پڑے، مجھے غم نہیں۔ میری دنیا یہ ہے۔ سلطنتیں خاک کے برابر ہیں۔ ہماری غلیظ زمین بلا امتیاز انسان اور جانور دونوں کو غذا پہنچاتی ہے۔ زندگی کی عظمت محبت کے اس کھیل میں ہے (کلیوپٹرا کو گلے لگاتا ہے) بشرطیکہ جو جوڑا اسے کھیلے وہ آپس میں اتنی ہی گہری یگانگت رکھتا ہو جتنی ہم دونوں میں ہے۔ دنیا کو اپنی سلامتی عزیز رہے۔ میں اسے یہ منوا دوں گا کہ ہمارا جیسا جوڑا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

کلیوپٹرا: کتنا شاندار جھوٹ! انھوں نے فلویا سے شادی کر کے اس سے محبت کیوں نہیں کی؟ چاہے میری باتوں پر نا سمجھی کا شبہ ہو مگر میں نا سمجھ نہیں ہوں۔ آپ ہمیشہ اینٹنی ہی رہیں گے۔

اینٹنی: اگر کلیوپٹرا نے چاہا۔ آؤ محبت اور اس کی رنگین ساعتوں کے نام پر ہم جلی کٹی باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ نشاط و طرب سے خالی نہ گزرے۔ کہو آج

---

¹ Fulvia

رات کیا شغل رہے ؟

کلیوپیٹرا: ہرکاروں کو سننے ۔

اینٹنی: حد ہے ضدی ملکہ، چاہے تو گالیاں دے، ہنسے روئے، تجھے ہر بات زیب دیتی ہے ۔ تو کسی بھی جذبے کا اظہار کرے وہ تیری ذات میں سما کر حسین و دلآویز بن جاتا ہے میں آج تمہارے قاصد کے سوا کسی اور قاصد سے نہیں ملوں گا۔ آج رات ہم تن تنہا گلی کوچوں کا گشت لگائیں گے اور لوگوں کے حالات کا مشاہدہ کریں گے ۔ ہاں بھی جاؤ میری ملکہ، تم نے کل رات خود ہی تو اس کی خواہش کی تھی ۔ جاؤ ہم کچھ نہیں سننا چاہتے ۔

(اینٹنی اور کلیوپیٹرا مع اپنے خدام کے چلے جاتے ہیں)

ڈمٹریس: کیا اینٹنی کے دل میں سیزر کا بس یہی لحاظ ہے ؟

فیلو: ہاں کبھی کبھی جب وہ اینٹنی نہیں رہتا تو اس مرتبے سے گر جاتا ہے جو اس کے شایان شان ہونا چاہیے ۔

ڈمٹریس: یہ بات سخت افسوس ناک ہے ۔ اس سے ان تمام افواہوں کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اینٹنی کے متعلق روم میں عام ہیں ۔ مگر مجھے امید ہے کل اس کا رویہ بہتر ہوگا ۔ اب آپ آرام کریں ۔

(چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

کلیوپیٹرا کے محل کا ایک اور کمرہ ۔ انوباربس، لمپریس[۵۱] نجومی، رینیس[۵۲] لوسی لیس[۵۳]، شارمیان، آئرس، مردیان خواجہ سرا، اور الکزس داخل ہوتے ہیں ۔

شارمیان: معزز الکزس، پیارے الکزس، سب سے عمدہ الکزس، کامل ترین الکزس، وہ نجومی کہاں ہے جس کی تم نے ملکہ سے اتنی تعریف کی تھی ؟ کاش میں جانتی میرا

---

۵۳ Lucillius ۵۲ Rannius ۵۱ Lamprius

شوہر وہ کون شخص ہوگا جو تمھارے کہنے کے مطابق اپنے بیسنگ گجروں میں چھپائے رکھے گا۔

الکزس : نجومی!

نجومی : ارشاد؟

شارمیان: تو یہ ہے وہ نجومی؟ کیوں قبلہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں جو غیب کا علم رکھتے ہیں؟

نجومی : جی ہاں، فطرت کے لامتناہی صحیفۂ راز کو میں تھوڑا بہت پڑھ لیتا ہوں۔

الکزس: انھیں اپنا ہاتھ دکھاؤ۔

انوبارس: ضیافت کا انتظام جلد کیا جائے۔ شراب کافی ہو۔ کلیوپٹرا کا جام صحت پیا جائے گا۔

شارمیان: مہربان مجھے اچھی سی قسمت عنایت فرمایئے۔

نجومی : میرا کام قسمت گڑھنا نہیں، پیشین گوئی کرنا ہے

شارمیان: تو پھر پیشین گوئی ہی کر دیجیے۔

نجومی : آپ آگے چل کر اور بھی نکھریں گی۔

شارمیان: آپ کا منشا ہے جسمانی اعتبار سے؟

آئرس : نہیں، ان کا منشا یہ ہے کہ تم بوڑھی ہو کر غازہ تھوپا کرو گی۔

شارمیان: خدا نہ کرے میرے جھریاں پڑیں۔

الکزس : غیب کی باتوں میں دخل نہ دو۔ چپ چاپ سنے جاؤ۔

شارمیان: اچھا، سب خاموش!

نجومی : چاہے جانے سے زیادہ آپ دوسروں کو چاہیں گی۔

شارمیان: اس سے اچھا تو یہ ہے کہ میں شراب کے ذریعے جگر کی آگ بجھا لوں۔

الکزس : ارے بھئی دھیان دو نا۔

شارمیان: چلیے اب کوئی اچھی سی پیشین گوئی کیجیے۔ میری صبح کے وقت تین بادشاہوں سے شادی ہو اور دوپہر تک میں تینوں سے بیوہ ہو جاؤں۔ پچاس برس کی عمر میں میرے بچہ ہو جسے شاہ یہود ہیرڈ[1] خراج دے۔ میں آکٹیویس سیزر سے بیاہی

---

[1] Herod

جاؤں اور مجھے اپنی بیگم کی برابری نصیب ہو۔

نجومی : آپ اپنی بیگم سے زیادہ عمر پائیں گی۔

شارمیان : قربان جاؤں، مجھے لمبی عمر انجیروں سے بھی زیادہ پسند ہے۔ ہاں یہ بتائیے میرے کتنے لڑکے لڑکیاں ہوں گی؟

نجومی : اگر آپ کی ہر خواہش کو ایک کوکھ مل جائے اور وہ سب کی سب بارآور ہوں تو ہزاروں۔

شارمیان : چل مورکھ، اگر مجھے تیری جادوگری کا پاس نہ ہوتا تو میں تجھے سمجھ لیتی۔

الکزس : تم سمجھتی ہو تمہارے بستر کے سوا کسی اور کو تمہاری امنگوں کی خبر نہیں۔

شارمیان : بس اب آئرس کی باری ہے۔

الکزس : ہم سب اپنی تقدیر کا لکھا پڑھوائیں گے۔

انوباربس : میری اور ہم میں سے اکثر کی تقدیر میں تو یہ ہے کہ آج رات شراب کے نشے میں دھت ہوں گے۔

آئرس : کچھ اور نہ سہی میرے ہاتھ سے پاک دامنی تو ضرور ظاہر ہوتی ہے۔

شارمیان : جی ہاں ویسے ہی جیسے نیل میں پانی کی زیادتی یہ ظاہر کرتی ہے کہ قحط پڑنے والا ہے۔

آئرس : چل حرافہ، تو کہاں کی نجومی بن گئی!

شارمیان : اگر یہ سچ نہ ہو کہ پسیجا ہوا ہاتھ کثرت اولاد کی نشان دہی کرتا ہے تو میرا نام بدل دیا جائے۔ اس کی قسمت تو یونہی چلتی پھرتی سی بتا دو۔

نجومی : آپ دونوں کی قسمت ایک جیسی ہے۔

آئرس : کیا مطلب؟ ذرا وضاحت کیجیے۔

نجومی : مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔

آئرس : تو کیا میرا مقدر اس کے مقابلے میں ذرا بھی نکلتا ہوا نہیں؟

شارمیان : اور اگر تیرا مقدر مجھ سے تھوڑا سا نکلتا ہوا ہوتا تو تو کون سی جگہ چاہتی اس بڑھوتری کے لیے؟

آئرس : اپنے شوہر کی ناک میں ہرگز نہیں۔

شارمیان : اللہ بُرے خیالوں سے ہمیں بچائے۔ الکزس۔ ہاں اب اُن کا ہاتھ، اُن کا ہاتھ۔ پیاری

آئسس میں تجھ سے منت کرتی ہوں کہ کسی بانجھ سے اس کی شادی ہو اور وہ بھی زندہ نہ رہے۔ پھر کسی ایسی سے اس کا پالا پڑے جو پہلی سے بھی بدتر ہو، اور یونہی لگاتار بد سے بدتر کا تانتا بندھا رہے، یہاں تک کہ جو بدترین ہو وہ ہنستی کھیلتی اسے قبر میں سلا آئے اور یہ پہلے کے مقابلے میں دس گنا زیادہ دیوّث مرے۔ اچھی آئسس میری یہ دعا قبول کرلے چاہے اس سے بڑھ کر کوئی دعا رد کر دیجیو۔ میری اچھی آئسس میں تیرے ہاتھ جوڑتی ہوں۔

آئرس : آمین۔ پیاری دیوی اپنے بندوں کی دعا سن، کیوں کہ جس طرح اس بات سے دکھ ہوتا ہے کہ کسی خوب صورت مرد کی بیوی بدکار ہو اسی طرح یہ چیز بھی سخت تکلیف دہ ہے کہ کوئی چھٹا ہوا بدمعاش دیوّث ہونے سے بچا رہے۔ اس لیے پیاری آئسس انصاف سے کام لے اور اس شخص کو ایسی تقدیر عطا کر جس کا یہ واقعی مستحق ہے۔

شارمیان : آمین!

الکزس : حد ہو گئی۔ اگر یہ مجھے دیوّث بنا سکتیں اور اس کے لیے انھیں رنڈی بننا پڑتا تو یہ ہرگز نہ چوکتیں۔

انوباربس : خاموش، اینٹنی تشریف لا رہے ہیں۔

(—— کلیوپٹرا داخل ہوتی ہے ——)

شارمیان : نہیں ملکہ ہیں۔

کلیوپٹرا : تمھیں کہیں میرے آقا نظر پڑے؟

انوباربس : نہیں بیگم۔

کلیوپٹرا : میں سمجھی وہ یہاں ہیں۔

شارمیان : جی نہیں بیگم۔

کلیوپٹرا : وہ موج میں تھے کہ روم کے متعلق کسی خیال نے انھیں سوچ میں ڈال دیا۔ انوباربس!

انوباربس : بیگم۔

کلیوپٹرا : انھیں تلاش کر کے یہاں لاؤ۔ الکزس کہاں ہے؟

الکزس : میں حاضر ہوں۔ میرے آقا تشریف لا رہے ہیں۔

کلیوپٹرا : ہم نہیں چاہتے ان کی صورت دیکھیں۔ آؤ چلیں۔ (سب چلے جاتے ہیں)

(اینٹنی ایک قاصد کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

قاصد: پہلے آپ کی بیوی فلویا میدان میں آئیں۔

اینٹنی: میرے بھائی لوسیس[1] کے مقابلے میں؟

قاصد: جی ہاں۔ لیکن ان کی لڑائی جلد ہی ختم ہو گئی اور حالات زمانہ نے انھیں دوست بنا دیا۔ پھر دونوں نے اپنی فوجیں یکجا سیزر کے خلاف لا کھڑی کیں۔ اس معرکے میں سیزر کو فتح ہوئی اور اس نے پہلا ہی رن پڑنے پر انھیں اطالیہ سے مار بھگایا۔

اینٹنی: اس سے بدتر کچھ اور؟

قاصد: حضور بری خبر کا سنانے والا بھی برا بنتا ہے۔

اینٹنی: اگر وہ کسی بے وقوف یا بزدل کو سنائی جائے۔ میرے لیے بیتی ہوئی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی مجھ سے سچ بات کہے، خواہ یہ میرے لیے موت کا حکم ہی کیوں نہ رکھتی ہو، تو میں اسے ویسے ہی سنوں گا جیسے میری تعریف کی جا رہی ہو۔

قاصد: حضور خبر بری ہے، مگر سنیے۔ بیبینس[2] اپنی پارتھی فوجوں کے ہمراہ دریائے فرات سے گزر کر ایشیا پر مسلط ہو گیا۔ اس کے فتح مند جھنڈے شام سے لے کر لڈیا[3] اور ایونیا[4] تک لہرا رہے تھے جب کہ۔

اینٹنی: ہاں ہاں کہو جب کہ اینٹنی ـــــ

قاصد: میرے آقا!

اینٹنی: صاف صاف کہو۔ جو باتیں میرے متعلق عام ہیں انھیں گھٹا کر بیان مت کرو۔ بتاؤ کلیوپٹرا کی نسبت روم میں کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ مجھے فلویا کی زبان میں گالیاں دو اور میری کمزوریوں پر اسی کامل آزادی سے نکتہ چینی کرو جس کے اظہار پر کینہ و صداقت قدرت رکھتے ہیں۔ ہمارا ذہن اس زرخیز زمین کے مانند ہے جس میں بے کار پڑے رہنے کے سبب جھاڑ جھنکار اگنے لگتے ہیں اور ہمارے عیبوں کا ہمیں بتایا جانا وہی خاصیت رکھتا ہے جو ایسی زمین کی صفائی میں ہل جوتنے کو حاصل ہے۔ فی الحال مجھے مزید کچھ نہیں کہنا۔

۱؎ Lucius ۲؎ Labienus ۳؎ Lydia ۴؎ Ionia

قاصد : سرکار کی خوشی ہے۔ (جانے لگتا ہے)

ایک اور قاصد خط لیے داخل ہوتا ہے

اینٹنی : سسیون سے کیا خبر لائے ہو؟ ہاں تمھیں سے پوچھ رہا ہوں میں۔

پہلا قاصد: سسیون کا قاصد — کیا ایسا کوئی شخص موجود ہے؟

دوسرا قاصد: وہ حضور کے حکم کا منتظر ہے۔

اینٹنی : اسے حاضر کیا جائے — مجھے یہ مصری زنجیریں توڑ پھینکنی چاہییں ورنہ میری اندھی محبت مجھے غارت کر کے چھوڑے گی۔ (ایک اور قاصد خط لیے داخل ہوتا ہے) تم کون ہو؟

تیسرا قاصد: آپ کی بیوی فلویا کا انتقال ہو گیا۔

اینٹنی : کہاں انتقال ہوا؟

تیسرا قاصد: سسیون میں۔ ان کی مدت علالت اور دوسری باتیں جن کے بارے میں حضور دریافت فرمانا چاہیں اس خط میں تحریر ہیں۔ (خط دیتا ہے)

اینٹنی : مجھے تنہا چھوڑ دیا جائے۔ (تمام قاصد چلے جاتے ہیں) ایک بڑی شخصیت دنیا سے اٹھ گئی۔ میں نے چاہا بھی یہی تھا۔ لیکن جس چیز کو ہمارا جذبۂ تحقیر اکثر پھینک دیتا ہے اسے ہم بعد میں دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ واقعات اور حالات کی گردش سے عیش حاضر ہمارے لیے اپنی تمام قدر و قیمت کھو دیتا ہے اور آئندہ خود اپنا تضاد بن جاتا ہے۔ فلویا مجھے عزیز ہو گئی ہے جب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ یہ ہاتھ جس نے اسے قبر میں دھکیلا ہے اب پھر اسے واپس بلانا چاہتا ہے۔ مجھے اس ساحر ملکہ سے اپنا دامن چھڑانا چاہیے۔ میری آرام طلبی کی وجہ سے ان خرابیوں کے علاوہ جن کا مجھے علم ہے ہزارہا بدتر مصیبتیں پرورش پا رہی ہیں۔ او! انوبار بس!
(انوبار بس داخل ہوتا ہے)

انوبار بس: ارشاد عالی؟

اینٹنی : میں یہاں سے بہت جلد چلا جانا چاہتا ہوں۔

انوباربس: تو کیا ہم اپنی سب عورتوں کو مار ڈالیں؟ سب جانتے ہیں کہ ذرا سی بھی بے مہری ان کے لیے قاتل ثابت ہوتی ہے۔ اگر انھیں ہماری جدائی دیکھنا پڑی تو ان کی موت یقینی ہے۔

اینٹنی: میرا جانا ضروری ہے۔

انوباربس: کوئی مجبوری سی مجبوری ہو تو عورتوں کو مرنے دیا جائے۔ ان سے مفت میں ہاتھ دھو بیٹھنا سراسر ظلم ہے۔ یہ ضرور سچ ہے کہ اگر ایک طرف وہ ہوں اور دوسری طرف سوال کسی اعلا مقصد کا ہو تو انھیں وقعت نہیں دینی چاہیے۔ کلیوپٹرا نے اگر اس کی ذرا بھی بھنک پائی تو فوراً جان دے دے گی۔ میں نے بارہا اسے اس سے کہیں چھوٹی باتوں پر مرتے دیکھا ہے۔ نہ جانے موت میں کون سا انداز دلربائی ہے کہ وہ اتنی تیزی سے مرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

اینٹنی: اس کی مکاری انسان کے اندازے سے باہر ہے۔

انوباربس: معاف کیجیے سرکار یہ بات نہیں۔ اس کے جذبات کی ترکیب خالص محبت کے اعلا ترین اجزا سے ہوئی ہے۔ اس کی آہوں اور آنسوؤں کو ہوا اور پانی سے موسوم نہیں کر سکتے۔ وہ اتنی زبردست آندھیاں اور سیلاب ہیں کہ تقویم ان کے بتانے سے قاصر ہے۔ یہ اس کی مکاری نہیں ہو سکتی، اور اگر ہے تو پھر یہ سمجھنا چاہیے کہ بارش کے دیوتا کی طرح اسے بھی مینھ کی جھڑی لگانا آتی ہے۔

اینٹنی: کاش میں نے اسے کبھی نہ دیکھا ہوتا!

انوباربس: حضور ایک شاہکار سے محروم رہ جاتے جس سے آپ کی سیاحی پر حرف آتا۔

اینٹنی: فلویا چل بسی۔

انوباربس: جی حضور؟

اینٹنی: فلویا چل بسی۔

انوباربس: فلویا!

اینٹنی: چل بسی۔

انوباربس: پھر کیا ہے سرکار، دیوتاؤں کو نیاز چڑھائیے۔ جب انھیں کسی کی بیوی کو اس سے چھیننا منظور ہوتا ہے تو ان کی مثال زمین کے درزیوں کی سی ہوتی ہے اور وہ اسے

ڈھارس دیتے ہیں کہ اگر پرانے کپڑے گھس گھسا جائیں تو مضائقہ نہیں کیوں کہ ان کے پاس اس کے لیے نئے کپڑے بنانے کا سامان موجود ہے۔ اگر فلویا کے سوا دنیا میں عورتیں نہ ہوتیں تو یہ واقعی ایک صدمہ ہوتا اور اس معاملے پر اظہار افسوس کرنا جائز تھا۔ مگر آپ کے غم میں تو تسکین کا پہلو شامل ہے۔ حضور کو پرانے لباس کی جگہ ایک نئی پوشاک نصیب ہوگی۔ بخدا اگر اس غم میں اگر آنسو بہائے جائیں تو یہ محض دکھاوا ہوگا۔

اینٹنی : اس نے ریاست میں جس کام کی ابتدا کی تھی وہ میری عدم موجودگی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

انوباربس: اور یہاں جس کام کی ابتدا آپ نے کی ہے وہ آپ کے بغیر نہیں ہو سکتا، خصوصاً وہ جو کلیوپٹرا سے تعلق رکھتا ہے اور جس کا تمام تر دار و مدار آپ کے قیام پر ہے۔

اینٹنی : بہت ہوگئیں یہ غیر سنجیدہ باتیں۔ ہمارے افسروں کو ہمارے مقصد سے آگاہ کیا جائے۔ میں اپنی فوری روانگی کا سبب ملکہ پر واضح کردوں گا اور ان سے جانے کی اجازت لے لوں گا۔ محض فلویا کی موت اور ایسے امور جن کا میری ذات سے گہرا تعلق ہے مجھے واپسی پر مجبور نہیں کر رہے۔ بلکہ روم میں میرے بہت سے دوست جو میری بہبودی کی خاطر کوشاں رہتے ہیں اپنے خطوط کے ذریعے مجھ سے وطن واپس آنے کا تقاضا کر رہے ہیں۔ سیکسٹس پامپیس نے سیزر کو جنگ کی دعوت دے دی ہے۔ سمندر پر قبضہ ہے۔ ہماری متلون مزاج قوم جس کی محبت کبھی ایسے شخص کے ساتھ نہیں ہوتی جو اس کا سزاوار ہو، تاوقتیکہ اس کی اہلیت قصۂ ماضی نہ بن جائے، پامپی اعظم اور اس کی تمام خوبیوں کا ادراک اس کے بیٹے میں کر رہی ہے۔ سیکسٹس پامپیس جو نام و نمود میں بلند اور حسب و نسب کے اعتبار سے بلند تر ہے دنیا کے سب سے بڑے سپاہی ہونے کا دعوا رکھتا ہے۔ اس کا مرتبہ اگر یونہی بڑھتا رہا تو وہ تمام روئے زمین کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ غرض کہ ایسی بہت سی باتیں پرورش پا رہی ہیں جو افسانوی گھوڑے کے اس بال کی طرح ہیں جس میں جان تو پڑ گئی ہو لیکن ابھی سانپ کا زہر پیدا نہ ہوا ہو۔ متعلقہ افسران سے کہا جائے کہ ہم بہت جلد یہاں سے روانگی کا قصد رکھتے ہیں۔

انوباربس: حکم کی تعمیل ہوگی۔

(چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

کلیوپٹرا کے محل کا وہی کمرہ

کلیوپٹرا، شارمیان، الکزس، اور آئرس داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا: وہ کہاں ہیں؟

شارمیان: میں نے انھیں اس وقت سے نہیں دیکھا۔

کلیوپٹرا: جاؤ ڈھونڈو وہ کہاں ہیں، ان کے ساتھ کون ہے، وہ کیا کر رہے ہیں۔ انھیں خبر نہ ہو کہ میں نے تمھیں بھیجا ہے۔ اگر انھیں متفکر پاؤ تو کہنا میں ناچ رہی ہوں۔ اگر وہ خوش ہوں تو کہنا میں ایکا ایکی بیمار پڑ گئی ہوں۔ جلدی جاؤ اور لوٹ کر اطلاع دو۔

(الکزس چلا جاتا ہے)

شارمیان: بیگم اگر آپ واقعی ان سے بے حد محبت کرتی ہیں تو میرے خیال میں آپ کو وہ ڈھنگ نہیں آتا جو انھیں بھی آپ سے ویسی ہی محبت کرنے پر مجبور کر دے۔

کلیوپٹرا: مجھے کیا کرنا چاہیے جو میں نہیں کرتی؟

شارمیان: ان کی ہر بات مان لیا کیجیے اور اختلاف نہ کیا کیجیے۔

کلیوپٹرا: چل تو بے وقوفی کا سبق پڑھاتی ہے جس سے میں انھیں ہاتھ سے کھو بیٹھوں۔

شارمیان: پھر بھی حد سے نہ بڑھیے۔ ذرا ضبط سے کام لیجیے۔ جب انسان کسی چیز سے ڈرتے ڈرتے اکتا جاتا ہے تو آخر کار اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ لیجیے وہ تشریف لا رہے ہیں۔

(اینٹنی داخل ہوتا ہے)

کلیوپٹرا: میں نڈھال ہوں۔ میری طبیعت بات کرنے کو نہیں چاہتی۔

اینٹنی: مجھے اپنے مقصد کا اظہار کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے۔

کلیوپٹرا: شارمیان مجھے سہارا دے۔ میں گری۔ یہ حالت زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکتی۔ عناصر فطرت اس کی تاب نہیں لا سکیں گے۔

اینٹنی: پیاری ملکہ اس وقت —

کلیوپٹرا: مجھ سے دور رہیے۔

اینٹنی: بات کیا ہے؟

کلیوپٹرا : آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ آپ کو کوئی اچھی خبر ملی ہے۔ آپ کی بیاہتا نے کیا کہلوایا ہے؟ آپ شوق سے جا سکتے ہیں۔ کاش اس نے آپ کو آنے ہی نہ دیا ہوتا۔ اسے یہ شکایت نہ رہے کہ میں نے آپ کو یہاں روکا۔ میرا آپ پر کوئی اختیار نہیں، آپ اس کے ٹھہرے۔

اینٹنی : دیوتا جانتے ہیں۔

کلیوپٹرا : اوہ کسی ملکہ کے ساتھ ایسی دغا کیوں کی گئی ہو گی۔ لیکن میں نے پہلے ہی روز یہ جان لیا تھا کہ مجھ سے بے وفائی کی جائے گی۔

اینٹنی : کلیوپٹرا ـــ

کلیوپٹرا : میں کیسے یقین کر لوں کہ آپ میرے ہو کر رہیں گے جب کہ آپ کی قسمیں جنھیں سن کر سنگھاسن پر بیٹھے ہوئے دیوتا غصے سے کانپ اٹھتے ہیں اس عہد وفا کو توڑتی ہیں جو آپ نے فلویا سے باندھا تھا۔ میں ایسی پاگل نہیں ہوں کہ ان بناوٹی قسموں میں آجاؤں جو نکلتے ہی پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

اینٹنی : میری عزیز ترین ملکہ ـــ

کلیوپٹرا : نہیں، خدارا اپنے جانے کا بہانہ تلاش نہ کیجیے، خدا حافظ کہیے اور تشریف لے جائیے۔ جب آپ نے ٹھہرنے کی خواہش کی تھی تب وقت تھا باتوں کا۔ اس وقت جانے کا ذکر نہیں تھا۔ اس وقت تو میرے ہونٹوں اور میری آنکھوں میں ابدیت تھی۔ میرے ابروؤں کی محرابوں میں عیش و نشاط تھا۔ میری ہر بات ـــ چاہے وہ حقیر سے حقیر کیوں نہ ہو ـــ آسمانی نسل سے تھی۔ ان سب چیزوں میں یقیناً اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، بشرطیکہ آپ جو دنیا کے سب سے بہادر سپاہی ہیں اب سب سے بڑے جھوٹے نہیں بن گئے۔

اینٹنی : یہ کیا کہہ رہی ہو!

کلیوپٹرا : اگر مجھ میں آپ کی سی طاقت ہوتی تو آپ کو پتا چل جاتا کہ مصر میں بھی دل والے موجود ہیں۔

اینٹنی : سنو ملکہ ایک اہم صورت حال کچھ عرصے کے لیے میری خدمات کی طالب ہے۔ لیکن میں اپنا دل تمام تر تمھارے پاس چھوڑے جا رہا ہوں۔ ہمارے اطالیہ پر خانہ جنگی

کی تلواریں چمک رہی ہیں۔ سیکسٹس پامپیس بندرگاہ روم کی طرف بڑھا آتا ہے۔ دو اندرونی طاقتوں کی برابری معمولی معمولی اختلاف پر گروہ بندی کو جنم دے رہی ہے۔ جن سے نفرت کی جاتی تھی وہ طاقت حاصل کر کے خراج محبت پا رہے ہیں ۔ مردود پامپی اپنے باپ کی عزت سے مالا مال ہو کر ان لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے۔ جنھیں موجودہ حکومت سے فائدہ نہیں پہنچا۔ ان کی تعداد خطرناک حد تک پہنچ گئی ہے، اور امن و سلامتی لیٹے لیٹے تھک کر کسی بے دھڑک تبدیلی میں اپنا علاج ڈھونڈتی ہے۔ ایک معاملہ جو میری ذات سے خاص تعلق رکھتا ہے، اور جس سے میرے جانے کے سلسلے میں تمھیں بے فکر ہو جانا چاہیے، فلویا کی موت ہے۔

کلیوپیٹرا: چاہے عمر مجھے نا سمجھی سے نجات نہ دلا سکی ہو لیکن میں بچہ نہیں ہوں کہ ہر چیز پر یقین کر لوں۔ کیا فلویا بھی مر سکتی ہے ؟

اینٹنی: وہ مر چکی ہے میری ملکہ ۔ یہ خط موجود ہے ۔ جب کبھی مشاغل سے فرصت ہو تو پڑھنا کہ اس نے کیا کیا فساد برپا کیے اور پھر اخیر میں وہ کہاں اور کیسے مری۔

کلیوپیٹرا: او جھوٹے عشق وہ مقدس قرابے کہاں ہیں جنھیں تو آنسوؤں سے بھر دے ؟ فلویا کی موت سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میری موت کا سوگ کس طرح منایا جائے گا۔

اینٹنی: لڑو مت ملکہ جو باتیں میں کہنے آیا ہوں انھیں سن لو۔ ان کا ہونا نہ ہونا تمھاری منشا پر منحصر ہے۔ اس خورشید جہاں تاب کی قسم جو دریائے نیل کے گارے کو شادابی بخشتا ہے، میں تمھارے سپاہی اور نوکر کی حیثیت سے رخصت ہو رہا ہوں۔ لڑائی یا صلح جو کچھ کروں گا وہ تمھارے ہی ایما سے کروں گا۔

کلیوپیٹرا: میرے بند ڈھیلے کر دے شار میان ۔ لیکن نہیں، رہنے دے۔ مجھے بیمار پڑتے دیر نہیں لگتی کہ میں اچھی ہو جاتی ہوں بشرطیکہ اینٹنی کی محبت میرے شامل حال ہو۔

اینٹنی: عزیز ملکہ صبر سے کام لو اور میری محبت کی سچی گواہ رہو جس کی شرافت کا امتحان ہو رہا ہے۔

کلیوپیٹرا: فلویا سے میں نے یہی سبق سیکھا ہے۔ اب منھ پھیر کے اس کے لیے تھوڑا سا رو لیجیے۔ پھر مجھ سے رخصت چاہیے اور کہیے یہ آنسو تمھارے لیے ہیں۔ ظاہر داری کا ناٹک

اس خوب صورتی سے کھیلیے کہ وہ خلوص کا اعلا ترین منظر پیش کرے۔

اینٹنی : بس! تم میرا خون کھولا رہی ہو۔

کلیوپٹرا: آپ ابھی اس سے بہتر اداکاری دکھا سکتے ہیں لیکن یہ بھی خاصی ہے۔

اینٹنی : قسم ہے میری تلوار ـــــ

کلیوپٹرا: اور ہدف کی۔ بہتر ہو رہے ہیں لیکن ابھی کمال کو نہیں پہنچے۔ ذرا دیکھ تو شارمیان یہ ہرقلی رومن غصے میں کتنا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

اینٹنی : میں اب یہاں اور نہیں ٹھہر سکتا۔

کلیوپٹرا: میرے شریف آقا ذرا سنیے۔ مجھے اور آپ کو جدا ہونا ہے مگر اصل بات یہ نہیں۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو چاہا ہے لیکن یہ بھی مجھے نہیں کہنا۔ آپ کو بھی اس کا اتنا ہی بہتر علم ہے جتنا مجھے۔ میں کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ اللہ، میری یادداشت بالکل اینٹنی کی طرح ناقابل اعتماد ہے اور میں سب کچھ بھلا بیٹھی ہوں۔

اینٹنی : تم ملکہ ہو اور لغویت تمہاری رعیت ہے، ورنہ میں کہتا کہ تم خود سراپا لغویت ہو۔

کلیوپٹرا: کلیوپٹرا کی طرح اس لغویت کو دل سے اتنے نزدیک اٹھائے پھرنا سخت عرق ریزی کا کام ہے۔ پھر بھی میں معافی چاہتی ہوں کیوں کہ میری خوبیاں بھی میری موت کا باعث ہیں اگر وہ آپ کی نظروں میں نہیں جچتیں۔ آپ کا وقار آپ کو یہاں سے بلا رہا ہے۔ اس لیے میری ان لغویات کی طرف سے کان بند کر لیجیے جو ہمدردی سے محروم رہیں۔ جائیے دیوتا آپ کے ساتھ ہوں، آپ کی تلوار فتح و نصرت کے پھولوں سے سجی ہو اور کامیابی آپ کے قدموں میں فرش راہ ہو۔

اینٹنی : چلو چلیں۔ ہماری مفارقت سفر اور حضر کا مجموعہ ہے کیوں کہ تم یہاں رکنے کے باوجود میرے ساتھ جا رہی ہو اور میں تم سے رخصت ہو کر بھی خود کو تمہارے پاس چھوڑے جا رہا ہوں۔ آؤ۔ (چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

سیزر کے مکان کا ایک کمرہ

آکٹیویس سیزر، لیپیڈس اور ان کے ساتھی داخل ہوتے ہیں۔ سیزر ایک خط پڑھ رہا ہے۔

سیزر : آپ اسے ملاحظہ فرمائیں لیپیڈس اور اب سمجھ لیں کہ یہ سیزر کی فطرت کا کھوٹ نہیں کہ وہ اپنے رفیق اعلا سے نفرت کرتا ہے۔ اسکندریہ سے آئی ہوئی خبریں یہ ہیں : اینٹنی مچھلی کا شکار کھیلتا ہے، شراب پیتا ہے اور راتیں رنگ رلیوں میں گنوا تا ہے۔ اس میں نہ تو کلیوپٹرا سے زیادہ مردانہ پن ہے اور نہ بطلیموس کی ملکہ میں اس سے زیادہ نسائیت ہے۔ اس نے میرے قاصدوں کو اچھی طرح سنا تک نہیں، اور نہ اسے یہ سوچنے کی توفیق ہوئی کہ اس کے شریک کار بھی ہیں۔ اس خط میں آپ کو ایسے شخص کی تصویر ملے گی جو بنی نوع انسان سے سرزد ہونے والی تمام خرابیوں کا نچوڑ ہے۔

لیپیڈس : پھر بھی میں نہیں سمجھتا کہ اس میں اتنی زیادہ برائیاں ہیں کہ اس کی ساری خوبیوں پر پانی پھیر دیں۔ اس کی ساری خرابیاں اجرام فلکی کے مانند ہیں جو رات کی تاریکی میں روشن تر نظر آتے ہیں۔ انھیں اکتسابی نہیں، پیدایشی سمجھنا چاہیے۔ ان کے ترک کرنے میں وہ اتنا ہی معذور ہے جتنا بے بس وہ ان کے اپنانے میں تھا۔

سیزر : آپ کی چشم پوشی کی بھی حد ہوگئی۔ مان لیا اس میں کوئی برائی نہیں کہ وہ بطلیموس کے بستر پر لوٹا کرے، ایک زر خرید کے ساتھ بیٹھا ہوا جام پر جام چڑھائے، بھری دوپہر میں سڑکوں پر لڑکھڑاتا پھرے اور دُھنے جلاہوں کے ساتھ جن کے بدن سے پسینے کی سڑاند آئے لپاڈگی کرے۔ کہہ لیجیے یہ باتیں اس کے شایان شان ہیں۔ حالاں کہ اس کی شخصیت کچھ ایسی ہی انوکھی ہوگی کہ ان کے سبب داغ دار نہیں ہوتی۔ لیکن بہتر ہے اینٹنی اپنی ذلیل حرکتوں کی عذر معذرت نہ کرے جب کہ اس کے لاابالی پن کا بوجھ ہم پر آکر پڑتا ہے۔ وہ بخوشی اپنی فرصت کے اوقات عیاشیوں سے پُر کرے، ضعف معدہ اور گٹھیا اسے سمجھ لے گی۔ لیکن اگر وہ ایسا وقت برباد کرتا ہے جو ترک عیش کا نقارہ بجا رہا ہو اور ہماری طرح اس کے حالات کے سلسلے میں بھی سختی سے تاکید کر رہا ہو تو اسے ان لڑکوں کی طرح سرزنش کی جانی چاہیے جو سوجھ بوجھ کے باوجود اپنے تجربے کو وقتی لہو ولعب کے بدلے گروی رکھ دیتے ہیں اور اس طرح عقل سلیم سے سرکشی کرتے ہیں۔

ایک قاصد داخل ہوتا ہے

لیپیڈس: لیجیے کچھ اور خبریں آئی ہیں۔

قاصد : حضور کے احکام کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ جلیل القدر سیزر کو ہر گھنٹے اطلاع ملتی رہے گی کہ حالات کا کیا رنگ ہے۔ سمندر پر پامپی کو فوقیت حاصل ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے وہ ان لوگوں میں ہر دل عزیز ہے جو محض ڈر کی وجہ سے سیزر کے ساتھ تھے۔ شورش پر آمادہ لوگ بندرگاہوں کا رُخ کر رہے ہیں اور ہر شخص یہ کہہ رہا ہے کہ پامپی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

سیزر : مجھے اس سے کم کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ جب سے سماج کی ابتدا ہوئی ہے اس روز سے ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ ایک شخص جس کو اقتدار حاصل ہو چکا ہے اسی وقت تک مقبول رہتا ہے جب تک وہ اسے پانے کی کوشش میں لگا رہے، اور مرتبے سے گرا ہوا ایک شخص جو آخری دم تک محبت سے محروم رہا اپنی کمی کے سبب لوگوں میں محبوب ہو جاتا ہے۔ عوام پانی پر آوارہ سرکنڈے کی طرح ہیں جو موجوں کے اشارے پر آگے پیچھے ہوا کرتا ہے اور آخر کار اس مسلسل حرکت سے گل سڑ جاتا ہے۔

ایک اور قاصد داخل ہوتا ہے

قاصد : سیزر مجھے آپ کو یہ اطلاع دینی ہے کہ مشہور بحری قزاق مینیکریٹس اور میناس نے سمندر کو اپنا غلام بنا رکھا ہے اور ان کی ہر طرح کی کشتیاں اس کا گشت لگا رہی ہیں۔ اطالیہ میں ان کی یورشوں کی گرما گرمی رہتی ہے جس کے خیال ہی سے ساحلی علاقے کے لوگوں کا خون خشک ہو رہا ہے اور دم خم والے نوجوان بغاوت کر رہے ہیں۔ کوئی کشتی چوری چھپے بھی نہیں نکلنے پاتی کہ وہ دھر لی جاتی ہے، کیوں کہ پامپی کے نام کا سکہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی بااثر اس کی فوجیں ہوں بشرطیکہ ان کا مقابلہ کیا جائے۔

سیزر : اے اینٹنی اپنی پرشہوت عیاشیوں سے باز آجا۔ ایک بار مڈینا[1] سے (جہاں ہرشیس[2] اور پانسا[3] نامی قونصل تیرے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے) جب تجھے پیچھے ہٹنا پڑا تھا تو قحط نے سائے کی طرح تیرا تعاقب کیا تھا۔ مگر تو جو ناز و نعم کا پلا ہوا ہے اس کے خلاف ایسے صبر و استقلال سے لڑتا رہا کہ یہ وحشیوں سے بھی ممکن نہ تھا۔ ایسا بھی ہوا کہ تجھے

۱۔ Modena ۲۔ Hirtius ۳۔ Pansa

گھوڑوں کا پیشاب اور سڑا ہو گدلا پانی پینا پڑا جس سے جانوروں کو بھی گھن آئے۔ تیرے ذائقے کی حس نے جنگلی جھاڑیوں کے کڑوے کسیلے پھل تک گوارا کیے۔ ہاں ایک بارہ سنگھے کی طرح، جب چراگاہ پر برف کی چادر بچھ جائے، تو نے درختوں کی چھال کھا کھا کر گزارا کیا۔ مشہور ہے کہ ایلپس¹ کے پہاڑوں میں تجھے ایسا عجیب وغریب قسم کا گوشت کھانا پڑا کہ کچھ لوگ تو محض اس کے دیکھتے ہی جان سے جاتے رہے۔ اور یہ سب جس کے بارے میں میرا تذکرہ کرنا آج تیرے لیے باعث ننگ ہے تو نے ایک سپاہی کی طرح برداشت کیا اور تیرے چہرے پر نقاہت کے آثار تک ظاہر نہیں ہوئے۔

لیپیڈس: اس پر ترس آتا ہے۔

سیزر: کاش احساس ندامت اسے جلد روم آنے پر مائل کردے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم دونوں میدان میں آئیں اور اس مقصد کے لیے ہمیں فوراً مجلس مشاورت بلانی چاہیے۔ پامپی ہماری سستی کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔

لیپیڈس: سیزر میں کل تک ٹھیک ٹھیک بتا پاؤں گا کہ سمندر اور خشکی پر موجودہ خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے میں کتنی فوج اکٹھی کر سکتا ہوں۔

سیزر: آپ سے دوبارہ ملاقات ہونے تک میرا دھیان بھی اسی طرف لگا رہے گا۔ خدا حافظ

لیپیڈس: خدا حافظ جناب والا۔ ہاں اس اثنا میں باہر کی آئی ہوئی جو خبریں آپ کو موصول ہوں اگر مجھے بھی ان سے مطلع رکھا جائے تو بہت مشکور ہوں گا۔

سیزر: اطمینان رکھیے۔ یہ تو میرا فرض ہے۔

(چلے جاتے ہیں)

پانچواں منظر

اسکندریہ۔ کلیوپٹرا کا محل

کلیوپٹرا، شارمیان، آئرس اور مردیان داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا: شارمیان!

---

¹ Alps

شارمیان : جی بیگم ؟

کلیوپیٹرا : ہاہا! مجھے مہرگیاہ پینے کو دے۔

شارمیان : کیوں بیگم ؟

کلیوپٹرا : تاکہ میں اپنے اینٹنی کے انتظار میں وقت کا یہ بے پایاں وقفہ سوکر گزار دوں۔

شارمیان : آپ ان کے متعلق ضرورت سے زیادہ سوچا کرتی ہیں۔

کلیوپٹرا : تو غدار ہے!

شارمیان : یہ بات نہیں بیگم۔

کلیوپٹرا : خواجہ سرا مردیان۔

مردیان : کیا خوشی ہے سرکار کی ؟

کلیوپٹرا : نہیں، اس وقت میں تیرا گانا سننا نہیں چاہتی۔ خواجہ سرا کی کسی بھی بات سے میری خوشی پوری نہیں ہو سکتی۔ تو خوش قسمت ہے کہ آختہ ہونے کے سبب تیرے بے باک خیالات اڑکر مصر کے باہر نہیں جا سکتے۔ کیا تو بھی نفسانی خواہشات رکھتا ہے؟

مردیان : جی ہاں بیگم۔

کلیوپٹرا : سچ مچ ؟

مردیان : عمل میں نہیں بیگم، کیوں کہ میرے لیے پاک بازی کے سوا کوئی اور چارہ نہیں۔ لیکن میرے دل میں بھی شدید نفسانی خواہشات اٹھتی ہیں اور میں محسوس کر سکتا ہوں کہ زہرہ نے مریخ کے ساتھ کیا کیا ہوگا۔

کلیوپٹرا : او شارمیان تیرے خیال میں وہ اس وقت کہاں ہوں گے ؟ کھڑے ہوں گے یا بیٹھے ہوں گے، چل پھر رہے ہوں گے یا گھوڑے پر سوار ہوں گے ؟ کتنا خوش قسمت ہے وہ گھوڑا جسے اینٹنی کا بوجھ اٹھانا نصیب ہے۔ ہمت سے کام لے اے گھوڑے، تو جانتا ہے تجھ پر کون سوار ہے ؟ وہ جو اٹلس[۱] دیوتا کے مانند آدھی زمین کا بوجھ کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے، انسانوں کا محافظ اور سرپرست۔ وہ اب کچھ کہہ رہے ہیں یا سرگوشی کے انداز میں پوچھتے ہیں: کہاں ہے میری نیل کی ناگن ؟ ہاں وہ اسی نام سے مجھے پکارتے ہیں۔ اب میں زہر کے لذیذ جام پی رہی ہوں ___ آخر مجھ میں

Atlas ۱

ایسی کیا بات ہے ؟ — مجھ میں جسے سورج دیوتا کی پیار بھری چٹکیوں نے سیاہ کر دیا ہے اور زمانے کے ہاتھوں جس کے چہرے پر گہری لکیریں پڑ گئی ہیں۔ کشادہ پیشانی والے سیزر میں تیرے دوران حیات میں بادشاہوں کے لیے ایک لقمہ تھی۔ پامپی اعظم کھڑا کھڑا میرے ابروؤں میں اپنی آنکھیں ثبت کر دیتا تھا۔ اس کی نگاہیں ان میں لنگر ڈال دیتی تھیں اور وہ بس یہی چاہتا تھا کہ عمر بھر اپنی متاع زندگی کو تکا کرے۔

(الکزس جو اینٹنی کے پاس سے آیا ہے داخل ہوتا ہے)

الکزس : ملکۂ مصر کو سلام پہنچے !

کلیوپیٹرا: تم مارک اینٹنی سے کتنے مختلف ہو مگر چوں کہ تم ان کے پاس سے آرہے ہو لہذا اس لاجواب اکسیر نے تمھیں بھی کندن بنا دیا ہے۔ میرے بہادر مارک اینٹنی کیسے ہیں ؟

الکزس : عزیز ملکہ آخری بات جو انھوں نے کی وہ یہ کہ اس چمک دار موتی کو بوسہ دیا جو تمام طویل بوسوں کی انتہا تھی۔ اس کا پیغام میرے دل میں محفوظ ہے۔

کلیوپیٹرا: میں اسے زبردستی اگلوا لوں گی۔

الکزس: انھوں نے کہا: اچھے دوست عرض کرنا کہ وفا شعار رومن کلیوپیٹرا کی خدمت میں یہ گنج صدف بھیج رہا ہے۔ اس حقیر تحفے کی تلافی کرنے کے لیے وہ آپ کے قدموں میں سلطنتیں لا ڈالے گا اور تمام کا تمام مشرق آپ کو اپنا تاج دار تسلیم کرے گا۔ پھر انھوں نے سر کو جنبش دی اور بے حد سنجیدگی سے ایک چھریرے بدن کے گھوڑے پر سوار ہو گئے، جو اتنی زور سے ہنہنایا کہ جو بات میں کہتا وہ کم بخت نے قطع کر دی۔

کلیوپیٹرا: وہ غم گین تھے یا مسرور ؟

الکزس : سال کے اس موسم کی طرح جو انتہائی سردی اور انتہائی گرمی کے بین بین ہوتا ہے، وہ نہ تو غم گین تھے نہ مسرور۔

کلیوپیٹرا: اللہ، کتنی متوازن طبیعت ! سنتی ہے شارمیان، سنتی ہے۔ یہ ہے ان کا کردار۔ ذرا دیکھو تو وہ غم گین نہیں تھے کیوں کہ وہ ان لوگوں پر نور کی بارش کرنا چاہتے تھے جن کی نگاہیں ان سے اپنا انداز مستعار لیتی ہیں۔ وہ مسرور نہیں تھے جس سے ان کو یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ اپنا دھیان مصر میں اپنی مسرت جاں کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ وہ دونوں حالتوں کے مابین تھے۔ کتنا خوب صورت امتزاج ! تم

غم گین ہو یا مسرور، دونوں حالتوں میں زیادتی کا بھی پایا جانا کسی اور کو اتنا زیب نہیں دیتا جتنا تمھیں۔ تمھیں میرے قاصد ملے تھے؟

الکزس: جی ہاں بیگم، مجھے ایک ایک کر کے آپ کے بیسیوں قاصد ملے تھے۔ آپ انھیں اتنی جلد جلد کیوں بھیجا کرتی ہیں؟

کلیوپٹرا: اگر اینٹنی کے پاس قاصد بھیجنے میں مجھ سے کسی دن بھی چوک ہو جائے تو اس دن جو بھی پیدا ہو گا بھکاری کی موت مرے گا۔ شارمیان ذرا روشنائی اور کاغذ لا۔ الکزس تمھیں آنا مبارک ہو۔ شارمیان کیا میں نے کبھی سیزر کو اتنا چاہا تھا؟

شارمیان: آہ بہادر سیزر!

کلیوپٹرا: اگر تیری زبان سے پھر یہ نکلے تو خدا کرے تیرا دم گھٹ کر رہ جائے۔ کہہ بہادر اینٹنی۔

شارمیان: دلیر سیزر!

کلیوپٹرا: آئسس[1] کی قسم اگر تو نے پھر میرے بے نظیر مرد کا مقابلہ سیزر سے کیا تو میں تیرا منہ لہولہان کر دوں گی۔

شارمیان: بندی معافی چاہتی ہے۔ میں تو وہی راگ الاپتی ہوں جو بیگم کسی زمانے میں گایا کرتی تھیں۔

کلیوپٹرا: وہ زمانہ میرے لڑکپن کا تھا۔ میری پسند خام تھی اور میرا لہو سرد تھا کہ میں اس قسم کی باتیں کرتی تھی۔ لیکن آ چلیں، روشنائی اور کاغذ لا۔ مجھے انھیں ہر روز خط بھیجنا ضروری ہے چاہے مصر میں ایک آدمی باقی نہ بچے۔

(چلے جاتے ہیں)

---

[1] Isis

دوسرا ایکٹ

پہلا منظر: میسنا پامپی کا مکان

پامپی، مینیکرٹیس اور میناس زرہ بکتر سے لیس داخل ہوتے ہیں

پامپی : اگر بزرگ و برتر دیوتا حق پسند ہوں گے تو وہ ضرور حق پسندوں کی کوششوں کا ساتھ دیں گے۔

مینیکرٹیس: معزز پامپی یاد رکھیے وہ جس چیز کے دینے میں تاخیر کرتے ہیں اس سے محروم نہیں کرتے۔

پامپی : ہمارا وقت جیسے جیسے ان کی بارگاہ میں دعائیں کرتے گزر رہا ہے ویسے ویسے اس چیز کی قیمت گھٹتی جا رہی ہے جس کے لیے ہم دعا مانگ رہے ہیں۔

مینیکرٹیس: انسان انجان پن میں اکثر اپنا نقصان چاہتا ہے جس سے عاقل دیوتا اس کی بھلائی کی خاطر اسے محروم رکھتے ہیں اور اس طرح اس کی دعاؤں کا باریاب نہ ہونا درحقیقت اس کے لیے سودمند ثابت ہوتا ہے۔

پامپی : میری کامیابی یقینی ہے۔ عوام مجھے چاہتے ہیں اور سمندر پر میرا اختیار ہے۔ میری طاقت ہلال کے مانند ہے اور میری امیدیں پیشین گوئی کرتی ہیں کہ وہ ماہ کامل بن کر رہے گی۔ مارک اینٹنی مصر میں بیٹھا مرغن اڑا رہا ہے۔ وہ اپنے محل سے باہر لڑائی لڑنے نہیں آئے گا۔ سیزر روپے اینٹھتا ہے اور لوگوں کے دل ہاتھ سے کھوتا ہے۔ لیپیڈس ان دونوں کی چاپلوسی میں لگا رہتا ہے اور وہ دونوں بھی اس کے روغن قاز ملتے ہیں۔ لیکن نہ تو اسے کسی سے لگاؤ ہے، نہ ان میں سے کوئی اسے خاطر میں لاتا ہے۔

Messina میسنا

سیزر اور لیپیڈس اپنی زبردست فوجی طاقت کے ساتھ میدان میں آگئے ہیں۔

پاپمپی : واہیات! کس سے سنا تم نے؟

مینیاس : حضور سلویس[ا] کہہ رہا تھا۔

پاپمپی : وہ سپنے دیکھا کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہے وہ روم میں بیٹھے اینٹنی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اے سانولی سلونی کلیوپٹرا محبت کی فسوں کاریوں سے اپنے مرجھائے ہوئے ہونٹ تازہ کرلے۔ اپنے حسن میں جادوگری ملادے اور دونوں میں شہوت بھردے۔ سزائی کو ضیافتوں کے جال میں پھانس دے اور اس کا سر ابخارات سے پُر رہنے دے۔ ذائقہ شناس باورچی سیر نہ کرنے والی غذاؤں سے اس کی اشتہا تیز کردیں تاکہ خواب وطعام سے اس کی حمیت اتنی بے حسی کی حد تک معطل ہوجائے کہ کسی بھی چیز سے اسے تحریک نہ ہو۔ (ویریس داخل ہوتا ہے) کیا معاملہ ہے ویریس؟

ویریس : حضور مجھے مصدقہ طور پر خبر ملی ہے کہ مارک اینٹنی اب کسی وقت بھی روم پہنچا چاہتے ہیں۔ انھیں مصر چھوڑے ہوئے جتنا عرصہ گزر چکا ہے وہ اس سے زیادہ مسافت کے لیے کافی ہوگا جو انھیں طے کرنی ہے۔

پاپمپی : کاش تمھاری خبر اتنی سنگین نہ ہوتی۔ مینناس مجھے توقع نہ تھی کہ یہ رند شاہد باز اس قدر معمولی لڑائی لڑنے کے لیے زرہ بکتر پہننے کی زحمت گوارا کرے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں دوگنی فوجی استعداد کا مالک ہے۔ ہمیں اپنے اوپر فخر کرنا چاہیے کہ ہماری سرگرمیوں نے شہوت سے نہ اکتانے والے اینٹنی کو بیوہ مصر کی آغوش سے چھین لیا۔

مینناس : مجھے امید نہیں کہ سیزر اور اینٹنی کے درمیان خوش گوار تعلقات پیدا ہوسکیں گے۔ اینٹنی کی مرحوم بیوی نے سیزر کے خلاف کارروائی کی تھی اور اس کا بھائی سیزر سے لڑا تھا، حالاں کہ جہاں تک مجھے علم ہے اینٹنی نے اسے نہیں اکسایا تھا۔

پاپمپی : کیا معلوم مینناس ایک بڑے دشمن کے مقابلے میں وہ اپنی چھوٹی چھوٹی رنجشوں کو بھلا بیٹھیں۔ ہاں اگر ہم ان کے مقابلے میں نہ ہوتے تو بہت ممکن تھا وہ آپس میں لڑ مرتے کیوں کہ ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھانے کے لیے ان کے پاس کافی غرض وغایت

[ا] Silvius

موجود ہے۔ لیکن ہمارے ڈر سے کس حد تک وہ اپنی باہمی پھوٹ ہموار کریں گے اور اپنے اختلافات کو پاٹ لیں گے۔ اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال وہی ہو گا جو دیوتاؤں کو منظور ہے۔ ہماری سلامتی اس میں ہے کہ اپنی پوری طاقت لگا دیں۔ مینا س میرے ساتھ آؤ۔ (چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر: روم

لیپیڈس کا مکان

انوبار بس اور لیپیڈس داخل ہوتے ہیں

لیپیڈس: عزیز انوبار بس یہ بات مناسب ہو گی، اور تم ہی اس کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو اگر تم اپنے آقا سے درخواست کرو کہ وہ اپنی گفتگو میں نرمی اور ملایمت سے کام لیں۔

انوبار بس: میں تو یہ درخواست کروں گا کہ ان کے جواب ان کے مرتبے کے شایان شان ہوں۔ اگر سیزر کوئی نامناسب بات کرے تو وہ اسے حقیر سمجھیں اور جنگ کے دیوتا مریخ کی طرح گرجیں۔ مشتری کی قسم، اگر اینٹنی کی جگہ میں ہوتا تو آج اپنی داڑھی ہرگز نہ منڈواتا۔

لیپیڈس: یہ ذاتی لڑائی جھگڑے کا موقع نہیں ہے۔

انوبار بس: ہر موقع اس بات کے لیے مناسب ہوتا ہے جو اس موقع پر ظہور میں آئے۔

لیپیڈس: لیکن اہم معاملات کے مقابلے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہیے۔

انوبار بس: اس وقت نہیں جب چھوٹی چھوٹی باتوں کی حیثیت بنیادی ہو۔

لیپیڈس: تمھاری باتیں جذباتی ہیں۔ لیکن خدارا جلتی ہوئی آگ پر تیل مت چھڑکنا۔ لو، جلیل القدر اینٹنی تشریف لا رہے ہیں۔

اینٹنی اور وینٹیڈیس داخل ہوتے ہیں

انوبار بس: اور ادھر سیزر۔

سیزر، میسیناس اور ایگریپا داخل ہوتے ہیں

اینٹنی: ہاں وینٹیڈس، اگر ہمارا یہاں سمجھوتا ہو جاتا ہے تو پھر پارتھیا کا رُخ کریں۔

سیزر: مجھے نہیں معلوم میسیناس۔ ایگریپا سے دریافت کرو۔

لیپیڈس : محترم دوستو، جس مقصد کے تحت ہمارا اتحاد عمل میں آیا تھا وہ ایک بڑا مقصد تھا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی معمولی سی حرکت ہمیں جدا کر دے۔ اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اسے نرمی سے سنا جائے۔ اپنے معمولی اختلافات پر بحث کرتے وقت لہجے میں سختی سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے ہم زخموں کا علاج تو کرنا چاہیں مگر ہمارا طریقہ اتنا درشت ہو کہ مریض کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لیے معزز ساتھیو! میں آپ سے بصد خلوص التجا کروں گا کہ آپ تلخ ترین باتوں پر شیریں ترین طریقے سے گفتگو فرمائیں اور نزاعی مسائل میں بد مزاجی کا اضافہ نہ کریں۔

اینٹنی : آپ کی بات نہایت مناسب ہے۔ اگر ہم اپنی اپنی فوجوں کے سامنے لڑائی کے لیے آمادہ کھڑے ہوتے تب بھی میرا یہ فرض ہوتا کہ میں اسی طرح پیش آوں۔

(قرنا کی آواز)

سیزر : روم آنا مبارک ہو۔

اینٹنی : شکریہ۔

سیزر : بیٹھیے۔

اینٹنی : پہلے آپ۔

سیزر : خیر، اگر آپ کہتے ہیں۔

اینٹنی : میں نے سنا ہے کہ آپ نے میری چند باتوں کا برا مانا ہے، حالاں کہ کوئی بات برا ماننے کی نہ تھی، اور اگر ہو بھی تو اس کا آپ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

سیزر : اگر میں یہ کہوں کہ میں بلا وجہ یا تھوڑا بہت ناراض ہوں، اور ناراض بھی دنیا میں کسی اور سے نہیں آپ سے، تو میری ہنسی اڑائی جائے۔ اور اگر میں نے کبھی آپ کا ذکر حقارت سے کیا ہو، جب کہ آپ کے ذکر سے مجھے کوئی سروکار نہیں تھا، تو میری اور بھی ہنسی اڑائی جائے۔

اینٹنی : اگر میں مصر میں مقیم تھا تو سیزر آپ کو کیا فکر تھی؟

سیزر : اس سے زیادہ نہیں جو یہاں میرے روم کے قیام سے آپ کو مصر میں ہو سکتی ہے لیکن اگر آپ وہاں بیٹھے بیٹھے میری حکومت کے خلاف ریشہ دوانیاں کر سکتے تھے تو آپ کا مصر کا قیام یقیناً مجھ سے تعلق رکھتا تھا۔

اینٹنی : ریشہ دوانیاں، آپ کا مطلب؟

سیزر : میرا مطلب آپ پر ان واقعات سے واضح ہو جانا چاہیے جو مجھے یہاں پیش آئے۔ آپ کی بیوی اور بھائی نے میرے خلاف جنگیں لڑیں جن کی اصلی وجہ آپ تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان لڑائیوں کے سلسلے میں آپ کا نام لیا گیا۔

اینٹنی : آپ معاملے کے سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے اس سلسلے میں کبھی میرا نام نہیں لیا۔ میں نے اس کے بارے میں تحقیق کی تھی اور میری معلومات کا ذریعہ چند ایسے باوثوق حضرات ہیں جو آپ کی طرف سے لڑے تھے۔ کیا اس نے آپ کے ساتھ ساتھ میرے اختیارات کو بدنام نہیں کیا اور کیا اس نے میرے خلاف طبیعت یہ لڑائیاں نہیں لڑیں کیوں کہ آپ کا اور میرا معاملہ ایک ہے؟ میں نے اپنے خطوط کے ذریعہ اس سلسلے میں آپ کو اطمینان دلایا تھا۔ اگر آپ کو میرے ساتھ جھگڑا کرنا ہی ہے تو کوئی اور عذر تراشیے۔ یہ کافی نہیں۔

سیزر : میری سمجھ کو خطاوار ٹھہرا کر آپ اپنے متعلق حسن ظن سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن عذر تو دراصل آپ نے تراشے تھے۔

اینٹنی : نہیں، ہرگز نہیں۔ میں جانتا ہوں، بلکہ مجھے اعتماد ہے، کہ آپ کو یقینی طور پر یہ خیال ہونا چاہیے کہ میں آپ کا شریک مقصد ہوتے ہوئے ان جنگوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا جو خود میرے اطمینان قلب کے منافی تھیں۔ رہی میری بیوی تو کاش اس جیسی آتش مزاج عورت سے آپ کو بھی سابقہ پڑا ہوتا، تاکہ آپ جان لیتے کہ تہائی دنیا کا مالک ہونا اور گھوڑے کی طرح اسے لگام دے کر اپنے قابو میں رکھنا آسان ہو تو ہو، ایسی بیوی کو قابو میں رکھنا کھیل نہیں۔

انوباربس : کاش ہم سب کی ایسی ہی بیویاں ہوتیں تاکہ مرد عورتوں کے ساتھ مل کر لڑتے۔

اینٹنی : اس کی اصلاح بالکل ناممکن تھی۔ اس کے اٹھائے ہوئے فسادات بے اطمینانی کا نتیجہ تھے حالاں کہ ان میں مصلحت اندیشی کی کمی نہ تھی۔ مجھے افسوس کے ساتھ اعتراف ہے کہ سیزر ان کی وجہ سے آپ کو بے حد پریشانی اٹھانی پڑی۔ لیکن آپ کو ماننا پڑے گا کہ میں اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔

سیزر : میں نے آپ کو ان کے بارے میں لکھا تھا مگر آپ اسکندریہ میں بیٹھے گلچھرے

اڑا رہے تھے۔ آپ نے میرے خط لے کر رکھ لیے اور میرے قاصد کو بُرا بھلا کہہ کر نکال باہر کیا۔

اینٹنی : جناب وہ بغیر اجازت اندر گھس آیا تھا۔ میں اس وقت تین بادشاہوں کو ضیافت دے کر فارغ ہوا تھا اور میری حالت شروع دن کے مقابلے میں قدرے دگرگوں تھی مگر دوسرے دن میں نے معاملے کی توجیہہ کر دی، گویا یہ سمجھنا چاہیے اس سے معافی مانگ لی۔ اس شخص کا ہمارے فیصلے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر ہمیں لڑنا ہی ہے تو اسے بحث سے خارج رکھنا بہتر ہو گا۔

سیزر : آپ نے اس سمجھوتے کو توڑا ہے جسے پورا کرنے کا آپ نے حلف اٹھایا تھا۔ آپ کے پاس زبان نہیں کہ مجھے برابر کا الزام دیں۔

لیپیڈس : صبر سیزر، صبر۔

اینٹنی : نہیں لیپیڈس، انھیں کہنے دیجیے۔ مجھے وہ شرافت عزیز ہے جس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور سمجھ بیٹھے ہیں کہ میں نے اس کا پاس نہیں کیا۔ ہاں سیزر آگے کہیے، میں نے کیا حلف اٹھایا تھا؟

سیزر : یہ کہ وقت ضرورت آپ مجھے ہتھیار اور فوجی امداد بہم پہنچائیں گے۔ لیکن آپ نے ان دونوں باتوں کو پورا کرنے سے انکار کیا۔

اینٹنی : نہیں بلکہ کہیے غفلت کی۔ اور یہ اس وقت جب زہریلی ساعتوں نے مجھے خود فراموشی میں جکڑ دیا تھا۔ اس کے لیے جہاں تک ہو سکتا ہے میں اظہار ندامت کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن نہ تو میری دیانت داری مجھے اس بات پر مائل کر سکتی ہے کہ میں اپنی بڑائی کو قربان کر دوں اور نہ میری طاقت مجھ سے کوئی ایسا کام کروا سکتی ہے جو شرافت سے خالی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ فلویا نے یہاں لڑائیاں اس لیے لڑیں کہ میں مصر چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤں۔ میں، جسے علم نہ تھا کہ ان لڑائیوں کا باعث میں ہوں، اس حد تک معافی کا خواستگار ہوں جس حد تک ایسے معاملے میں میری خودداری مجھے جھکنے کی اجازت دے۔

لیپیڈس : آپ کا جذبہ قابلِ تعریف ہے۔

میسیناس : اجازت ہو تو میں یہ عرض کروں کہ آپ اپنی شکایتوں کو زیادہ طول نہ دیں۔ ان کا

بھلا دینا اس بات کا ثبوت ہو گا کہ آپ دونوں باہمی صلح صفائی کو وقت کا تقاضا سمجھتے ہیں

لیپیڈس : بات معقول ہے بیبینا س ۔

انوباربس : یا آپ فی الحال ایک دوسرے کی محبت ادھارے لیں اور جب پامپی کا معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے تو اسے لوٹا دیں ۔ ایسا کافی وقت پڑا ہے جب آپ کو لڑنے کے سوا کوئی اور کام نہ ہو گا۔

اینٹنی : تم محض فوجی ہو ۔ ان باتوں میں دخل مت دو ۔

انوباربس : میں بھول ہی گیا تھا کہ سچائی کو زبان بند رکھنی چاہیے ۔

اینٹنی : تم اس مجلس کی شان میں گستاخی کر رہے ہو ۔ چپ رہو ۔

انوباربس : بہتر ہے ۔ آپ کا لحاظ کرتے ہوئے میں پتھر کی طرح گونگا بنا جاتا ہوں ۔

سیزر : مجھے اس کا نفس موضوع اتنا ناپسند نہیں جتنا اعتراض اس کے انداز گفتگو پر ہے ۔ ایسی صورت میں کہ ہماری طبیعتیں ایک دوسرے سے عملاً اتنی مختلف ہیں ہماری دوستی قائم نہیں رہ سکتی ۔ پھر بھی اگر مجھے پتا ہو کہ کون سی زنجیر ہمیں ایک دوسرے سے جکڑ سکتی ہے تو میں اسے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈھونڈنے کے لیے تیار ہوں ۔

ایگرپا : سیزر میں کچھ کہہ سکتا ہوں ؟

سیزر : ہاں کہو ایگرپا ۔

ایگرپا : ماں کی طرف سے آپ کی ایک بہن ہیں ، یعنی خوب صورت آکٹیویا ، اور مارک اینٹنی اب بغیر گھر والی کے ہیں ۔

سیزر : ایگرپا یہ نہ کہو ۔ اگر کلیوپٹرا نے سن لیا تو اس ناعاقبت اندیشی پر تمھیں جتنی بھی سرزنش کی جائے ، بجا ہو گی ۔

اینٹنی : میری کلیوپٹرا سے شادی نہیں ہوئی ہے سیزر ۔ ایگرپا کو بات پوری کرنے دیجیے ۔

ایگرپا : اس خیال سے کہ آپ دونوں کے درمیان دائمی محبت اور برادرانہ تعلقات پیدا ہو جائیں اور آپ کے دل ایسے رشتے میں جڑ جائیں جو کبھی نہ ٹوٹ سکے یہ بہتر ہے کہ اینٹنی آکٹیویا سے شادی کر لیں ۔ اس کا حسن ایسے شوہر کا مستحق ہے جو اعلا ترین انسانوں سے کسی حالت میں کمتر نہ ہو ۔ اس کی پاک دامنی اور دوسری خوبیاں جس طرح اس کے حق میں دلالت کرتی ہیں اس کی مثال کسی اور میں نہیں مل سکتی ۔ اس شادی کے

وہ معمولی رقابتیں جو سر دست اتنی اہم معلوم ہوتی ہیں اور وہ شدید اندیشے جو خطرات کے حامل ہیں سب کے سب ہیچ ہو جائیں گے۔ پھر سچ کو افواہ خیال کیا جائے گا جب کہ آج یہ حال ہے کہ افواہ کو بھی سچ سمجھا جاتا ہے۔ آکٹیویا کا آپ دونوں کو چاہنا اس بات کا موجب ہو گا کہ آپ ایک دوسرے سے اور لوگ آپ سے محبت کرنے لگیں۔ میں نے جو کچھ کہا اس کی معافی چاہتا ہوں۔ یہ خیالات احساس فرض کے زیر اثر اسی وقت ایک دم میرے ذہن میں نہیں آئے بلکہ میں نے ان پر کافی غور و فکر سے کام لیا ہے۔

اینٹنی : سیزر کو اس سلسلے میں کچھ کہنا ہے؟

سیزر : اس وقت تک نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کے متعلق اینٹنی کا کیا خیال ہے۔

اینٹنی : اگر میں ایگرپا سے کہوں کہ مجھے تمھاری تجویز منظور ہے تو اسے پورا کرنے کے لیے ایگرپا کے پاس کیا طاقت ہے؟

سیزر : خود سیزر کی اپنی طاقت اور وہ جو اسے آکٹیویا پر حاصل ہے۔

اینٹنی : تو پھر خدا نہ کرے ایسے نیک کام میں جس سے خوش آیند توقعات وابستہ ہیں، میں رکاوٹ بننے کا خواب تک دیکھوں! مجھے اپنا ہاتھ دیجیے تاکہ اس کار خیر کی تصدیق ہو جائے اور اسی وقت سے برادرانہ محبت ہمارے دلوں پر حکمرانی کرنے لگے اور ہمارے اعلا مقاصد کو اپنے قبضۂ قدرت میں لے لے۔

سیزر : لیجیے یہ ہے میرا ہاتھ۔ میں آپ کو ایک بہن دے رہا ہوں جس کو میں اتنا چاہتا ہوں جتنا کسی بھائی نے اپنی بہن کو نہ چاہا ہو گا۔ خدا اسے زندہ سلامت رکھے تاکہ اس کے دم سے ہماری سلطنتیں اور ہمارے دل آپس میں جڑے رہیں اور کاش ہماری محبت آیندہ ہم سے کشیدگی اختیار نہ کرے۔

لیپیڈس : اور آپ خوش و خرم رہیں، آمین!

اینٹنی : یہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ مجھے پامپی کے خلاف تلوار اٹھانی پڑے گی کیوں کہ حال میں اس نے میرے ساتھ غیر معمولی عنایتوں کا سلوک کیا ہے۔ میرا فرض ہے کہ پہلے اس کا شکریہ ادا کر دوں تاکہ مجھے احسان فراموش نہ سمجھا جائے۔ پھر اس

کے مقابلے پر آؤں۔

لیپیڈس : وقت کم رہ گیا ہے۔ بہتر ہے کہ ہم پامپی کو جالیں اس سے پہلے کہ وہ ہمارے سر پر آدھمکے۔

اینٹنی : اس کا پڑاؤ کہاں ہے ؟

سیزر : میسنا کے نزدیک۔

اینٹنی : کتنی ہوگی اس کی طاقت ؟

سیزر : خشکی پر بہت ہے اور برابر بڑھ رہی ہے۔ رہا سمندر، تو اس پر اس کا پورا قبضہ ہے۔

اینٹنی : ہاں چرچا بھی یہی ہے۔ کاش ہم پہلے مل بیٹھتے۔ اب ہمیں تیزی سے کارروائی کرنی چاہیے۔ لیکن لڑائی پر جانے سے پہلے وہ کام انجام پا جائے جس کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے تھے۔

سیزر : بڑی خوشی سے۔ چلیے میں اپنی بہن سے ملانے کے لیے آپ کو لیے چلتا ہوں۔

اینٹنی : آیئے لیپیڈس۔ آپ کا ساتھ نہیں چھوٹنا چاہیے۔

لیپیڈس : محترم اینٹنی بیماری بھی مجھے آپ کے ہمراہ آنے سے نہ روک سکتی تھی۔

(قرنا کی آواز، انوباربس، ایگرپا اور میسناس کے سوا سب چلے جاتے ہیں)

میسناس : حضرت مصر سے آنا مبارک ہو۔

انوباربس : سیزر کے چہیتے رفیق، میسناس! میرے معزز دوست، ایگرپا!

ایگرپا : عزیز انوباربس!

میسناس : خوشی کا مقام ہے کہ معاملات اس طرح خیر و خوبی سے طے پا گئے۔ کہو مصر میں تو تم نے کافی مزے اڑائے۔

انوباربس : ارے جناب ہم دن کو سو کر رات بنا دیتے تھے اور رات کو رنگ رلیوں میں دن کر دیتے تھے۔

میسناس : کیا یہ سچ ہے کہ آٹھ عدد بھنے ہوئے جنگلی سور مسلّم ناشتے پر لائے جاتے اور کھانے والے صرف بارہ ہوتے ؟

انوباربس : اس کو عقاب کے مقابلے میں محض مکھی سمجھنا چاہیے۔ ہمارے کھانوں میں تو اور بھی غیر معمولی چیزیں ہوتی تھیں جن کا ذکر کیا جائے تو زیادہ بجا ہوگا۔

میسناس : اگر خبریں اس کی صحیح نمائندگی کرتی ہیں تو کہنا چاہیے وہ نہایت شان دار عورت ہے۔

انوباربس : جب پہلے پہل دریائے سڈنس[ا] پر اس کی ملاقات مارک اینٹنی سے ہوئی تھی تو اسی وقت وہ ان کے دل پر قابض ہو گئی تھی۔

ایگرپا : وہ اس جگہ آئی تھی اور کس شان سے آئی تھی۔ یا پھر ممکن ہے یہ میرے مخبر کی خیال آرائی ہو۔

انوباربس : میں آپ کو سارا حال سناتا ہوں۔ جس کشتی میں وہ بیٹھی تھی وہ کشتی تخت طلائی کے مانند پانی پر شعلہ ساماں تھی۔ اس کا عرشہ گویا سونے کا ورق تھا، اس کے بادبانوں کا رنگ ارغوانی تھا، اور وہ اتنے معطر تھے کہ ہوا ان سے بیمار عشق ہوئی جاتی تھی۔ چپو چاندی کے تھے اور ان کی ضربیں بانسری کی تانوں سے ہم آہنگ تھیں۔ جب وہ موجوں پر پڑتے تو انھیں گرم تر کر دیتے تھے گویا وہ ان کے لمس کی شیدائی ہوں۔ رہی اس کی ذات، تو وہ بیان سے باہر ہے۔ وہ اپنے زربفت کے شامیانے میں دراز تھی اور زہرہ کی اس تصویر سے بھی زیادہ حسین دکھائی دے رہی تھی جس میں تخیل فطرت سے بازی لے گیا ہو۔ اس کے پہلو میں طفلان پری رو مسکراتے ہوئے کیوپڈوں کی طرح رنگا رنگ پنکھے لیے کھڑے تھے جن کی ہوا ٹھنڈک پہنچانے کے باوجود اس کے نازک رخسار[؟] کو بھڑکاتی معلوم ہوتی تھی اور چناں چہ جو کچھ وہ کرتے تھے نتیجہ اس کے برخلاف ہوتا تھا۔

ایگرپا ، آہ خوش قسمت اینٹنی !

انوباربس : نیریڈیس[۲] جیسی اس کی خواصیں سمندری پریوں کے مانند اس کے اشارۂ چشم کی منتظر تھیں اور اپنے اعضا کی ہر جنبش سے اس کے لیے سامان آرایش فراہم کر رہی تھیں۔ کشتی کے اگلے سرے پر ایک خادمہ جل پری بنی بیٹھی سمت کا تعین کرتی جاتی تھی۔ ان گلاب گوں ہاتھوں کے چھونے سے، جو اپنے فرض کی ادائیگی میں مستعد تھے، ریشمی بادبان پھولے نہ سماتے تھے۔ ایک عجیب و غریب نامعلوم خوش بو کشتی سے اٹھ اٹھ کر سامنے والے ساحل پر لپٹیں مار رہی تھی۔ شہر کا شہر اسے دیکھنے کے لیے امنڈ پڑا تھا۔ اینٹنی اکیلا بیچ بازار میں بیٹھا گنگنا رہا تھا جسے سننے والا بجز ہوا کے کوئی نہ تھا۔ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کے جانے سے فضا میں خلا رہ جائے گا تو وہ بھی کائنات

---

[۲] Nereides   [ا] Cydnus

میں خالی جگہ چھوڑ کر کلیو پٹرا کے تماشے کو چلی گئی ہوتی۔

اگر پا: بے مثل ملکہ!

انوباربس: جب وہ اتری تو اینٹنی نے آدمی بھیج کر اسے کھانے پر مدعو کیا۔ اس نے جواب دیا: بہتر ہوگا کہ آپ میرے مہمان ہوں۔ میں اس کے لیے آپ سے التماس کرتی ہوں۔ ہمارے خلیق اینٹنی، جنھیں کسی عورت نے "نہیں" کا لفظ کہتے نہیں سنا، دس مرتبہ خط بنوا کر دعوت میں تشریف لے جاتے ہیں اور اس کھانے کے بدلے جسے انھوں نے محض آنکھوں سے چکھا تھا اپنا دل قیمت کے طور پر ادا کر آتے ہیں۔

اگر پا: شاہی حسینہ! اس نے بلند مرتبہ سیزر کو اپنی تلوار ایک طرف رکھ دینے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ اس کی تخم ریزی سے بار آور ہوئی تھی۔

انوباربس: میں نے ایک مرتبہ اسے شاہراہ پر چالیس قدم بھاگتے دیکھا تھا۔ اس کا سانس پھول گیا تھا۔ وہ باتیں کرتی جا رہی تھی اور ہانپ رہی تھی۔ لیکن اس نے اپنی اس خامی کو خوبی بنا دیا تھا اور اس کے ہانپنے میں دل کشی پیدا ہو گئی تھی۔

میسیناس: اینٹنی کو چاہیے اب اس سے قطع تعلق کر لیں۔

انوباربس: توبہ کیجیے، وہ یہ کبھی نہیں کریں گے۔ عمر نہ تو اسے مرجھا سکتی ہے اور نہ بے تکلفی اس کی گوناگوں شخصیت کی تازگی کو ختم کر سکتی ہے۔ دوسری عورتیں جب اشتہا کی تسکین کرتی ہیں تو طبیعت بھر جاتی ہے۔ مگر وہ جتنا سیر کرتی ہے اشتہا اسی قدر تیز ہوتی ہے۔ بدترین باتیں بھی اس کی ذات میں سما کر حسن بن جاتی ہیں اور بزرگان دین بد چلنی پر اسے دعا دیتے ہیں۔

میسیناس: اگر حسن، فراست اور حیا اینٹنی کا دل رکھ سکتے ہیں تو ان کے لیے آکٹویا ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

اگر پا: آؤ چلیں۔ عزیز انوباربس جب تک تم یہاں ہو میرے مہمان رہو۔

انوباربس: نوازش ہے آپ کی۔

(چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

روم، سیزر کا مکان

اینٹنی، سیزر، اور آکٹیویا داخل ہوتے ہیں۔ آکٹیویا بیچ میں ہے

اینٹنی : دنیا کے مسائل اور فرائضِ منصبی مجھے کبھی کبھی تم سے چھڑا دیا کریں گے۔

آکٹیویا : میرا وہ وقت دیوتاؤں کے سامنے دوزانو ہو کر آپ کے لیے دعائیں مانگنے گزرے گا۔

اینٹنی : شب بخیر سیزر۔ پیاری آکٹیویا میری برائیوں کا اندازہ ان باتوں سے مت لگانا جو میرے متعلق عام ہیں۔ مجھ سے بہت سی بے اعتدالیاں سرزد ہوئی ہیں لیکن آیندہ ہر چیز قاعدے سے انجام پائے گی۔ شب بخیر عزیز من۔

آکٹیویا : شب بخیر جناب۔

سیزر : شب بخیر۔ (سیزر اور آکٹیویا چلے جاتے ہیں)

نجومی داخل ہوتا ہے

اینٹنی : کہو جی تمھیں مصر تو بہت یاد آتا ہوگا؟

نجومی : کاش میں وہاں سے نہ آیا ہوتا اور نہ آپ ہی آتے۔

اینٹنی : کیوں، کوئی خاص؟

نجومی : میں اسے اپنے وجدان میں دیکھتا ہوں، زبان سے ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن بہتر ہوگا آپ پھر مصر چلے جائیں۔

اینٹنی : بتاؤ ہم دونوں میں سے کس کو زیادہ عروج نصیب ہوگا، مجھے یا سیزر کو؟

نجومی : سیزر کو۔ اس لیے اینٹنی آپ اس کے قریب میں نہ رہیے۔ آپ کا نگہبان فرشتہ، یعنی وہ روح جو آپ کی حفاظت کرتی ہے، شریف، باہمت، بلند و یکتا ہے بشرطیکہ سیزر کا نگہبان فرشتہ اس پاس نہ ہو۔ لیکن اس کی موجودگی میں آپ کا فرشتہ بزدلی کا شکار ہو جاتا ہے گویا وہ مغلوب ہو گیا ہو۔ لہٰذا سیزر اور اپنے درمیان کافی فاصلہ رکھیے۔

اینٹنی : اس کے متعلق اور کچھ نہ کہنا۔

نجومی : اگر کہوں تو صرف آپ سے کہوں گا اور اسی وقت کہوں گا جب آپ سے کہنا ہوگا۔ آپ سیزر کے ساتھ کوئی بھی کھیل کھیلیں آپ کا ہارنا یقینی ہے۔ وہ قسمت کا دھنی ہے۔ اس

لیے چاہے پلّہ آپ کا بھاری ہو، وہ آپ کو مات دے دیتا ہے۔ اس کی روشنی کے سامنے آپ کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے نزدیک آپ کا نگہبان فرشتہ آپ کی حفاظت کرتے ڈرتا ہے، لیکن جب سیزر نہیں ہوتا تو یہی فرشتہ بلند و برتر ہو جاتا ہے۔

انیٹنی : اچھا اب تم جاؤ۔ وینٹیڈیس سے کہنا کہ مجھے اس سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ (نجومی چلا جاتا ہے) اسے پارتھیا[1] جانا ہے۔ خواہ یہ عمل نجوم ہو یا محض اتفاق، جو کچھ اس نے کہا سچ ہے۔ پانسہ بھی اس کا حکم مانتا ہے اور کھیلوں میں میری بڑھی ہوئی چابکدستی اس کی اٹکل بچو کوششوں کے سامنے ناکام رہ جاتی ہے۔ اگر قرعہ ڈالا جاتا ہے تو وہ بھی اسی کے نام نکلتا ہے۔ چاہے پلّہ میرا بھاری ہو، اس کے مرغ میرے مرغوں سے بازی لے جاتے ہیں اور اس کی بٹیریں میری بٹیروں کو گھیرے سے باہر بار بھگاتی ہیں۔ میں مصر چلا جاؤں گا۔ میں یہ شادی مصلحت کی خاطر کر رہا ہوں، ورنہ میری مسرتوں کا مسکن تو مشرق میں ہے۔ اوہ، تم وینٹیڈیس (وینٹیڈیس داخل ہوتا ہے) تمھیں پارتھیا روانہ ہو جانا چاہیے۔ تمھارے کاغذات تیار ہیں چلو میرے ساتھ اور انھیں لے لو۔ (چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

روم : ایک سڑک

لیپیڈس، میسیناس اور اگریپا داخل ہوتے ہیں

لیپیڈس : بس اب اور زحمت نہ کرو۔ اپنے جرنیلوں کے ساتھ جلد روانہ ہو جاؤ۔

اگریپا : جناب عالی ذرا مارک انیٹنی کو آکٹیویا سے رخصت ہو لینے دیجیے، ہم فوراً چل پڑیں گے۔

لیپیڈس : اچھا تو میں رخصت ہوتا ہوں اس وقت تک کے لیے جب میں پھر تمھیں فوجی وردی پہنے دیکھوں جس میں تم دونوں بجو گے۔

---

[1] Partnia

میسیناس : جہاں تک مجھے فاصلے کا اندازہ ہے لیپیڈس میں سمجھتا ہوں کہ آپ سے پہلے ہم کوہ مینا پہنچ جائیں گے ۔

لیپیڈس : تمھارا راستہ نزدیک کا ہے ۔ میں اپنے نقشے کے مطابق چکر کاٹتا ہوا جاؤں گا ۔ تم میرے مقابلے میں دو دن بچالوگے ۔

دونوں : جناب کامیاب ہوں ۔

لیپیڈس : خدا حافظ !

(چلے جاتے ہیں)

پانچواں منظر

کلیو پٹرا کا محل

کلیو پٹرا، شارمیان، آئرس اور الکزس داخل ہوتے ہیں

کلیو پٹرا : میں گانا سننا چاہتی ہوں، اداس گانا، جو ہم جیسے محبت کرنے والوں کی غذا ہے ۔

سب : گانا !

خواجہ سرا مردیان داخل ہوتا ہے

کلیو پٹرا : رہنے دو ۔ چلو گیند کھیلیں ۔ آ شارمیان ۔

شارمیان : میرے ہاتھ میں درد ہے ۔ مردیان کے ساتھ کھیل لیجیے ۔

کلیو پٹرا : عورت کا خواجہ سرا کے ساتھ کھیلنا ایسا ہی ہے جیسے وہ کسی عورت کے ساتھ کھیلے ۔ کیوں جی میرے ساتھ کھیلو گے ؟

مردیان : جی ہاں بیگم جیسا بھی مجھ سے بن پڑے گا ۔

کلیو پٹرا : اگر کوئی شخص اپنی نیک نیتی کا اظہار کر دے چاہے اسے پورا کرنے سے قاصر ہو تو وہ قابل معافی ہے میں اس وقت نہیں کھیلوں گی ۔ میری مچھلی پکڑنے کی ڈور لاؤ ۔ ہم دریا پر جائیں گے ۔ وہاں دور ساز بجتے ہوں گے ۔ میں گندمی رنگ کی مچھلیوں کو دھوکا دے کر پھانسوں گی ۔ میرا مڑا ہوا کانٹا ان کے لجلجے جبڑوں میں اتر جائے گا اور جب میں انھیں باہر نکالوں گی تو سوچوں گی کہ ان میں سے ہر ایک انٹنی ہے اور میں کہوں گی : کیوں، پھنس گئے نا !

شارمیان : بیگم اس دن کیسا لطف آیا تھا جب آپ نے ان سے مچھلی پکڑنے کی بازی لگائی تھی اور آپ کے غوطہ خور نے ان کے کانٹے میں نمک لگی ایک مچھلی اٹکا دی تھی جسے انھوں نے بڑے اشتیاق سے باہر نکالا تھا۔

کلیوپیٹرا : وہ زمانہ! ہائے زمانہ۔ میں نے انھیں ہنساتے ہنساتے بے قابو کر دیا تھا اور اسی رات میں انھیں ہنساتے ہنساتے قابو میں لے آئی تھی۔ اگلے روز صبح نو بجے سے پہلے میں نے انھیں نشے میں دھت ان کے بستر پر جا لٹایا تھا اور اپنا دوشالہ اور لبادہ ان پر ڈال دیا تھا اور ان کی تلوار جو انھوں نے فلپی[1] کی جنگ میں استعمال کی تھی، اپنی کمر سے باندھ لی تھی۔ لو اطالیہ سے کوئی آیا ہے۔ (ایک قاصد داخل ہوتا ہے) آؤ، میرے کانوں کو جو مدت سے بنجر پڑے ہیں ثمر بار خوش خبریوں سے پُر کر دو۔

قاصد : بیگم۔ بیگم ــــ

کلیوپیٹرا : اینٹنی کا انتقال ہوگیا ــــ بدمعاش جو تو نے یہ کہا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا۔ لیکن اگر تو نے یہ خبر دی کہ وہ آرام سے ہیں اور آزاد ہیں تو یہ رہیں اشرفیاں اور یہ ہیں میرے نیلی نسوں والے ہاتھ جنھیں تو چوم سکتا ہے۔ یہ وہ ہاتھ ہیں جنھیں بادشاہوں نے اپنے ہونٹوں سے چھوا ہے اور ان کا بوسہ لیتے ہوئے کانپے ہیں۔

قاصد : پہلی بات تو یہ ہے بیگم کہ وہ آرام سے ہیں۔

کلیوپیٹرا : تو یہ لے اور اشرفیاں۔ لیکن خبردار مرنے والوں کے لیے بھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ آرام سے ہیں۔ اگر تیرا مطلب یہ ہے تو میں جتنی اشرفیاں تجھے دے رہی ہوں انھیں گلوا کر تیرے منحوس حلق میں ڈلوا دوں گی۔

قاصد : بیگم میری بات تو سن لیجیے۔

کلیوپیٹرا : بول، میں سن رہی ہوں۔ مگر تیرے چہرے سے تو پھٹکار برس رہی ہے۔ اگر اینٹنی آزاد اور تندرست ہیں تو ایسی خوش خبری سنانے کے لیے تو نے یہ چڑچڑی صورت کیوں بنا رکھی ہے۔ اگر وہ اچھے نہیں ہیں تو تجھے انسانی شکل میں آنے کے بجائے انتقام کی دیوی کی طرح سانپوں کا تاج سر پر رکھے آنا چاہیے تھا۔

قاصد : اجازت ہو تو میں کچھ کہوں۔

---

[1] Philippi

کلیوپیٹرا : اس سے پہلے کہ تو زبان کھولے میرا جی چاہتا ہے کہ تجھے ایک تھپڑ رسید کردوں۔ لیکن اگر تو نے یہ کہا کہ اینٹنی زندہ تندرست ہیں، لیکن ان کی سیزر کے ساتھ صلح صفائی ہے، یا وہ اس کے قیدی نہیں ہیں، تو میں تجھ پر اشرفیوں کی بارش کروں گی اور بیش قیمت موتیوں کا مینھ برساؤں گی۔

قاصد : بیگم وہ اچھے ہیں۔

کلیوپیٹرا : مرحبا!

قاصد : اور سیزر کے ساتھ ان کی صلح صفائی ہے۔

کلیوپیٹرا : تو واقعی ایمان دار آدمی ہے

قاصد : سیزر اور وہ اتنے گہرے دوست ہوگئے ہیں کہ پہلے کبھی نہیں تھے۔

کلیوپیٹرا : آج میں تجھے مالا مال کردوں گی۔

قاصد : لیکن بیگم

کلیوپیٹرا : یہ "لیکن" ویکن مجھے پسند نہیں۔ اس سے تیری اچھی تمہید خاک میں مل جاتی ہے۔ بھاڑ میں جائے "لیکن"۔ یہ لفظ قید خانے کے محافظ کی طرح ہے جو کسی سنگین مجرم کو حاضر کرنے والا ہو۔ خدا کے لیے مجھے پورا حال سنا، اچھا اور برا سب۔ تو کہتا ہے سیزر سے ان کی دوستی ہے، وہ تندرست ہیں، اور تیرا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ آزاد ہیں۔

قاصد : آزاد بیگم، جی نہیں میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی، وہ آکٹیویا سے بندھ گئے ہیں۔

کلیوپیٹرا : کس خوشی میں؟

قاصد : ہم بستری کی خوشی لوٹنے کی خاطر۔

کلیوپیٹرا : شار میان تھامنا۔ مجھے غش آرہا ہے۔

قاصد : بیگم ان کی آکٹیویا سے شادی ہوگئی ہے۔

کلیوپیٹرا : خدا کرے تو موذی ترین وبا کا شکار ہو! (قاصد کو مار کر گرا دیتی ہے)

قاصد : اپنے اوپر قابو رکھیے بیگم۔

کلیوپیٹرا : کیا کہا تو نے؟ دور ہو جا (مارتی ہے) کمینے بدمعاش۔ ورنہ تیرے دیدوں میں اس طرح ٹھوکر لگاؤں گی جیسے وہ گیندیں ہوں، میں تجھے مارتے مارتے گنجا کردوں گی، (اسے ادھر ادھر گھسیٹتی ہے) تجھے زنجیروں سے پٹواؤں گی اور تجھے نمک کے

پانی میں ڈلوائے رکھوں گی تاکہ گھلتے گھلتے تیرا اچار بن جائے۔

قاصد : اچھی بیگم میں تو صرف خبر لایا ہوں۔ میں نے تو رشتہ نہیں کروایا۔

کلیوپٹرا : بس تو مجھ سے اتنا کہہ دے کہ یہ غلط ہے اور میں تجھے ایک صوبہ جاگیر دے دوں گی اور تجھے اتنا مالامال کر دوں گی کہ تو اپنے اوپر ناز کرے۔ تجھے جو سزا مل چکی ہے کافی ہے۔ اس سے میرے غصے کی تلافی ہو جائے گی اور تو جو بھی مناسب انعام مانگے گا میں تجھے دوں گی۔

قاصد : بیگم ان کی شادی ہو گئی ہے۔

کلیوپٹرا : بدمعاش تو بہت دن زندہ رہ لیا ہے۔ (خنجر نکال لیتی ہے)

قاصد : میں یہاں سے بھاگا جاتا ہوں۔ یہ کیا طریقہ ہے بیگم؟ میں نے تو کوئی قصور نہیں کیا۔

(چلا جاتا ہے)

شارمیان : اچھی بیگم اپنے اوپر قابو رکھیے۔ وہ شخص بے خطا ہے۔

کلیوپٹرا : بجلی گرتی ہے تو بے خطا بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ کاش مصر دریائے نیل میں غرق ہو جائے اور تمام بے ضرر جانور سانپوں میں بدل جائیں۔ جا اس کم بخت کو بلا کے لا۔ میں پاگل سہی مگر اسے کاٹ نہیں کھاؤں گی۔

شارمیان : اسے ڈر لگتا ہے۔

کلیوپٹرا : میں اس کا کچھ نہیں بگاڑوں گی۔ واقعی ان ہاتھوں میں شرافت نہیں جو یہ کسی کمتر پر اٹھتے ہیں جب کہ اپنی حالت کے لیے قصوروار میں خود ہوں۔ ادھر آ! (قاصد پھر داخل ہوتا ہے) بری خبر کا لانا کبھی اچھا نہیں ہوتا خواہ یہ ایمان داری ہی کیوں نہ ہو۔ اچھی خبر کا تذکرہ جتنی بار چاہو کرو، مگر بری خبر کے لیے بہتر ہے کہ وہ احساس کے ذریعے خود اپنا انکشاف ہونے دے۔

قاصد : میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔

کلیوپٹرا : کیا ان کی شادی ہو گئی ہے؟ تیرے دوبارہ "ہاں" کہہ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیوں کہ تجھ سے میری نفرت اپنی حد کو پہنچ چکی ہے۔

قاصد : بیگم ان کی شادی ہو گئی ہے۔

کلیوپٹرا : تجھ پر خدا کا قہر نازل ہو! کیا تو برابر یہی رٹ لگائے گا؟

قاصد : تو بیگم آپ چاہتی ہیں میں جھوٹ بولوں؟
کلیوپٹرا: میں خدا سے چاہتی ہوں تو بولے چاہے میرا آدھا مصر ڈوب کر کھرے دار سانپوں کا تالاب بن جائے۔ جا نکل یہاں سے۔ اگر تو نرگس دیوتا کی طرح حسین ہوتا تب بھی مجھے تیری صورت انتہائی گھناؤنی معلوم ہوتی۔ واقعی ان کی شادی ہوگئی ہے؟
قاصد : بیگم مجھے معاف کیجیے۔
کلیوپٹرا: کیا سچ مچ ان کی شادی ہوگئی ہے؟
قاصد : آپ بگڑیں نہیں کریں آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے ایک ایسے قصور کی سزا دینا جو آپ خود مجھ سے کروا رہی ہیں سراسر ناانصافی ہے۔ ہاں ان کی آکٹیویا سے شادی ہوگئی ہے۔
کلیوپٹرا: آہ! خطا ان کی ہو اور مجرم تو قرار پائے۔ لیکن میرا غصہ تجھ پر نہیں، اس بات پر ہے جس کا تجھے اتنا یقین ہے۔ جا دور ہو! تو روم سے جو مال تجارت لایا ہے وہ میرے لیے بہت گراں ہے۔ کاش وہ تیرے ہی پاس پڑا سڑتا رہے اور تیری تباہی کا باعث ہو! (قاصد چلا جاتا ہے)
شارمیان : ضبط سے کام لیجیے اچھی بیگم۔
کلیوپٹرا : اینٹنی کی تعریف کرنے میں میں نے سیزر کی تحقیر کی تھی؟
شارمیان : بارہا بیگم۔
کلیوپٹرا : اس کا بدلہ اب مجھے مل گیا۔ مجھے سہارا دے کر یہاں سے لے چلو۔ مجھے غش آرہا ہے۔ آئرس، شارمیان! رہنے دو۔ الکزس اس آدمی کے پاس جاؤ۔ اس سے کہو کہ آکٹیویا کی صورت شکل، عمر اور مزاج کے بارے میں بتائے۔ اور ہاں، اس کے بالوں کا رنگ بتانا نہ بھولے۔ مجھے جواب جلد لا کر دو۔ (الکزس چلا جاتا ہے) اچھا ہے وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جائیں۔ نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کی تصویر کا ایک رُخ گارگن[1] جیسا سہی لیکن دوسرا مریخ کے مانند ہے۔ الکزس سے کہنا (مرزبان سے مخاطب ہو کر) کہ اس کا قد معلوم کر کے مجھے بتائے۔ مجھ پر ترس کھا شارمیان، لیکن مجھ سے کچھ بول مت۔ مجھے خواب گاہ میں لے چلو۔ (چلے جاتے ہیں)

---

[1] Gorgon

چھٹا منظر

میسنم[1] کے قریب

قرنا کی آواز۔ پامپی ایک دروازے سے داخل ہوتا ہے ۔ نقارہ اور قرنا اس کے ساتھ ہیں۔ دوسرے دروازے سے سیزر، لیپیڈس، اینٹنی، انوباربس، میسیناس، ایگرپا، اور مینا س مارچ کرتے ہوئے سپاہیوں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔

پامپی : میرے پاس آپ کے آدمی بطور یرغمال کے ہیں اور اسی طرح آپ کے پاس میرے ۔ لہذا لڑنے سے پہلے آپس میں گفت وشنید کر لی جائے ۔

سیزر : بے شک یہ بہتر ہے کہ ہم پہلے بات چیت کر لیں۔ اسی لیے آنے سے قبل ہم نے آپ کو اپنی شرائط لکھ بھیجی تھیں ۔ اگر آپ نے ان پر غور کر لیا ہو تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ بغاوت کی تلوار نیام میں کریں اور اپنے قد آور جوانوں کو صقلیہ واپس لے جائیں جو ایسا نہ کرنے کی صورت میں یہاں مارے جائیں گے ۔

پامپی : میں آپ تینوں سے مخاطب ہوں جو اس عظیم الشان دنیا کے واحد حکمراں اور دیوتاؤں کے خاص نمائندے ہیں ۔ اگر جولیس سیزر[2] کی روح جو فلپی کے مقام پر شریف بروٹس[3] کے گرد منڈلاتی رہی یہ دیکھ سکتی تھی کہ آپ اس کی خاطر لڑ رہے ہیں، تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے باپ کو اپنے بیٹے اور دوستوں کے ہوتے ہوئے انتقام لینے والوں کی کمی کیوں ہو؟ وہ کیا بات تھی جس نے نحیف ولاغر کیسیس[4] کو سازش پر اکسایا، اور کیوں بروٹس جیسا ہر دل عزیز اور ایمان دار رومن اس بات پر مائل ہوا کہ اپنے مسلح ساتھیوں اور حسینۂ آزادی کے شیدائیوں سے مل کر کیپیٹول[5] کی زمین کو خون میں نہلا دے؟ صرف یہ کہ ان لوگوں کو گوارا نہ تھا کہ ایک انسان، انسان کی حد سے تجاوز کر جائے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس نے مجھے بھی اپنے ان جنگی جہازوں کو ساز و سامان سے لیس کرنے پر آمادہ کر دیا جن کے بوجھ سے خشم آلود سمندر منہ سے کف تھوکتا ہے اور جن کی مدد

---

[1] Misenum [2] Julius Caesar [3] Brutus

[4] Cassius [5] Capitol

سے میں کینہ پرور روم کو اس احسان فراموشی کا مزہ چکھانا چاہتا ہوں جو اس نے میرے عالی منش باپ سے روا رکھی۔

سیزر : آپ کے دل میں جو کچھ ہے کہہ ڈالیے۔

اینٹنی : پامپی آپ اپنے جنگی جہازوں سے ہمیں مرعوب نہیں کر سکتے۔ سمندر پر ہم آپ کو سمجھ لیں گے۔ رہی خشکی پر ہماری فوج، تو آپ کو اس کی برتری کا پہلے ہی سے علم ہے۔

پامپی : جی ہاں، خشکی پر آپ کو ضرور یہ برتری حاصل ہے کہ آپ میرے موروثی مکان کو ہتیائے بیٹھے ہیں۔ بہرحال جب تک ہو سکے آپ اس میں براجمان رہیں کیوں کہ چکور کی طرح آپ کو بھی اپنا مکان خود بنانا نہیں آتا۔

لیپیڈس : اس چیز کا اصل موضوع سے کوئی واسطہ نہیں۔ مہربانی کر کے آپ یہ فرمایئں کہ جو تجاویز ہم نے پیش کی ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

سیزر : ہاں، اصل موضوع یہ ہے۔

اینٹنی : ہم آپ کو کسی بات کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہے۔ آپ صرف اپنا نفع نقصان دیکھیے۔

سیزر : اور یہ کہ قسمت آزمائی کرنے سے کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

پامپی : آپ نے مجھے صقلیہ اور سارڈ ینیا[1] کی پیش کش کی ہے اور مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ سمندر کو بحری قزاقوں سے پاک کر دوں۔ اس کے علاوہ، گیہوں کی ایک مقررہ مقدار روم بھیجا کروں۔ اور جب ان باتوں پر سمجھوتا ہو جائے تو تلواروں کی دھار کو کند کیے بغیر اور ڈھالوں کو نشان پڑنے سے بچا کر یہاں سے رخصت ہو جاؤں۔

سیزر، اینٹنی، لیپیڈس : ہاں ہماری شرطیں یہی ہیں۔

پامپی : تو سنیے، میں یہاں آنے سے پہلے فیصلہ کر کے آیا تھا کہ آپ کی شرطیں مان لوں گا۔ مگر مارک اینٹنی نے مجھے قدرے چراغ پا کر دیا۔ اگرچہ مجھے اس واقعے کی یاد دہانی کراتے ہوئے برا معلوم ہوتا ہے پھر بھی آپ سے اطلاعاً عرض کر دوں کہ جب سیزر اور آپ کے بھائی میں جھگڑا ہو رہا تھا تو آپ کی والدہ صقلیہ تشریف لائی تھیں اور ان

---

[1] Sardinia

کا دوستانہ استقبال عمل میں آیا تھا۔

اینٹنی : پامپی مجھے اس کی اطلاع مل چکی ہے اور میں پوری طرح تیار ہوں کہ جو شکریہ مجھ پر واجب ہے ادا کر دوں۔

پامپی : لایئے ہاتھ ملایئے۔ مجھے توقع نہ تھی کہ میں جناب والا کو یہاں دیکھوں گا۔

اینٹنی : مشرق کے بستر نرم ہوتے ہیں، لیکن اس سے پہلے کہ میں خود آنے کا قصد کروں آپ نے مجھے یہاں کھینچ بلایا۔ اس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں کیوں کہ یہ میرے لیے سود مند ہوا ہے۔

سیزر : جب میں آپ سے آخری بار ملا تھا اس سے لے کر اب تک آپ میں بہت تبدیلی آگئی ہے۔

پامپی : ہاں مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ بے رحم تقدیر میرے چہرے پر کیا تحریر چھوڑ گئی ہے، مگر اس کا یقین ضرور ہے کہ وہ میرے سینے میں ہرگز نہ گھس پائے گی تاکہ میرے دل کو اپنا غلام بنائے۔

لیپیڈس : یہ صحبت اچھی رہی۔

پامپی : امید تو ہے لیپیڈس۔ اچھا اگر آپ مطمئن ہوں تو میں درخواست کروں گا کہ ہمارا معاہدہ ضبط تحریر میں آجائے اور ہم اس پر اپنی اپنی مہر ثبت کر دیں۔

سیزر : اگلا کام یہی کرنا ہے۔

پامپی : رخصت ہونے سے پہلے ہم میں سے ہر ایک کو دعوت دینی ہوگی۔ قرعہ ڈال لیا جائے کہ ابتدا کون کرے گا۔

اینٹنی : پامپی ابتدا میں کروں گا۔

پامپی : جی نہیں اینٹنی، آپ بھی قرعہ ڈالیے۔ مگر آپ کی باری پہلے آئے یا اخیر میں، سہرا آپ کی مصری باورچی گری ہی کے سر رہے گا۔ سنا ہے جولیس سیزر وہاں دعوتیں اڑاتے اڑاتے موٹے ہو گئے تھے۔

اینٹنی : آپ نے کچھ زیادہ ہی سن رکھا ہے۔

پامپی : جناب مجھے برائی مقصود نہیں۔

اینٹنی : اور نہ آپ کے کہنے کا انداز برا ہے۔

پاپمپی : یہ میں نے فقط سن رکھا ہے، اور یہ بھی سنا ہے کہ اپالوڈورس[۵۱] ——
انوباربس: اب یہ بات نہ چھیڑیے۔ ایسا کیا تھا اس نے۔
پاپمپی : کیا کیا تھا؟
انوباربس: یہ کہ وہ کسی ملکہ کو غالیچے میں لپیٹ کر سیزر کے پاس لے گیا تھا۔
پاپمپی : میں اب پہچانا یہ تم ہو۔ کہو فوجی کیسی کٹ رہی ہے؟
انوباربس: بہت عمدہ، اور امید ہے عمدہ ہی کٹے گی۔ کیوں کہ مجھے نظر آرہا ہے کہ چار عدد دعوتیں ہونے کو ہیں۔
پاپمپی مجھ سے ہاتھ ملاؤ۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مجھے تم سے بیر رہا ہو۔ میں نے جب بھی تمھیں لڑتے دیکھا مجھے تمھاری بہادری پر رشک آیا۔
انوباربس: جناب آپ کے ساتھ مجھے کبھی کوئی خاص عقیدت نہیں رہی لیکن میں آپ کا ثناخواں ضرور رہا جب کہ آپ میری ستایش سے دس گنی زیادہ تعریف کے مستحق تھے۔
پاپمپی : تمھیں اپنی صاف گوئی مبارک رہے۔ یہ تمھارے اوپر بری نہیں لگتی۔ آپ سب میری کشتی کو رونق بخشیے۔ صاحبان کرام آپ تشریف لے چلیں گے پہلے؟
سیزر، اینٹنی، لیپیڈس: بھئی بہتر ہے آپ رہنمائی کریں۔
پاپمپی : تو آیئے۔ (میناس اور انوباربس کے علاوہ سب چلے جاتے ہیں)
میناس: (اپنے سے) پاپمپی آپ کے والد کبھی یہ معاہدہ نہ کرتے —— جناب ہماری ملاقات پہلے کہیں ہو چکی ہے۔
انوباربس: میرے خیال میں سمندر پر۔
میناس : بالکل ٹھیک جناب
انوباربس: سمندر پر آپ خوب امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔
میناس : اور خشکی پر آپ۔
انوباربس: میں ہر اس شخص کی تعریف کرتا ہوں جو میری تعریف کرے، حالاں کہ خشکی پر جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

---

[۵۱] Apollodorus

مینا س : اور نہ اس سے جو سمندر پر میرے ہاتھوں عمل میں آیا ہے۔

انوباربس : ہاں ایک چیز ایسی ہے جس سے آپ اپنے بچاؤ کی خاطر انکار کر سکتے ہیں: یہ کہ سمندر پر آپ بڑے پائے کے ڈاکو رہے ہیں۔

مینا س : اور آپ خشکی پر۔

انوباربس : یہاں میں خشکی پر اپنی خدمات سے انکار کرتا ہوں۔ بہر حال ہاتھ ملایئے میناس۔ اگر ہماری آنکھوں کو قانونی اختیارات حاصل ہوتے تو ان کے لیے یہ اچھا موقع تھا کہ اس وقت جب کہ دو چور آپس میں مصافحہ کر رہے ہیں وہ انھیں اپنی حراست میں لے لیتیں۔

مینا س : سب مردوں کے چہرے کھرے ہوتے ہیں چاہے ان کے ہاتھ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

انوباربس : لیکن حسین عورتوں میں ایک بھی کھرا چہرہ نہیں ملے گا۔

مینا س : میں بدی کے طور پر نہیں کہہ رہا، ان کا کام دلوں کو لوٹنا ہے۔

انوباربس : ہم آپ کے خلاف لڑائی کے ارادے سے یہاں آئے تھے۔

مینا س : جہاں تک میرا سوال ہے، مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس نے پینے پلانے کی شکل اختیار کر لی۔ پامپی ادھار کھائے بیٹھا ہے کہ آج ہنسی مذاق میں اپنا نصیب لٹا دے۔

انوباربس : اگر اس نے ایسا کیا تو یقین جانیے کہ اس کے رونے دھونے کے باوجود یہ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

مینا س : جناب بات کی تہ کو پہنچ گئے۔ ہاں ہمیں یہاں مارک اینٹنی کی توقع نہ تھی۔ ذرا یہ تو بتایئے کیا کلیوپیٹرا سے ان کی شادی ہو گئی ہے؟

انوباربس : سیزر کی بہن کا نام آکٹیویا ہے۔

مینا س : درست فرمایا جناب نے۔ وہ کایس مارسیلس[1] کی شریک حیات تھیں۔

انوباربس : لیکن اب وہ مارکس انٹونیس[2] کی شریک حیات ہیں۔

مینا س : سچ قبلہ؟

انوباربس : بالکل۔

مینا س : تو پھر تو وہ اور سیزر ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے ہیں۔

---

[1] Caius Marcellus

[2] Marcus Antonius

انوباربس : اگر مجھ سے یہ کہا جائے کہ اس میل ملاپ کے مستقبل کے بارے میں قیاس آرائی کروں تو میں ہرگز اس قسم کی پیشین گوئی نہیں کروں گا۔

میناس : شاید اس شادی میں فریقین کی باہمی محبت سے زیادہ سیاسی مصلحت کا دخل ہے۔

انوباربس : میرا خیال بھی یہی ہے۔ لیکن آپ کو پتا چل جائے گا کہ جس فیتے سے ان کی رفاقت بندھی ہوئی دکھائی دیتی ہے وہی آگے چل کر ان کے میل جول کا گلا بھی گھونٹے گا۔ آکٹیویا نیک طینت، سرد مزاج اور خاموش طبیعت واقع ہوئی ہے۔

میناس : ایسی بیوی اپنے لیے کون نہ چاہے گا!

انوباربس : وہ جو خود ایسا نہ ہوگا، جس کا نمونہ مارک اینٹنی ہیں۔ وہ دوبارہ اپنے مصری خوان نعمت پر جا پہنچیں گے۔ پھر آکٹیویا کی آہیں سیزر کو مشتعل کر دیں گی اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں جو چیز ان کی دوستی کو تقویت پہنچاتی ہے وہی ان کی فوری ناچاقی کا سبب بن جائے گی۔ اینٹنی کا عشق وہیں رہے گا جہاں ہے۔ انھوں نے یہ شادی محض مصلحت کی بنا پر کی ہے۔

میناس : ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ حضور کشتی میں چلنے کی زحمت کریں گے؟ میری طرف سے آپ کے لیے جام صحت حاضر ہے۔

انوباربس : مجھے جناب کی دعوت منظور ہے۔ مصر کے قیام میں ہمارے حلق منجھ گئے ہیں۔

میناس : تو آیئے چلا جائے۔ (چلے جاتے ہیں)

ساتواں منظر

مسینم کے سامنے۔ پامپی کی لنگر انداز کشتی پر

ساز بج رہے ہیں۔ دو تین ملازم ضیافت کا سامان لیے داخل ہوتے ہیں

پہلا ملازم : اب وہ یہاں پہنچا ہی چاہتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے قدم تو پہلے ہی سے لڑکھڑا رہے ہیں۔ ہوا کا ایک جھونکا آنے کی دیر ہے اور وہ زمین پر ڈھیر ہوئے۔

دوسرا ملازم : لیپیڈس کا چہرہ خوب تمتا رہا ہے۔

پہلا ملازم : دوسروں نے اپنے حصے کی شراب بھی اس غریب کو پلا دی ہے۔

دوسرا ملازم: جونہی انھوں نے ایک دوسرے کے خلاف مزاج باتیں کرنا شروع کیں وہ چلاّ اٹھتا ہے، ''بس، زیادہ نہیں!'' اس طرح منت سماجت کر کے وہ ان میں پھر میل ملاپ کرا دیتا ہے اور خود پینے پلانے سے میل ملاپ کر لیتا ہے۔

پہلا ملازم: لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقل سلیم سے اس کی لڑائی اور بھی زور پکڑ لیتی ہے۔ کیوں نہ ہو، محض نام کے لیے بڑے آدمیوں کا ساتھی ہونا اسی کو کہتے ہیں۔ ایک

دوسرا ملازم: برچھے کی جگہ جسے میں نہ اٹھا پاؤں یہ بہتر ہے کہ میرے پاس نرکل کی ایک ڈنڈی ہو جو میرے کسی کام نہ آسکے۔

پہلا ملازم: انسان کے حلقۂ اختیار کا وسیع ہونا لیکن اس کے اندر اس کا عمل کرتے دکھائی نہ دینا ایسا ہی ہے جیسے چہرے پر آنکھوں کی جگہ دو عدد گڑھے ہوں جن سے صورت بری طرح مسخ ہو جائے۔

نفیری کی آواز، سیزر، اینٹنی، پامپی، ایگرپا، میسیناس،
انوباربس، مینا س، دیگر افسران کے ساتھ داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : (سیزر سے) تو جناب وہ دریائے نیل میں پانی کی مقدار کو اہرام پر کھدے ہوئے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ انھیں اس کے اتار چڑھاؤ یا حدِ اوسط سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پیداوار کم ہوگی یا زیادہ۔ دریا جتنا چڑھتا ہے اتنا ہی زیادہ فصل کے اچھے ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ جب وہ اترنے لگتا ہے تو کسان کیچڑ اور گیلی زمین میں بیج بکھیر دیتے ہیں اور فصل بہت جلد پک کر تیار ہو جاتی ہے

لیپیڈس : مصر میں سورج کی گرمی پا کر کیچڑ سے سانپ پیدا ہو جاتے ہیں اور یونہی مگرمچھ بھی۔

اینٹنی : یہ صحیح ہے۔

پامپی : تشریف رکھیے —— شراب لاؤ۔ لیپیڈس کا جام صحت!

لیپیڈس : میری حالت جیسی ہونی چاہیے ویسی تو نہیں، لیکن میں میدان سے نہیں ہٹوں گا۔

انوباربس : مجھے اندیشہ ہے کہ جب تک آپ اتنا غیفل ہی نہ ہو جائیں اس وقت تک برابر جمے رہیں گے۔

لیپیڈس : میں نے سنا ہے سچ مچ بطلیموس کے اہرام بے حد شاندار ہیں۔ یہ بات بغیر تردید میں نے سنی ہے۔

مینا س : (پامپی سے ایک طرف) پامپی ذرا ایک بات سنیے۔

پامپی : (میناس سے ایک طرف) میرے کان میں کہہ دو۔ کیا ہے؟

میناس : (پامپی سے ایک طرف) سردار میں التجا کرتا ہوں کہ آپ ذرا اپنی جگہ سے اُٹھ بیٹھیے اور میری بات سن لیجیے۔

پامپی : (میناس سے ایک طرف) مجھے اس وقت معاف رکھو —— یہ جام لیپیڈس کے نام پر!

لیپیڈس : یہ مگر مچھ کس قسم کا جانور ہے؟

اینٹنی : جناب اس کی صورت شکل اس جیسی ہے، وہ اتنا ہی چوڑا ہے جتنی اس کی چوڑائی ہے، اور اتنا ہی اونچا ہے جتنی اس کی اونچائی ہے۔ وہ اپنے اعضا کے ذریعے حرکت کرتا ہے، کھاتا وہی چیزیں ہے جو اسے طاقت پہنچاتی ہیں، اور اس کے عناصر ہستی پریشان ہوئے نہیں کہ اس کا آواگون ہو جاتا ہے۔

لیپیڈس : وہ کس رنگ کا ہوتا ہے؟

اینٹنی : جو اس کا اپنا رنگ ہے۔

لیپیڈس : عجیب سانپ ہے!

اینٹنی : جی ہاں، اور اس کے آنسو گیلے ہوتے ہیں۔

سیزر : اس بیان سے اُن کی تشفی ہو جائے گی؟

اینٹنی : ہاں، شراب کی اس مقدار کے بعد جو پامپی نے انھیں پلا رکھی ہے۔ ورنہ سمجھنا چاہیے یہ رندوں کے پیر مغاں ہیں۔

پامپی : (میناس سے ایک طرف) گولی مارو بھائی! تم نے یہ کیا رٹ لگا رکھی ہے؟ جاؤ دفان ہو۔ میں جو کہتا ہوں کرو —— کہاں ہے وہ شراب جو میں نے منگوائی تھی؟

میناس : (پامپی سے ایک طرف) میرے حسن خدمت کی خاطر اگر آپ کو میری بات سننا منظور ہو تو ذرا اپنی کرسی سے اٹھ بیٹھیے۔

پامپی : (میناس سے ایک طرف) میرے خیال میں تمھارا دماغ چل گیا ہے۔ کہو کیا کہنا ہے؟

(اُٹھ کر ایک طرف چلا جاتا ہے)

مینناس : میں ہمیشہ سے آپ کا نمک خوار رہا ہوں۔
پا پمی : ہاں تم نے میری خدمت بڑے خلوص سے کی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ کہنا چاہتے ہو؟ ــــ صاحبان ہاتھ نہ روکیے۔
اینٹنی : لیپیڈس دلدل سے بچے رہیے ورنہ دھنس جائیے گا۔
میناس : آپ تمام دنیا کے تاج دار بننا چاہتے ہیں؟
پا پمی : کیا کہا تم نے؟
میناس : میں پوچھتا ہوں آپ تمام دنیا کے تاج دار بننا چاہتے ہیں؟
پا پمی : یہ تم کیا کہہ رہے ہو!
میناس : آپ حامی تو بھریں، میں ہوں وہ شخص جو آپ کو تمام دنیا دلا سکتا ہے چاہے آپ مجھے معمولی آدمی سمجھتے ہوں۔
پا پمی : بہت چڑھالی ہے کیا؟
میناس : نہیں پا پمی میں نے شراب چھوئی تک نہیں۔ اگر آپ ذرا ہمت سے کام لیں تو روئے زمین کی خدائی آپ کی ہے۔ ہر چیز جس کا سمندر نے احاطہ کر رکھا ہے اور جو کچھ آسمان اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے وہ سب آپ کا ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ لینے پر راضی ہوں۔
پا پمی : یہ کیسے؟ ذرا مجھے بھی تو پتا چلے۔
میناس : دنیا کے یہ تین حصے دار، یہ حریف آپ کی کشتی میں ہیں۔ مجھے رسہ کاٹ دینے دیجیے۔ سمندر میں تھوڑی دور نکل جانے کے بعد ہم ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر سب کچھ آپ کا ہوگا۔
پا پمی ۔ کاش تم یہ کر گزرتے اور مجھ سے نہ کہا ہوتا۔ میرے لیے ایسا کرنا دغا بازی ہے، اگر تم کرتے تو یہ خدمت گزاری ہوتی۔ یاد رہے میرے نزدیک مادی منفعت کو شرافت پر فوقیت نہیں بلکہ شرافت کو مادی فائدے پر فضیلت حاصل ہے۔ تمھیں نادم ہونا چاہیے کہ تمھاری زبان نے تمھارے عمل کی اس طرح غمازی کی۔ اگر یہ بات میرے جانے بغیر ہو گئی ہوتی تو میں بعد میں کہتا کہ جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا، مگر اس وقت میرا فرض ہے کہ میں اس کی مذمت کروں۔ یہ خیال چھوڑو اور جاؤ شراب پیو۔

مینا س : (اپنے سے) اگر یہی ہے تو میں بھی اب آپ کی زوال پذیر شان و شوکت کا ساتھ نہیں دوں گا۔ جو شخص کسی چیز کی تلاش میں رہے اور ایک دفعہ پیش کیے جانے پر اسے قبول نہ کرے اس شخص کو وہ چیز پھر کبھی نہیں مل سکتی۔

پامپی : لیپیڈس کا جام صحت!

اینٹنی : انھیں اٹھا کر ساحل پرلے جاؤ۔ پامپی ان کی طرف سے یہ جام میں پیوں گا۔

انوباربس : مینا س، آپ کا جام صحت!

میناس : شکریہ انوباربس۔

پامپی : دیے جاؤ جب تک پیالہ لبالب نہ بھر جائے۔

انوباربس : وہ آدمی ہے تگڑا میناس۔ (ملازم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو لیپیڈس کو اٹھائے لیے جا رہا ہے)

میناس : کیا مطلب؟

انوباربس : حضرت دیکھتے نہیں وہ دنیا کے تہائی حصے کو اٹھائے لیے جا رہا ہے؟

میناس : یعنی یہ کہ تہائی حصہ نشے میں چور ہے۔ کاش باقی کا بھی یہی حال ہوتا تاکہ زمین زیادہ تیزی سے گھوم سکتی۔

انوباربس : لیجیے نوش فرمایئے اور رنگ رلیوں میں اضافہ کیجیے۔

میناس : لایئے دیجیے۔

پامپی : ابھی اسکندریہ والی دعوتوں کی بات پیدا نہیں ہوئی۔

اینٹنی : رفتہ رفتہ ہوتی جا رہی ہے۔ پیالے بھرو۔ سیزر کا جام صحت!

سیزر : نہیں، میں اس کے بغیر ہی اچھا ہوں۔ اس مصیبت کو کیا کیجیے کہ میں شراب سے اپنا ذہن دھوؤں اور وہ کثیف تر ہوتا جائے۔

اینٹنی : وقت کا ساتھ دینا چاہیے۔

سیزر : چلیے یہی سہی۔ اس کے بعد میں آپ کا جام صحت پیوں گا۔ لیکن ایک دن میں اتنا پینے سے یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ چار دن بھوکا پیاسا رہوں۔

انوباربس : (اینٹنی سے) میرے بہادر شہنشاہ اجازت ہو تو ہم اب مصر کے نشاطیہ ناچوں کے ساتھ اپنی شراب نوشی کا جشن منائیں۔

پاپمپی : ہاں فوجی، ذرا ہو جائے۔

اینٹنی : آیئے ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈال لیں اور اس وقت تک ناچتے رہیں جب تک فتح مند شراب ہمارے ہوش وحواس کو نرم ونازک نیند میں نہ ڈبو دے۔

انوبار بس : سب ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں اور اتنے زور سے گائیں کہ کان کے پردے پھٹ جائیں۔ میں ہر ایک کو ترتیب سے کھڑا کرتا ہوں۔ یہ لڑکا گانا شروع کرے گا اور باقی سب لوگ پھیپھڑوں کی پوری طاقت سے ٹیپ کے مصرعے کو اٹھائیں گے۔

(موسیقی شروع ہوتی ہے۔ انوبار بس ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں دلواتا ہے)

گانا

اے قبلۂ رنداں تری آنکھیں ہیں گلابی
دے بادۂ گلفام، ہمیں کر دے شرابی
ساغر میں ڈبو کر غم و آلام مٹا دے
انگور کے دانوں کا مکٹ سر پہ سجا دے

گردش میں ہے جب تک یہ زمیں جام دیے جا
گردش میں ہے جب تک یہ زمیں جام دیے جا

سیزر : کیا ابھی کچھ اور باقی رہ گیا ہے؟ شب بخیر پاپمپی۔ بھائی جان میں آپ سے چلنے کی درخواست کروں گا۔ ہماری اہم ذمہ داریاں ان لاابالی حرکتوں پر چیں بجبیں ہیں۔ حضرات بہتر ہے ہم اب رخصت چاہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے رخسار جل رہے ہیں۔ ہٹا کٹا انوبار بس بھی شراب کے آگے کمزور پڑ گیا ہے۔ اور خود میری زبان بات کرتے لڑکھڑاتی ہے۔ اس بے تحاشا شراب نوشی نے ہمارا تماشا بنا دیا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے؟ شب بخیر۔ اینٹنی اپنا ہاتھ لایئے۔

پاپمپی : میرا آپ سے پینے کا مقابلہ ساحل پر پہنچ کر رہے گا۔

اینٹنی : شرطیہ۔ لایئے ہاتھ ملایئے۔

پاپمپی : اینٹنی آپ میرے موروثی مکان پر قابض سہی، لیکن کیا مضایقہ، ہم دوست نہیں کیا؟ آیئے کشتی میں اتریئے۔

انوبارِبس : ذرا سنبھل کے۔ کہیں آپ گر نہ پڑیں۔ (انوبارِبس اور میناس کے سوا سب چلے جاتے ہیں) میناس میں ساحل پر نہیں جاؤں گا۔

میناس : نہ سہی۔ آؤ میرے کیبن میں چلو۔ یہ نقارہ، یہ قرنا، یہ بانسری، سمندر کے دیوتا کو بھی معلوم ہو جائے کہ ہم کن بلند مرتبہ ہستیوں کو رخصت کر رہے ہیں۔ بجاؤ، خوب زور سے بجاؤ۔ (نقارے کے ساتھ قرنا کی آواز)

انوبارِبس : ہو! یہ گئی میری ٹوپی۔

میناس : آؤ سردار چلیں۔



تیسرا ایکٹ

پہلا منظر: شام میں ایک میدان

وینٹیڈیس فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے۔ سیلیس اور دوسرے رومن افسر اور سپاہی اس کے ساتھ ہیں۔ آگے آگے کچھ لوگ پیکورس[۱] کی لاش اٹھائے لے جا رہے ہیں۔

وینٹیڈیس : ہاں اے تیر انداز سواروں والے پارتھیا تجھے مغلوب کیا جا چکا ہے اور تقدیر کی کرم فرمائی نے مجھے مارکس کریسس[۲] کی موت کا بدلہ لینے والا ثابت کر دکھایا ہے۔ بادشاہ کے فرزند کی لاش ہماری فوج کے جلو میں لے چلو۔ اے اورڈیس[۳] تیرے پیکورس کو یہ تاوان مارکس کریسس کی خاطر ادا کرنا پڑا ہے۔

سیلیس : عالی نش وینٹیڈیس اس وقت جب کہ آپ کی تلوار پارتھیوں کے خون سے گرم ہے ان کے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کا پیچھا کیے جایئے، میڈیا[۴]، میسوپوٹامیا[۵]، اور ان پناہ گاہوں میں جن کی طرف پسپا ہونے والوں کی بھگدڑ مچی ہوئی ہے، اپنے گھوڑے دوڑا دیجیے۔ پہ سالار مارک اینٹنی فتح یاب رتھوں کے ساتھ آپ کا جلوس نکالیں گے اور آپ کے سر پر پھولوں کا سہرا باندھیں گے۔

وینٹیڈیس : نہیں سیلیس، نہیں۔ میں جو کچھ کر چکا ہوں بہت کافی ہے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ کسی

---

۱ Pacorus ۲ Marcus Crassus ۳ Orodes

۴ Media ۵ Mesopotamia

ماتحت کی ضرورت سے زیادہ کارگزاری اس کی سلامتی کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے کیوں کہ سیلیس یاد رکھیے کہ کسی کام کو ادھورا چھوڑ دینا اس سے بہتر ہے کہ ہم اپنے کارنامے کے ذریعے بہت زیادہ شہرت حاصل کریں جب کہ وہ شخص ہمارے درمیان موجود نہ ہو جس کے ہم ملازم ہیں۔ سیزر اور اینٹنی کو اپنی ناموری ذاتی کوششوں سے زیادہ اپنے افسروں کے ذریعے حاصل ہوئی ہے۔ اینٹنی کا نائب ساسیس¹، جو شام میں میرے جیسے عہدے پر مامور تھا، اپنی تیزی سے حاصل کی ہوئی شہرت کے سبب، جس کے مدارج اس نے جلد جلد طے کیے تھے، اینٹنی کی چشم کرم سے محروم ہو گیا۔ جو شخص لڑائیوں میں اس سے زیادہ کارگزاری دکھاتا ہے جتنی اس کے سردار سے ممکن ہے وہ گویا اپنے سردار کا سردار بن جاتا ہے۔ اس لیے بلند ہمتی جو سپاہی کا جوہر ہے اس کے لیے یہ بہتر سمجھتی ہے کہ ایسے فائدے کی جگہ جس میں اس کی روسیاہی ہو وہ اپنا نقصان قبول کرلے۔ میں اینٹنی کے مفاد کی خاطر اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن یہ انھیں ناگوار گزرے گا اور ان کی ناراضگی میں میرا کارنمایاں برباد جائے گا۔

سیلیس : آپ ایسی خوبیوں کے مالک ہیں وینٹیڈیس کہ اگر وہ ایک سپاہی میں نہ ہوں تو اس کی حیثیت اس کی تلوار سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔ آپ اینٹنی کو خط تو بھیجیں گے؟

وینٹیڈیس: ہاں میں نیازمندانہ طور پر عرض کروں گا کہ ہم نے ان کے نام نے، جو لڑائی میں ایک طلسمی کلمے کا حکم رکھتا ہے، کیا کچھ کر دکھایا اور کس طرح ان کے پرچموں اور معقول اجرت پانے والے جوانوں کی بدولت پارتھیا کے سواروں کو، جنھوں نے آج تک شکست کا منھ نہ دیکھا تھا، پیٹ پاٹ کر میدان سے مار بھگایا۔

سیلیس : اینٹنی اب کہاں ہیں؟

وینٹیڈیس: ان کا قصد ایتھنز² کا ہے اور اس بوجھ کے ساتھ جتنی تیزی سے ہم راستہ طے کر سکیں ہمیں بھی ان کے پاس وہیں پہنچنا ہے۔ چلو، قدم بڑھاؤ۔

(چلے جاتے ہیں)

---

² Athens ¹ Sossius

دوسرا منظر

روم۔ سیزر کے مکان کی ایک ڈیوڑھی

ایک دروازے سے ایگر پا اور دوسرے سے انوباربس داخل ہوتا ہے

ایگر پا : کیوں، کیا سالے بہنوئی ایک دوسرے سے رخصت ہولیے؟

انوباربس: انھوں نے پامپی سے کام بٹالیا ہے۔ وہ چلا گیا ہے اور باقی تینوں عہدنامے پر اپنی اپنی مہر ثبت کر رہے ہیں۔ آکٹیویا روم چھوڑنے کے خیال سے رو رہی ہے؛ سیزر غمگین ہے اور میناس کا کہنا ہے کہ لیپیڈس پامپی کی دعوت کے بعد سے اپنے ساتھیوں کے عشق میں گھلا جا رہا ہے۔

ایگر پا : لیپیڈس آدمی شریف ہے۔

انوباربس : کیا کہنے ہیں اس کے! کتنی محبت ہے اسے سیزر سے!

ایگر پا : ہاں، مگر وہ مارک انیٹنی کا کس قدر دل و جان سے شیدا ہے۔

انوباربس : سیزر؟ وہ تو انسانوں میں مشتری دیوتا کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایگر پا : اور انیٹنی؟ وہ تو خدائے مشتری ہے۔

انوباربس: آپ کا روئے سخن انیٹنی ہی کی طرف تو ہے؟ وہ بھی کیا یگانہ شخصیت ہے!

ایگر پا : اے انیٹنی! اے عنقائے زمانہ!

انوباربس : اگر آپ کو سیزر کی تعریف کرنی ہو تو فقط "سیزر" کہہ دیجیے۔ اس کے آگے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

ایگر پا : لیپیڈس نے بھی دونوں کی مدح سرائی کرنے میں حد کر دی۔

انوباربس : لیکن وہ سیزر کو زیادہ چاہتا ہے۔ پھر بھی انیٹنی سے محبت ہے اسے۔ واہ کیا بات ہے۔ دل، زبان، تشبیہ و استعارہ، کاتب، گویّے، شاعر سوچ نہیں سکتے، کہہ نہیں سکتے، حساب نہیں لگا سکتے، لکھ نہیں سکتے، گا نہیں سکتے، اظہار نہیں کر سکتے کہ انیٹنی سے اسے کتنی محبت ہے۔ لیکن جہاں تک سیزر کا تعلق ہے، اس کے سامنے جھک جاؤ، جھک جاؤ اور محو حیرت رہو۔

ایگر پا : وہ دونوں کو چاہتا ہے۔

انوباربس : لیپیڈس بھونرا ہے اور اینٹنی اور سیزر اس کے پر ہیں ۔ (اندر قرنا کی آواز) سوار ہونے کا وقت آگیا ہے ۔ خدا حافظ شریف ایگر پا ۔

ایگرپا : بہادر سپاہی خدا کرے تم خوش رہو ۔ الوداع ۔

سیزر، اینٹنی، لیپیڈس، اور آکٹیویا داخل ہوتے ہیں ۔

اینٹنی : اب اور زیادہ تکلیف نہ کیجیے ۔

سیزر : آپ میری زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ مجھ سے لیے جا رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں مجھے مایوس نہ کیجیے گا ۔ بہن تم ایسی بیوی بن کر دکھانا جس کی مجھے تم سے توقع ہے اور ہیں بڑی سے بڑی بازی لگا سکوں کہ تم ثابت بھی ایسی ہی ہو گی ۔ معزز اینٹنی خیال رہے کہ یہ نیکی کا ٹکڑا ایک مسالے کی طرح ہے جو ہمارے تعلقات کی تعمیر میں استعمال ہوا ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایک حصار شکن شہتیر بن جائے اور ہماری محبت کی فصیلوں کو ڈھا دے ۔ کیوں کہ اگر ہم اس کی قدر نہ کر سکے تو یہ بہتر ہوتا کہ ہم اس وسیلے کے بغیر ہی ایک دوسرے کو چاہتے ۔

اینٹنی : اپنی بدگمانیوں سے مجھے صدمہ نہ پہنچایئے ۔

سیزر : میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہہ دیا ۔

اینٹنی : آپ لاکھ کریدیں، اس چیز کے لیے ذرّہ برابر اسباب نہیں پائیں گے جس کا آپ کو اندیشہ ہے ۔ اچھا، دیوتا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھیں اور رومنوں کے دلوں کو آپ کے مقاصد کے حصول میں مددگار بنائیں ۔ اب رخصت ہوا جائے ۔

سیزر : خدا حافظ میری پیاری بہن ۔ اللہ تجھے خوش رکھے ۔ عناصر فطرت تجھ پر مہربان رہیں اور تیرے قلب کو راحت کلی عطا کریں ۔ تجھے خدا کو سونپا ۔

آکٹیویا : میرے اچھے بھائی ۔

اینٹنی : اس کی آنکھوں میں ساون گھر آیا ہے ۔ یہ محبت کی بہار ہے جس میں مینھ کی جھڑی لگی ہوئی ہے ۔ اپنا جی ہلکان مت کرو ۔

آکٹیویا : بھائی جان میرے آقا کے مکان کی دیکھ بھال کرتے رہیے گا ۔ اور ــــــ

سیزر : ہاں آکٹیویا ۔

آکٹیویا : میں آپ کے کان میں کہنا چاہتی ہوں ۔

انٹنی : نہ تو اس کی زبان اس کے واردات قلبی کا اظہار کر سکتی ہے اور نہ اس کا دل اس کی زبان کو کوئی مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ ہنس کے پر کی طرح ہے جو پانی کے چڑھتے وقت طوفانی موجوں پر تیرا کرتا ہے اور اِدھر اُدھر نہیں جھکتا۔

انوباربس : (ایگرپا سے ایک طرف) کیا سیزر رو دیں گے ؟

ایگرپا : (انوباربس سے ایک طرف) ایک بدلی سی ہے ان کے چہرے پر۔

انوباربس : (ایگرپا سے ایک طرف) اگر وہ ایک گھوڑے ہوتے تو بھی یہ چیز ان پر بدنما معلوم ہوتی۔ وہ تو بہرحال انسان ہیں۔

ایگرپا : (انوباربس سے ایک طرف) کیوں انوباربس، جب اینٹنی نے جولیس سیزر کی لاش دیکھی تھی تو وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے تھے اور جب انھوں نے فلپی کے میدان میں بروٹس کو ہلاک پایا تھا تب بھی ان کا یہی حال ہوا تھا؟

انوباربس : (ایگرپا سے ایک طرف) ہاں اس سال وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ جنھیں وہ اپنی مرضی سے برباد کرتے انھیں کے لیے بعد میں اس طرح آنسو بہاتے کہ یقین مانو میں بھی دیکھ کر رو پڑتا تھا۔

سیزر : نہیں پیاری آکٹویا، میں تمھیں برابر خط لکھتا رہوں گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وقت تمھاری یاد کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جائے۔

اینٹنی : آئیے جناب میں محبت کی طاقت سے آپ کے ساتھ زور آزمائی کروں۔ لیجیے میں نے آپ کو جکڑ دیا ہے اور اب میں آپ کو آزاد کیے دے رہا ہوں اور دیوتاؤں کی حفاظت میں دیتا ہوں۔

سیزر : الوداع۔ خدا کرے آپ خوش رہیں۔

لیپیڈس : آسمان کے سب ستارے آپ کے راستے میں نور برسائیں !

سیزر : خدا حافظ ! خدا حافظ ! (آکٹویا کو بوسہ دیتا ہے)

اینٹنی : خدا حافظ ! (قرنا کی آواز۔ چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

اسکندریہ، کلیوپٹرا کا محل

کلیوپٹرا، شارمیان، آئرس، اور الکزس داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا : کہاں ہے وہ مرد ؟

الکزس : آپ کے سامنے آنے سے اس کا خون خشک ہوتا ہے۔

کلیوپٹرا : اچھا اچھا۔ ادھر آ۔

(وہی قاصد پھر داخل ہوتا ہے)

الکزس : اچھی ملکہ آپ خوش نہ ہوں تو شاہ یہود ہیرڈ کو بھی یہ ہمت نہیں ہو سکتی کہ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لے۔

کلیوپٹرا : اس ہیرڈ کا سر میں لے کر رہوں گی۔ مگر کیسے ؟ جب اینٹنی ہی چلے گئے تو میں کس سے یہ کام کروا سکتی ہوں ؟ ذرا قریب آ۔

قاصد : مہربان ملکہ !

کلیوپٹرا : تو نے آکٹیویا کو دیکھا ہے ؟

قاصد : جی ہاں پُرجلال ملکہ !

کلیوپٹرا : کہاں ؟

قاصد : روم میں بیگم۔ میں نے انھیں سامنے سے دیکھا تھا۔ وہ اپنے بھائی اور مارک اینٹنی کے بیچ میں چل رہی تھیں۔

کلیوپٹرا : کیا ان کا قد میرا جیسا ہے ؟

قاصد : جی نہیں بیگم۔

کلیوپٹرا : تو نے انھیں بولتے سنا ہے ؟ ان کی آواز تیز ہے کہ دھیمی ؟

قاصد : بیگم میں نے انھیں بولتے سنا ہے ان کی آواز دھیمی ہے۔

کلیوپٹرا : یہ بات کچھ اچھی نہیں۔ وہ زیادہ دن اسے نہیں چاہ سکتے۔

شارمیان : چاہ سکتے ؟ آئسس کی قسم یہ ناممکن ہے

کلیوپٹرا : تو ٹھیک کہتی ہے شارمیان۔ زبان کند اور پست قد۔ ان کی چال میں جاہ وجلال ہے ؟ یاد کر، تو نے اگر واقعی جاہ و جلال دیکھا ہے۔

قاصد : وہ رینگتی ہیں۔ ان کا چلنا اور کھڑا ہونا ایک جیسا ہے۔ وہ جان سے زیادہ جسم اور جان دار سے زیادہ ایک مورت دکھائی دیتی ہیں۔

کلیوپیٹرا : کیا سچ مچ ؟
قاصد : اگر نہیں، تو پھر سمجھنا چاہیے میں مشاہدے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔
شارمیان : مصر میں تین آدمی بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو اس سے زیادہ نظر کے تیز ہوں۔
کلیوپیٹرا : میں دیکھتی ہوں آدمی یہ ہوشیار ہے۔ اس میں خاک کوئی بات نہیں۔ نظر اچھی ہے اس مرد کی۔
شارمیان : اچھی ہی نہیں، بہت اچھی۔
کلیوپیٹرا : ان کی عمر تقریباً کیا ہوگی؟
قاصد : وہ بیوہ تھیں —
کلیوپیٹرا : بیوہ ؟ شارمیان سنتی ہے۔
قاصد : اور میرے خیال میں وہ تیس، برس کی ہوں گی۔
کلیوپیٹرا : تجھے کچھ صورت یاد ہے ان کی؟ ان کا چہرہ لمبا ہے یا گول؟
قاصد : بدصورتی کی حد تک گول۔
کلیوپیٹرا : اس کی شکل کے لوگ اکثر بے وقوف ہوتے ہیں۔ اس کے بالوں کا رنگ کیسا ہے؟
قاصد : بھورا بیگم۔ اور ان کی پیشانی اتنی تنگ ہے جتنی ممکن ہو سکتی ہے۔
کلیوپیٹرا : لے یہ اشرفیاں تیرا انعام ہیں۔ تو میرے پہلے غصّے کا خیال نہ کرنا۔ میں تیری خدمات سے کام لوں گی۔ میں دیکھتی ہوں تو معاملات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ جا اب تیار ہو۔ ہمارے خط لکھے رکھے ہیں۔

(قاصد چلا جاتا ہے)

شارمیان : معقول آدمی ہے۔
کلیوپیٹرا : واقعی معقول ہے۔ میں اس سے ایسی بری طرح پیش آئی، اس کا مجھے بہت رنج ہے۔ کیوں نہ ہو، اس کی باتوں سے تو پتا چلتا ہے کہ اس عورت میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں۔
شارمیان : توبہ کیجیے بیگم۔
کلیوپیٹرا : آخر اس شخص نے جاہ و جلال دیکھا ہے۔ اسے ضرور اندازہ ہونا چاہیے۔
شارمیان : جاہ و جلال دیکھا نہیں تو کیا؟ وہ اتنے عرصے آپ کی پیشی میں بھی تو رہا ہے۔

کلیوپیٹرا : شارمیان مجھے ابھی اس سے ایک بات اور پوچھنی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسی ضروری نہیں۔ تو اسے میرے لکھنے کے کمرے میں لے آنا۔ شاید ابھی کچھ نہیں بگڑا۔

شارمیان : مجھے یقین ہے بیگم۔ (چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

ایتھنز: اینٹنی کے مکان کا ایک کمرہ

اینٹنی اور آکٹیویا داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : نہیں نہیں آکٹیویا۔ صرف یہی نہیں۔ یہ اور اسی قسم کی ہزاروں دوسری اہم باتیں نظر انداز کی جاسکتی ہیں، لیکن اس نے پامپی کے خلاف نئے سرے سے جنگ کی ہے، اپنا وصیت نامہ تیار کرکے مجمع عام میں پڑھا ہے، میرا ذکر حقارت سے کیا ہے، جب میری بڑائی تسلیم کیے بغیر نہیں بن پڑا تو اس کا اظہار سرد اور بے جان الفاظ میں کر دیا ہے، میری خدمات سراہنے میں بخل سے کام لیا ہے اور اگر ان کی طرف اس کی توجہ دلائی گئی ہے تو یا تو اس نے قبول ہی نہیں کیا یا پھر محض زبان سے ان کا اعتراف کرکے رہ گیا ہے۔

آکٹیویا : میرے پیارے سرتاج تمام باتوں پر یقین نہ کیجیے اور اگر یقین ہی کرنا ہے تو ان میں سے ہر ایک کا برا نہ مانیے۔ اگر آپ میں نفاق پیدا ہو گیا تو مجھ سے زیادہ بدنصیب عورت کون ہوگی جو اپنے پیاروں کے درمیان کھڑی دونوں کے حق میں دعا مانگ رہی ہو۔ مقدس دیوتا فوراً میری ہنسی اڑائیں گے اگر میں پہلے اپنے سرتاج کے لیے دعائے خیر کروں اور پھر ویسے ہی خلوص سے اپنے بھائی کے لیے دعا مانگ کر پہلی کو خاک میں ملا دوں۔ میرا یہ چاہنا کہ خدا کرے میرے سرتاج جیت جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی خواہش کرنا کہ کاش میرے بھائی کو کامیابی نصیب ہو اپنی دعا کو بے اثر بنانا ہے، کیوں کہ ان دونوں انتہائی حالتوں کے درمیان بیچ کا کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔

اینٹنی : شریف آکٹیویا اپنی محبت کا بہترین حصہ اس شخص کے سپرد کرو جسے اس کی حفاظت سب سے زیادہ مدنظر ہو۔ اگر میں اپنی خودداری کھوتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں خود کو کھو دیتا ہوں۔ ایک لنڈ منڈ ببڑ کی طرح تمہارا بن کر رہنے سے یہ بہتر ہے کہ میں سرے سے تمہارا بنوں ہی نہیں۔ مگر تم نے خواہش ظاہر کی ہے کہ

ہمارے درمیان مصالحت کی کوشش کروں گی۔ اس اثنا میں بیگم صاحبہ میں لڑائی کی تیاری کروں گا جس کے سامنے تمہارے بھائی کا مرتبہ حقیر ہو کر رہ جائے گا۔ اپنی روانگی میں جلدی کرو تاکہ تمہارا ارادہ پورا ہو۔

آکٹیویا : میں اپنے آقا کی ممنون ہوں۔ کاش خداوند قدیر مجھ کمزور و ناچیز کو آپ دونوں میں ملاپ کرانے والا بنائے۔ آپ کی باہمی آویزش دنیا میں گویا ایک ایسی خلیج پیدا کرے گی جو صرف لاشوں ہی سے پٹ سکتی ہے۔

اینٹنی : جب تم پر واضح ہو جائے کہ اس کی ابتدا کس طرف سے ہوئی ہے تو تم اپنی ناخوشی کا رخ اسی طرف پھیر دینا۔ کیوں کہ ہماری کمزوریاں کبھی اس حد تک برابر نہیں ہو سکتیں کہ ہم دونوں سے تمہاری محبت مساوی ہو۔ اپنے جانے کا بندوبست کرو۔ جنھیں ساتھ لے جانا چاہتی ہو انھیں چن لو اور اخراجات کے لیے جو رقم درکار ہو لے لو۔

(چلے جاتے ہیں)

پانچواں منظر

ایتھنز۔ اینٹنی کے مکان کا ایک کمرہ

انوباربس اور ایروس داخل ہوتے ہیں

انوباربس : کیوں دوست ایروس، کوئی تازہ بات ؟

ایروس : جناب ایک عجیب خبر سننے میں آئی ہے۔

انوباربس : وہ کیا ؟

ایروس : سیزر اور لیپیڈس نے پامپی کے خلاف لڑائی چھیڑ دی ہے۔

انوباربس : یہ خبر تو باسی ہو گئی۔ اس کے بعد کی سناؤ۔

ایروس : پامپی سے لڑنے میں جب سیزر نے لیپیڈس سے اپنا کام نکال لیا تو اسے جلد ہی برابری کے درجے سے محروم کر دیا اور اس مہم کی کامیابی میں جو حصہ لیپیڈس نے لیا تھا اسے تسلیم کرنے کا روادار نہ ہوا۔ اس نے محض اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ لیپیڈس پر یہ بھی الزام لگایا کہ وہ پامپی سے خط و کتابت کرتا رہا ہے۔ صرف اپنے لگائے ہوئے الزام کی بنیاد پر اس نے لیپیڈس کو حراست میں لے لیا۔ چناں چہ یہ تیسرا حصے دار اب قید

یں ہے جب تک کہ موت ہی آ کر اسے رہائی نہ دلائے۔

انوباربس : اے دنیا اب سیزر اور اینٹنی کی حیثیت بالکل پیرے دو جبڑوں کی سی ہے اور بس تیرے پاس جتنی غذا ہے اگر تو سب ان کے درمیان جھونک دے تو بھی ان کے چبانے کا عمل ایک دوسرے کے خلاف ہی رہے گا۔ اینٹنی کہاں ہیں ؟

ایروس : وہ باغ میں ٹہل رہے ہیں — اس طرح، اور راستے میں جو تنکا نظر آتا ہے اسے ٹھوکر مار کر کہتے ہیں: "احمق لیپیڈس!" اور ان کے جس افسر نے پامپی کا قتل کیا ہے اس کی گردن مارنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔

انوباربس : ہمارا زبردست جہازی بیڑا ساز و سامان سے لیس ہو چکا ہے۔

ایروس : اطالیہ اور سیزر کی سرکوبی کے لیے۔ ہاں ڈومیٹیس، میرے آقا نے آپ کو فوراً طلب فرمایا ہے۔ مجھے چاہیے تھا کہ اپنی خبریں بعد میں سناتا۔

انوباربس : بات خاک کچھ نہ ہوگی۔ مگر خیر۔ چلو مجھے اینٹنی تک پہنچا دو۔

ایروس : آئیے چلیے۔ (چلے جاتے ہیں

چھٹا منظر

روم: سیزر کا مکان

ایگرپا۔ میناس اور سیزر داخل ہوتے ہیں

سیزر : روم کو نیچا دکھانے کے لیے اس نے یہ سب حرکتیں کی ہیں اور اس سے زیادہ اس نے اسکندریہ میں کیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے: بیچ بازار میں چاندی کے ایک چبوترے پر وہ اور کلیوپیٹرا دونوں مجمع عام میں سونے کی مسندوں پر بادشاہ اور ملکہ کی حیثیت سے رونق افروز ہوئے۔ ان کے قدموں میں سیزرین[ل] بیٹھا تھا جسے میرے والد کی اولاد کہا جاتا ہے اور ساتھ ہی وہ ناجائز بچے بھی تھے جو بعد کو اینٹنی اور کلیوپیٹرا کی ہوس رانیوں سے پیدا ہوئے۔ کلیوپیٹرا کے ہاتھوں میں اس نے مصر کی عمل داری دینے کا اعلان کیا اور اسے شام پایئں، قبرس اور لیڈیا کی مطلق العنان بادشاہت عطا کی۔

میسیناس : یہ سب شہر والوں کے سامنے ؟

ل Caesarion

سیزر : ہاں اس میدان عام میں جہاں لوگ ورزش کی خاطر ٹہلنے کو آتے ہیں۔ وہاں اس نے اپنے بیٹوں کے شاہنشاہ ہونے کا اعلان کیا۔ لیڈیا، پارتھیا اور ارمنستان کی سلطنت سکندر کے سپرد کی گئی۔ شام، سائلیسیا[1]، اور فینیشیا[2] پر بطلیموس مامور ہوا۔ خود کلیوپیٹرا اس دن آئسس دیوی کا لباس پہنے سامنے آئی اور کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے بھی کئی مرتبہ اسی طرح بار دے چکی تھی۔

میسیناس : بہتر ہوگا کہ روم کو اس سے آگاہ کیا جائے۔

ایگرپا : روم والے اس کی گستاخیوں کے سبب پہلے ہی سے نالاں ہیں اور جو تھوڑی بہت اچھی رائے اس کے متعلق رکھتے ہیں اب وہ بھی اپنے دل سے نکال دیں گے۔

سیزر : لوگوں کو تمام باتوں کا علم ہے اب ان کو اس کے لگائے ہوئے الزامات بھی موصول ہوگئے ہیں۔

ایگرپا : کسے ملزم ٹھہرایا ہے اس نے؟

سیزر : سیزر کو۔ پہلا الزام یہ ہے کہ میں نے صقلیہ میں سیکسٹس پامپیس کو تاخت و تاراج کر کے جزیرے کی تقسیم میں اینٹنی کو اس کا حصہ نہیں دیا۔ پھر اس کا کہنا ہے کہ اس نے چند کشتیاں مجھے بطور قرض دی تھیں جو میں نے نہیں لوٹائیں۔ آخر کو اس کو غصہ ہے کہ مجلس ثلاثہ کے رکن لیپیڈس کو معزول کیا گیا اور اب میں اس کی آمدنی ہتھیائے بیٹھا ہوں۔

ایگرپا : یہ بات جواب دیے بغیر نہیں رہنی چاہیے۔

سیزر : اس کا جواب دیا جا چکا ہے اور قاصد لے کر روانہ بھی ہوگیا ہے۔ میں نے اسے لکھ بھیجا ہے کہ لیپیڈس بہت ظالم ہوگیا تھا اور اپنے اختیارات کو ناجائز طریقے پر استعمال کرتا تھا، لہٰذا وہ اس لائق تھا کہ اسے برطرف کر دیا جائے۔ جہاں تک اس علاقے کا تعلق ہے جو میں نے فتح کیا ہے اس میں سے حصہ دینے کو تیار ہوں، لیکن پھر اسی طرح ارمنستان اور دوسرے ملکوں میں سے جو اس نے فتح کیے ہیں مجھے بھی برابر کا حصہ ملنا چاہیے۔

میسیناس : وہ اس پر کبھی راضی نہیں ہوگا۔

---

[1] Cilicia
[2] Phoenicia

سیزر : تو پھر ہمیں بھی نہیں جھکنا چاہیے۔

(آکٹیویا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے)

آکٹیویا : آداب سیزر۔ صاحبو آداب۔ میرے سیزر!

سیزر : خدا نہ کرے میں تجھے شوہر کا دھتکارا ہوا کہوں!

آکٹیویا : نہ تو آپ نے ایسا کہا اور نہ ایسا کہنے کی کوئی وجہ ہے۔

سیزر : تو پھر تو یوں چھپے چوری کیوں چلی آئی ہے؟ یہ آمد سیزر کی بہن کے شایان شان نہیں۔ اینٹنی کی بیوی کے ہمراہ آگے آگے ایک فوج ہوتی اور اس کے دکھائی دینے سے بہت پہلے ہنہناتے گھوڑے اس کے پہنچنے کا اعلان کرتے۔ سڑک کے کنارے درختوں پر لوگ چڑھے ہوتے۔ انتظار کو اس کے دیدار کے اشتیاق میں کھڑے کھڑے غش آجاتا جو اسے پہلے کبھی میسر نہ ہوا تھا۔ نہیں، تیری کثیر تعداد فوج کے پیروں سے ایسی گرد اٹھنی چاہیے تھی جو بام گردوں تک پہنچتی۔ لیکن تو روم میں اس طرح آئی ہے جیسے کوئی گنوارن ہو۔ تو نے ہماری محبت کو اس کی نمائش سے محروم رکھا ہے اور محبت ایسا جذبہ ہے کہ اگر اس کا عام اظہار نہ ہو تو اکثر فنا ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ منزل بہ منزل تیرے خیر مقدم میں اضافہ کرتے ہوئے خشکی اور سمندر پر تیرا استقبال عمل میں لاتے۔

آکٹیویا : میرے اچھے آقا اس طرح آنے کے لیے مجھے مجبور نہیں کیا گیا بلکہ یہ میری اپنی خوشی تھی۔ میرے سرتاج مارک اینٹنی کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو انھوں نے یہ افسوس ناک خبر مجھے سنائی جس سے مجھے بہت ملال ہوا اور میں نے ان سے یہاں آنے کی اجازت چاہی۔

سیزر : جو اس نے فوراً دے دی کیوں کہ تو اینٹنی اور اس کی ہوس رانی کے درمیان رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔

آکٹیویا : یہ نہ کہیے میرے آقا۔

سیزر : میری اس پر برابر نظر ہے اور مجھے اس کے حالات کے بارے میں خبریں ملتی رہتی ہیں۔ وہ کہاں ہے اس وقت؟

آکٹیویا : ایتھنز میں میرے آقا۔

سیزر : نہیں میری مظلوم بہن، کلیوپٹرا نے اسے کچے دھاگے میں باندھ کر کھینچ بلایا ہے۔ اس نے

اپنی تمام مملکت ایک بیسوا کے حوالے کر دی ہے اور وہ دونوں مل کر دنیا کے تاجداروں کو جنگ کے لیے بھرتی کر رہے ہیں۔ شاہ لیبیا[1] بوکس[2]، کپیڈوشیا[3] کے آرشیلاس[4]، پیفلگونیا[5] کے بادشاہ فلاڈیلفوس[6]، تھریسی تاجدار اڈلاس[7]، عربستان کے شاہ منچوس[8]، شاہ پانٹ[9]، شاہ یہود ہیرڈ، کوماجین[10] کے بادشاہ متھریڈیٹس[11]، میڈ[12] اور لائیکاؤنیا[13] کے بادشاہ پولیمون[14] اور امنٹاس[15]، اور دوسرے بہت سے تاجداروں کو اس نے اپنے پاس اکٹھا کر رکھا ہے۔

آکٹیویا : آہ، میں بدنصیب جس کا دل ایسے دوستوں کے درمیان بٹا ہوا ہے جو ایک دوسرے کے درپے آزار ہیں۔

سیزر : تجھے یہاں آنا مبارک ہو۔ تیرے خطوں نے ہمیں کارروائی کرنے سے باز رکھا یہاں تک کہ ہمیں احساس ہو گیا کہ تجھے گمراہ کیا جا رہا ہے اور ہمیں اپنی غفلت کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ بہرحال اب دل سے غم دور کر دے۔ حالات زمانہ سے جس کے شدید تقاضے تیرے آرام و سکون میں مخل ہیں پریشان مت ہو، اور قضا و قدر کی طرف سے جو باتیں مقرر ہیں انھیں ہائے واویلا کیے بغیر ان کے معینہ انجام کی جانب بڑھنے دے۔ تو جو مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے، تجھے روم آنا مبارک ہو۔ تجھ سے ایسی دغا کی گئی ہے جو امکان سے باہر ہے۔ اور معزز دیوتاؤں نے تجھے انصاف دلانے کے لیے ہمیں اور ان لوگوں کو جو تجھے چاہتے ہیں اپنا نمایندہ مقرر کیا ہے۔ خدا کرے تو آرام سے رہے اور ہمارے لیے تیری ذات ہمیشہ باعث مسرت ہو!

ایگریپا : خوش آمدید خانم۔

میسیناس : خوش آمدید اچھی بیگم۔ روم میں کوئی دل ایسا نہیں جسے آپ سے محبت اور ہمدردی نہ ہو۔ صرف زناکار انٹنی جو اپنی مکروہ حرکتوں میں بے لگام ہے آپ کو خانہ بدر کر سکتا ہے اور اپنے بااثر اختیارات ایک کسبی کو دے سکتا ہے جو ان کے ذریعے

---

1. Libya
2. Bocchus
3. Cappadocia
4. Archelaus
5. Paphlagonia
6. Philadelphos
7. Adallas
8. Manchus
9. Pont
10. Comagene
11. Mithridates
12. Mede
13. Lycaonia
14. Polemon
15. Amyntas

ہمارے خلاف ہنگامہ اٹھا رہی ہے۔

آکٹیویا : کیا یہ سچ ہے؟

سیزر : بالکل۔ اچھا ہوا بہن تو یہاں آگئی۔ خدارا صبر سے کام لے۔ میری عزیز بہن!

(چلے جاتے ہیں)

ساتواں منظر

اکٹیم[1] کے نزدیک اینٹنی کا خیمہ

کلیوپٹرا اور انوباربس داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا : میں تم سے بدلے کر چھوڑوں گی۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو۔

انوباربس : مگر کیوں؟ آخر کس لیے؟

کلیوپٹرا : تم نے ان لڑائیوں میں میرے حصہ لینے کی مخالفت کی۔ ۔۔ تم کہتے ہو یہ مناسب نہیں۔

انوباربس : اور نہیں تو کیا؟

کلیوپٹرا جب میرے خلاف لڑائی کا اعلان ہوا ہے تو کیا وجہ ہے کہ میں میدان جنگ میں نہ جاؤں۔

انوباربس : (اپنے سے) خیر اس کا جواب تو یہ ہے کہ اگر ہم گھوڑے اور گھوڑیوں کو ساتھ رکھیں تو پھر گھوڑوں کا خدا حافظ ہے۔ گھوڑی، سوار اور اس کے گھوڑے کو لے کر چلتے بنے گی

کلیوپٹرا : کیا کہا تم نے؟

انوباربس : کچھ نہیں، یہی کہ آپ کی موجودگی اینٹنی کے لیے پریشانی کا موجب ہوگی اور انھیں اپنے دل ودماغ اور وقت کا بیشتر حصہ آپ کی خاطر صرف کرنا پڑے گا جو قطعی نامناسب ہوگا۔ وہ اپنی سہل انگاری کے سبب پہلے ہی سے بدنام ہیں اور روم میں مشہور ہے کہ اس جنگ کا انتظام فاٹینس[2] نام کے ایک خواجہ سرا اور آپ کی خواصوں کے ہاتھ میں ہے۔

کلیوپٹرا : خدا کرے روم غارت ہو اور ان لوگوں کی زبانوں میں کیڑے پڑیں جو میرے خلاف

---

[1] Actium

[2] Photinus

زہر اگلتے ہیں ! اس لڑائی کا بار میں بھی اٹھا رہی ہوں اور اپنی حکومت کی صدر ہوتے ہوئے مردوں کی طرح میدان میں جاؤں گی ۔ مجھے منع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ۔ میں یہاں ہرگز نہیں رکوں گی

(اینٹنی اور کینیڈیس داخل ہوتے ہیں)

انوباربس : جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا ۔ لیجیے شہنشاہ تشریف لا رہے ہیں ۔

اینٹنی : کیا یہ تعجب کی بات نہیں کینیڈیس کہ ٹرینٹم[1] اور برونڈیسیم[2] سے بڑھ کر اس نے اتنی تیزی سے بحر آیونیا کو کاٹ دیا اور ٹارین[3] پر قبضہ کر لیا ۔ میری جان تم نے یہ سنا ؟

کلیوپٹرا : دوسروں کی پھرتی کو غفلت پسند ہی سب سے زیادہ سراہتا ہے ۔

اینٹنی : خوب چوٹ کی ! سستی پر اس طرح طنز کرنا ایک سورما ہی کو زیب دے سکتا ہے ۔ کینیڈیس ہم اس کا مقابلہ پانی پر کریں گے ۔

کلیوپٹرا : یقیناً پانی پر، اور کہاں ؟

کینیڈیس : یہ کیوں میرے آقا ؟

اینٹنی : کیوں کہ اس نے ہمیں اس کی دعوت دی ہے ۔

انوباربس : اور اسی طرح حضور نے بھی تو اسے تنہا لڑنے کی دعوت دی تھی ۔

کینیڈیس : جی ہاں، اور فارسیلیا[4] کا مقام جہاں جولیس سیزر کی پامپی سے جنگ ہوئی تھی اس لڑائی کے لیے مقرر کیا تھا ۔ لیکن وہ ان تجویزوں کو رد کر دیتا ہے جو اس کے فائدے کی نہیں ہوتیں اور یہی آپ کو بھی کرنا چاہیے ۔

انوباربس : آپ کی کشتیوں پر عملے کی کمی ہے ۔ آپ کے ملاح خچربان اور کسان ہیں جنھیں زبردستی فوج میں بھرتی کر لیا گیا ہے ۔ سیزر کے بیڑے میں ایسے لوگ ہیں جو بارہا پامپی سے لڑ چکے ہیں ۔ ان کی کشتیاں تیز چلتی ہیں، آپ کی بھاری ۔ اگر آپ پانی پر اس کا مقابلہ کرنے سے انکار کر دیں تو یہ بات خفت کی نہ ہو گی کیوں کہ خشکی پر آپ کی تیاری ہے ۔

---

[1] Tarentum [2] Brundusium [3] Toryne [4] Pharsalia

اینٹنی : نہیں لڑائی پانی ہی پر ہوگی۔

انوباربس : سرکار اس طرح آپ اس مکمل فوجی برتری سے ہاتھ دھولیں گے جو آپ کو خشکی پر حاصل ہے۔ آپ اپنی فوج کو جو جنگ آزمودہ پیادوں پر مشتمل ہے تتر بتر کر دیں گے۔ اپنے نامی گرامی علم کو عمل میں نہ لاسکیں گے، اس راستے سے دست بردار ہو جائیں گے جس میں کامیابی یقینی ہے، اور ٹھوس سلامتی کو چھوڑ کر خود کو سراسر اتفاق اور حادثے کے سپرد کر دیں گے۔

اینٹنی : میں پانی پر لڑوں گا۔

کلیوپٹرا : میرے پاس ساٹھ کشتیاں ہیں جن سے بہتر سیزر کی ایک بھی کشتی نہیں ہو سکتی۔

اینٹنی : ہماری جتنی کشتیاں فاضل ہیں ان سب میں ہم آگ لگا دیں گے اور جو باقی بچیں گی ان پر پورا عملہ تعینات کر کے ان کے ذریعے سیزر کو ایکٹیم کی راس سے مار بھگائیں گے۔ لیکن ہمیں اس میں ناکامی ہوئی تو پھر ہم خشکی پر لڑ سکتے ہیں۔ (ایک قاصد داخل ہوتا ہے) کیا بات ہے؟

قاصد : حضور خبر سچ ہے۔ اسے دیکھا گیا ہے۔ سیزر نے ٹارن پر قبضہ کر لیا ہے۔

اینٹنی : وہ خود اس جگہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی فوجیں وہاں کس طرح پہنچیں۔ کینیڈیس تم ہمارے انیس دستوں اور بارہ ہزار سواروں کی خشکی پر کمان سنبھالو۔ ہم اپنی کشتی پر جاتے ہیں۔ چلو میری سمندر کی دیوی! (ایک سپاہی داخل ہوتا ہے) کیا ہے بہادر فوجی؟

سپاہی : معزز شہنشاہ پانی پر مت لڑیئے۔ لکڑی کے گلے سڑے تختوں کا اعتبار نہ کیجیے کیا آپ کو اس تلوار اور میرے ان زخموں پر بھروسا نہیں؟ مصریوں اور فنیشیوں کو ڈبکیاں کھانے کے لیے جانے دیجیے۔ ہم لوگ خشکی پر لڑ کر جیتتے رہے ہیں اور گھمسان مقابلے کے عادی ہیں۔

اینٹنی : اچھا، اچھا۔ آؤ چلو۔

(اینٹنی۔ کلیوپٹرا اور انوباربس چلے جاتے ہیں)

سپاہی : قسم ہے ہرقل کی۔ میرے خیال میں میری رائے صحیح ہے۔

کینیڈیس : ہاں فوجی تمھاری رائے صحیح ہے۔ مگر ان کا طرز عمل اس پر مبنی نہیں کہ ان کی

طاقت کی اصل بنیاد فوج کے کس حصے پر ہے۔ ہمارے قائد کی خود قیادت کی جارہی ہے اور ہم عورتوں کے حکم پر چل رہے ہیں۔

سپاہی : کیا یہ سچ ہے کہ آپ پیادہ دستوں اور سواروں کے ساتھ کاملاً خشکی پر رہیں گے؟

کینیڈیس : ہاں۔ مارکس آکٹیویس[1]، مارکس جٹیس[2]، پبلکولا[3] اور سیلیس[4] سمندر پر مامور کیے گئے ہیں۔ لیکن ہم خشکی ہی پر رہیں گے۔ سیزر کی پیش قدمی کی رفتار اتنی تیز ہے کہ یقین نہیں آتا۔

سپاہی : وہ ابھی روم ہی میں تھا کہ اس کی فوج دستہ دستہ کر کے اس طرح نکل گئی کہ ہمارے جاسوسوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

کینیڈیس : تمھیں پتا ہے اس کا نائب کون ہے؟

سپاہی : کہتے ہیں کوئی شخص ٹارس ہے۔

کینیڈیس : اس کو تو میں جانتا ہوں۔

(ایک قاصد داخل ہوتا ہے)

قاصد : شہنشاہ نے کینیڈیس کو طلب فرمایا ہے۔

کینیڈیس : وقت ان گنت خبروں کا حامل ہے اور ہر گھڑی تازہ تازہ واقعات کو جنم دے رہا ہے۔

(چلے جاتے ہیں)

آٹھواں تا دسواں منظر

ایکٹیم کے نزدیک ایک میدان

سیزر اور ٹارس مارچ کرتی ہوئی فوج کے ساتھ داخل ہوتے ہیں

سیزر : ٹارس!

ٹارس : جی آقا؟

سیزر : خشکی پر حملہ کرنے سے باز رہنا اور اپنی فوج کو یکجا رکھنا۔ جب تک ہم سمندر پر کارروائی ختم نہ کریں لڑائی مت چھیڑنا۔ ہمارے فرمان کی ہدایات تجاوز نہ کیا

---

[1] Marcus Octavius [2] Marcus Justeius [3] Publicola [4] Caelius

جائے۔ اس اقدام پر ہماری کامیابی یا ناکامی کا مدار ہے۔

(چلے جاتے ہیں)

نواں منظر

اینٹنی اور انوباربس داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : بہتر ہے کہ ہم اپنی فوج کو پہاڑی کی دوسری طرف تعینات کریں، اس طرح کہ وہاں سے سیزر کی صفیں دکھائی دیتی رہیں اور ہمیں کشتیوں کی تعداد نظر آسکے۔ پھر جیسا مناسب ہو ویسی کارروائی کی جائے۔

(چلے جاتے ہیں)

دسواں منظر

اسٹیج پر ایک طرف سے کینیڈیس اپنی خشکی کی فوج کے ساتھ مارچ کرتا ہوا جاتا ہے اور دوسری طرف سے سیزر کا نائب ٹارس گزرتا ہے۔ ان کے چلے جانے کے بعد سمندری لڑائی کا شور سنائی دیتا ہے۔

انوباربس : کچھ نہ رہا، سب مٹی میں مل گیا۔ مجھے اب دیکھنے کی تاب نہیں، مصریوں کی رہنما کشتی انٹونیاڈ[1] اور ان کی ساٹھوں کی ساٹھوں کشتیاں سکان توڑ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھیں جھلسی جاتی ہیں۔

(اسکارس داخل ہوتا ہے)

اسکارس : اے دیوی دیوتاؤ اور آکاش کے سارے باسیو!

انوباربس : تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟

اسکارس : اپنی غفلت سے ہم نے دنیا کا بڑا حصہ اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ عیش و عشرت میں ہم نے بادشاہتیں اور صوبے لٹا دیے۔

انوباربس : لڑائی کا کیا رنگ ہے؟

---

[1] Antoniad

اسکارس : ہماری طرف چکتے دار طاعون کا حال ہے جس کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ وہ مصر کی خبیث، چنچل گھوڑی ـــــ اللہ کرے وہ کوڑھ کا شکار ہو! ـــــ عین لڑائی میں جب کہ فریقین کی کامیابی کا امکان جڑواں بچوں کی طرح ایک سا دکھائی دیتا تھا، بلکہ ہماری حالت کچھ بہتر ہی تھی، اس گائے کے مانند جسے گرمی میں کوئی موذی مکھی پریشان کر رہی ہو اپنے بادبان چڑھا کر بھاگ نکلی۔

انوباربس : ہاں یہ میں نے بھی دیکھا تھا۔ اس منظر سے میری آنکھوں کو متلی ہونے لگی اور میں زیادہ برداشت نہ کر سکا۔

اسکارس : کلیوپٹرا کے سر پھیرتے ہی انیٹنی بھی، جن کی شان دار شخصیت اس کے ہاتھوں برباد ہوئی ہے، اپنے دریائی پر پھڑپھڑاتے ہیں اور کسی دلباختہ ہنس کی طرح لڑائی کو اپنے پورے شباب پر چھوڑ کر اس کے پیچھے پرواز کر جاتے ہیں۔ میں نے ایسی شرمناک حرکت آج تک نہیں دیکھی۔ تجربے، مردانگی اور خودداری نے پہلے کبھی اس طرح اپنی بے عزتی نہیں کروائی۔

انوباربس : افسوس، صد افسوس!

(کینیڈیس داخل ہوتا ہے)

کینیڈیس سمندر پر ہمارا اقبال ہانپ رہا ہے اور انتہائی قابلِ رحم حالت میں ڈوبا جا رہا ہے۔ اگر ہمارا جرنیل ویسا ہی ہوتا جیسا کسی زمانے میں وہ اپنے متعلق سوچتا تھا تو ہر چیز بخیر و خوبی انجام پا جاتی، لیکن وہ خود بے غیرتی سے بھاگ کر ہمارے لیے بھی فرار ہونے کا بہانہ چھوڑ گیا ہے۔

انوباربس : اچھا آپ اس خیال میں ہیں کیا؟ تو پھر یقیناً خدا حافظ کہا جائے۔

کینیڈیس وہ پیلوپونیس[1] کی طرف فرار ہوئے ہیں۔

اسکارس : وہاں پہنچنا آسان ہے۔ میں ادھر ہی کا رخ کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ حالات کا کیا رنگ ہے۔

کینیڈیس : میں اپنے دستے اور سوار سیزر کے حوالے کیے دیتا ہوں۔ چھ عدد بادشاہ پہلے ہی ہتھیار ڈال کر میرے لیے مثال قائم کر گئے ہیں۔

---

1. Peloponnesus

انوباربس : میں فی الحال اینٹنی کی گھائل تقدیر کے ساتھ رہوں گا چاہے مجھے عقل کی بادِ مخالف کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ (چلے جاتے ہیں)

گیارہواں منظر

اسکندریہ۔ کلیو پٹرا کا محل

اینٹنی خدّام کے ساتھ داخل ہوتا ہے

اینٹنی : دیکھو زمین بھی اب مجھے اپنے اوپر چلنے سے منع کر رہی ہے۔ اسے میرا بوجھ اُٹھاتے شرم آتی ہے۔ ساتھیو ادھر آؤ۔ مجھ مسافر کو اتنی رات ہو چکی ہے کہ میں نے ہمیشہ کے لیے اپنا راستہ گم کر دیا ہے۔ میرے پاس سونے سے لدی ایک کشتی ہے۔ اسے لے لو اور آپس میں بانٹ لو۔ یہاں سے بھاگ جاؤ اور سیزر کے ساتھ اپنی صلح صفائی کر لو۔

سب : بھاگ جائیں ؟ ہم یہ نہیں کر سکتے۔

اینٹنی : میں خود بھاگ آیا ہوں اور بزدلوں سے کہہ آیا ہوں کہ وہ بھی پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلیں۔ دوستو جاؤ، میں نے جو راستہ اپنے لیے تجویز کیا ہے اس میں مجھے تمھاری ضرورت نہیں پڑے گی۔ جاؤ، میرا خزانہ بندرگاہ میں ہے۔ اسے لے لو۔ آہ، میں نے وہ روش اختیار کی ہے جس کے دیکھنے سے مجھے شرم آتی ہے۔ میرے جسم کا رواں رواں مجھ سے باغی ہے۔ سفید بال بھورے بالوں کی جلد بازی پر ڈانٹتے ہیں اور بھورے بال سفید بالوں کو بزدلی اور اندھی محبت کے لیے ملامت کر رہے ہیں۔ ساتھیو اب جاؤ۔ میں تمھیں چند دوستوں کے نام خط دوں گا جو تمھاری مشکلات حل کرنے میں مدد دیں گے۔ خدا کے لیے اداس نہ ہو اور نہ اپنے تامل کا اظہار کرو۔ میری مایوسی جس چیز کا اعلان کر رہی ہے اس سے سبق حاصل کرو۔ جو اپنے آپ کو ترک کر چکا ہو بہتر ہے دوسرے بھی اسے ترک کر دیں۔ سیدھے سمندر کا رخ کرو۔ وہ کشتی اور خزانہ میں تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے ذرا تنہا چھوڑ دو۔ میں التجا کرتا ہوں۔ میری بات مان جاؤ۔ میں حکم دینے کا مجاز نہیں۔ اس لیے میں تمھاری منت کر رہا ہوں خدا حافظ۔ میں جلد ہی تم سے ملوں گا۔ (بیٹھ جاتا ہے)

کلیوپٹرا داخل ہوتی ہے۔ آگے آگے شارمیان اور ایروس
اور پیچھے پیچھے آئرس ہے۔

ایروس : نہیں اچھی بیگم۔ ان کے پاس جایئے۔ انھیں تسلی تشفی دیجیے۔

آئرس : چلی بھی جایئے پیاری ملکہ۔

شارمیان : چلی بھی جایئے نا۔ انتظار کس بات کا ہے ؟

کلیوپٹرا : مجھے بیٹھ جانے دو۔ میرے اللہ!

اینٹنی : نہیں، نہیں، نہیں، نہیں، نہیں۔

ایروس : حضور دیکھیے آپ سے کون ملنے آیا ہے۔

اینٹنی : افسوس، افسوس، افسوس۔

شارمیان : بیگم!

آئرس : بیگم، اچھی ملکۂ عالم!

ایروس : حضور، حضور!

اینٹنی : جی ہاں حضور والا۔ وہ فلپی کی جنگ میں اپنی تلوار کسی ناچنے والے کی طرح نیام میں دھرے رہا جب کہ میں نے لاغر اندام، جھریاں پڑے ہوئے کیسیس پر وار کیا۔ اور یہ میں تھا جس نے دیوانے بروٹس کو موت کے گھاٹ اتارا جب کہ وہ محض اپنے ماتحتوں پر آس لگائے بیٹھا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ میدان جنگ میں لڑنے والے دستوں کی کس طرح کمان کی جاتی ہے۔ لیکن اب — خیر جو ہو گیا سو ہو گیا۔

کلیوپٹرا : یہیں ٹھہری رہو۔

ایروس : ملکہ تشریف لائی ہیں میرے آقا، ملکہ۔

آئرس : جایئے بیگم، ان سے بات کیجیے۔ شرم و ندامت کے سبب وہ اپنے کو بھلا بیٹھے ہیں۔

کلیوپٹرا : اچھا، مجھے سہارا دے۔ آہ!

ایروس : عالی جاہ اٹھیے، ملکہ تشریف لائی ہیں۔ ان کا سر ڈھلکا ہوا ہے اور موت انھیں جھپٹ لے گی اگر آپ کی غم خواری ان کی مدد کو نہ آئی۔

اینٹنی : میں نے اپنے نام کو بٹا لگایا ہے۔ مجھ سے سخت کمینی خطا ہوئی ہے۔

ایروس : حضور، ملکہ۔

اینٹنی : اوہ کلیوپٹرا تونے میری کیا حالت بنادی ہے؟ دیکھ میں کس طرح اپنی ذلت ورسوائی تجھ سے چھپاتا پھر رہا ہوں اور اپنے نام وننگ کی تباہی پر اکیلے میں کڑھ رہا ہوں۔

کلیوپٹرا : میرے آقا میری خوف زدہ کشتیوں کا قصور معاف کر دیجیے۔ میں نہ سمجھتی تھی کہ آپ بھی ان کے پیچھے چلے آئیں گے۔

اینٹنی : کلیوپٹرا تجھے اچھی طرح پتا تھا کہ میرا دل زنجیروں کے ذریعے تیری کشتی کے سکان سے بندھا ہے اور وہ تیرے پیچھے پیچھے کھنچا چلا جائے گا۔ تو جانتی تھی کہ میری روح پر تجھے مکمل قدرت حاصل ہے اور تیرا ایک اشارہ مجھے دیوتاؤں کے احکام سے منحرف کروا سکتا ہے۔

کلیوپٹرا : آہ، مجھے معاف کر دیجیے۔

اینٹنی : اب مجھے اس کل کے لڑکے سے عاجزانہ عرض معروض کرنی پڑے گی اور میں اپنے بچاؤ کے لیے طرح طرح کی گری ہوئی حرکتوں سے کام لوں گا ـــــ میں، جو اپنی مرضی کے مطابق اب تک دنیا کے نصف حصے سے کھیلا کیا اور تقدیریں بناتا اور بگاڑتا رہا۔ تجھے احساس تھا کہ میں کتنی بری طرح تیرے قبضے میں ہوں اور میری تلوار جو تیری محبت سے کند ہو چکی ہے ہر حالت میں اس کی اطاعت گزار رہے گی۔

کلیوپٹرا : للّٰہ مجھے معاف کر دیجیے۔

اینٹنی : روؤ نہیں۔ تمہارے ہر آنسو کی قیمت اس مملکت کے برابر ہے جو میں نے جیت کر ہار دی۔ مجھے بوسہ دو۔ یہ بھی میری تلافی کے لیے کافی ہے۔ ہم نے بچوں کے استاد کو بھیجا تھا۔ وہ واپس آگیا؟ میری جان میری طبیعت بوجھل ہے۔ چلو کھائیں پییں۔ تقدیر جانتی ہے کہ جتنا وہ ہمیں زدوکوب کرے گی اتنا ہی ہم اسے حقیر سمجھیں گے۔ (چلے جاتے ہیں)

بارھواں منظر

مصر۔ سیزر کا خیمہ

سیزر، ایگریا، ڈولابیلا اور تھیڈیاس دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں

سیزر : جو شخص اینٹنی کے پاس سے آیا ہے اسے حاضر کیا جائے۔ تمھیں معلوم ہے وہ کون ہے؟

ڈولا بیلا : وہ اس کے بچوں کا استاد ہے سیزر۔ جو شخص زیادہ عرصہ نہیں گزرا فالتو بادشاہوں سے قاصدوں کا کام لیا کرتا تھا اگر آج اپنے پروں میں سے یہ حقیر پنکھ روانہ کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے پر قلم ہو چکے ہیں۔

(اینٹنی کا بھیجا ہوا سفیر داخل ہوتا ہے)

سیزر : قریب آ کر اپنی عرضداشت پیش کرو۔

سفیر : میری حیثیت چاہے کچھ ہو مجھے اینٹنی نے بھیجا ہے۔ کچھ دن پہلے تک میں ان کے مقاصد کے لیے اتنا ہی حقیر تھا جتنی حقیر مہندی کی پتی پر پڑی ہوئی اوس بحرِ بے پایاں کے مقابلے میں ہو۔

سیزر : خیر تم کچھ ہی سہی، اپنا مطلب بیان کرو۔

سفیر : حضور کو جو ان کی قسمت کے مالک ہیں وہ سلام عرض کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انھیں بدستور مصر میں رہنے دیا جائے۔ اگر اس درخواست کو شرف قبولیت حاصل ہو تو وہ اپنے تقاضوں میں کمی کر کے اس بات کی التجا کریں گے کہ انھیں ایک معمولی شہری کی حیثیت سے ایتھنز کی آزاد فضا میں زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے۔ یہ تو تھی ان کی عرضداشت، رہیں کلیوپٹرا تو وہ آپ کی عظمت کو تسلیم کرتی ہیں اور اپنے آپ کو حضور والا کے رحم و کرم پر چھوڑتی ہیں اور دست بستہ التجا کرتی ہیں کہ خاندان بطلیموس کا موروثی تاج، جس پر ان کا قابض رہنا نہ رہنا آپ کی مرضی پر موقوف ہے، ان کی اولاد میں برقرار رکھا جائے۔

سیزر : جہاں تک اینٹنی کا سوال ہے، میرے پاس اس کی درخواست کی کوئی سوائی نہیں۔ البتہ ملکہ کو باریابی کا موقع بھی دیا جائے گا اور ان کی عرضداشت بھی سنی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنے دوست کو جو پورے طور پر ذلیل و خوار ہو چکا ہے مصر بدر کر دیں یا وہیں قتل کروا دیں۔ اگر انھوں نے اس بات پر عمل کیا تو ان کی درخواست رائیگاں نہیں جائے گی۔ ہماری طرف سے دونوں کو یہ جواب دے دیا جائے

سفیر : حضور کا اقبال بلند ہو۔

سیزر : ہمارے دستوں میں سے نکالتے ہوئے انھیں باہر پہنچا دو۔ (سفیر چلا جاتا ہے، تھیڈیاس سے)

اب ہے موقع تمھیں اپنی فصاحت آزمانے کا۔ جلد روانہ ہو جاؤ اور اینٹنی کے ہاتھوں سے کلیوپٹرا کو جیت لاؤ۔ جو کچھ وہ مانگے ہماری طرف سے دینے کا وعدہ کر لینا۔ بلکہ ایسی مزید پیش کشوں کا اضافہ کر دینا جو خود تمھارے ذہن کی اختراع ہوں۔ عورتیں بہترین حالات میں بھی طبیعت کی مضبوط نہیں ہوتیں۔ لیکن احتیاج تو کنواری داسیوں سے بھی جنھیں کبھی ہاتھ نہیں لگایا گیا قسمیں تڑوا دیتا ہے۔ تھیڈیاس تمھیں اپنی ہوشیاری دکھانی ہے۔ تمھارے جو بھی دل میں آئے اپنی محنت کا صلہ مقرر کرنا۔ اس کا دینا میرے لیے قانونی پابندی کی حیثیت رکھے گا۔

تھیڈیاس : سیزر میں روانہ ہوا جاتا ہوں۔

سیزر : ذرا دیکھنا کہ اینٹنی اپنی رسوائی سے کس طرح نبٹ رہا ہے اور اس کی عادات و اطوار کا قریبی مشاہدہ کرنے کے بعد یہ اندازہ لگانا کہ اس کی ذہنی کیفیت آگے چل کر کیا صورت اختیار کرے گی۔

تھیڈیاس : سیزر تعمیل ارشاد ہوگی۔ (چلے جاتے ہیں)

تیرہواں منظر

اسکندریہ۔ کلیوپٹرا کا محل

کلیوپٹرا، انوباربس، شارمیان اور آئرس داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا : میں کیا کروں انوباربس؟

انوباربس : اپنے کیے پر پچھتایئے اور مر جایئے۔

کلیوپٹرا : اس کے لیے کون قصور وار ہے، اینٹنی کہ میں؟

انوباربس : صرف اینٹنی، جو اپنے عشق کو عقل پر حاوی ہو جانے دیتے ہیں۔ جس لڑائی میں فریقین کے بیڑے کی صفوں پر صفیں ایک دوسرے کے دل پر ہیبت بٹھا رہی تھیں اس لڑائی کا بھیانک منظر دیکھ کر اگر آپ بھاگ کھڑی ہوئیں تو کیا ہوا؟ انھیں کیا پڑی تھی کہ وہ بھی آپ کے پیچھے ہو لیں؟ خلش عشق کو ان کی قیادت پر غالب نہ آنا چاہیے تھا۔ اور خصوصاً ایسے موقع پر تو ہرگز نہیں جب دنیا کا نصف حصہ دوسرے نصف کا مقابلہ کر رہا ہو اور اس جھگڑے کا واحد سبب خود ان کی ذات ہو۔ یہ بات شرمناک ہونے

کے ساتھ ساتھ ان کے لیے کم نقصان دہ نہ تھی کہ وہ آپ کی بھاگتی ہوئی کشتیوں کے پیچھے چل پڑیں اور اپنے بیڑے کو منہ تکتا چھوڑ جائیں۔

کلیوپیٹرا : خاموش!

(سفیر انٹنی کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

انٹنی : تو یہ ہے اس کا جواب؟

سفیر : جی ہاں میرے آقا۔

انٹنی : گویا ملکہ کے ساتھ اس صورت میں رعایت کی جائے گی کہ وہ مجھے اس کے حوالے کر دیں؟

سفیر : جی ہاں انھوں نے یہی کہا ہے۔

انٹنی : بہتر ہے انھیں بھی اس کا علم ہو جائے۔ یہ کھچڑی بالوں والا سر اس لونڈے سیزر کو بھیج دو۔ وہ تمھیں سلطنتوں پر سلطنتیں بخش کر تمھاری ہوس کا پیمانہ لبالب بھر دے گا۔

کلیوپیٹرا : آپ کا سر میرے آقا؟

انٹنی : اس کے پاس پھر جاؤ۔ اس سے کہنا ابھی اس کا عنفوان شباب ہے اور دنیا اس سے کسی بڑے کارنامے کی توقع رکھتی ہے۔ اس کا خزانہ، اس کی کشتیاں اور اس کے فوجی دستے تو کسی بزدل کے پاس بھی ہو سکتے ہیں جس کے اہل کار ایک بچے کی ماتحتی میں بھی اتنی ہی آسانی سے غالب آ سکتے ہیں جتنی سیزر کی قیادت میں۔ لہٰذا میں اسے دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان تمام چیزوں کو الگ رکھ کر جن کی بنا پر اسے فوقیت حاصل ہے۔ مجھ زوال پذیر شخص سے تنہا تیغ زنی کرے۔ میرے ساتھ آؤ، میں یہ لکھ کر دے دیتا ہوں۔

(سفیر اور انٹنی چلے جاتے ہیں)

(اپنے آپ سے) جی ہاں، سیزر جو شان دار فوجوں کا مالک ہے یہ ضرور کرنے لگا کہ اپنی خوش حالی کو جاہ و جلال سے محروم کر کے ایک تیغ زن کے خلاف اپنے کرتب دکھانے بیچ اکھاڑے میں اتر آئے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ انسان کی قوت فیصلہ کس طرح اس کی اقبال مندی کا جزو ہوتی ہے اور خارجی حالات کس طرح داخلی خصلت پر اثر انداز

ہوتے ہیں کہ جس کے نتیجے میں دونوں کا تغیر بیک وقت عمل میں آتا ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ انیٹنی لوگوں کی استعداد پہچانتے ہوئے اس خیال میں رہیں کہ خوش حال سیزر ان جیسے کنگال کی دعوت قبول کرے گا۔ اے سیزر تو نے تو ان کی عقل کو بھی مغلوب کر لیا ہے۔

(ایک ملازم داخل ہوتا ہے)

ملازم : سیزر کے پاس سے ایک قاصد آیا ہے۔

کلیوپٹرا : یہ کیا، اب کوئی ادب آداب نہیں؟ ذرا دیکھو تو میری خواصو، وہی لوگ جو کلیوں کے سامنے دو زانو ہوا کرتے تھے اب بکھرے ہوئے گلاب کے پاس آکر ناک بند کر لیتے ہیں۔ قاصد کو حاضر کرو۔

(ملازم چلا جاتا ہے)

انوباربس : (اپنے آپ سے) اب میری ایمانداری مجھ سے دست و گریباں ہے۔ احمقوں کے ساتھ وفاداری میں استوار رہنا عقیدت کو حماقت بنا دیتا ہے۔ لیکن جس شخص میں یہ برداشت ہو کہ اپنے مالک کے برے دنوں میں اس کا اطاعت گزار رہ سکے وہ اپنے مالک کے فاتح پر سبقت لے جاتا ہے اور تاریخ میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔

(تھیڈیاس داخل ہوتا ہے)

کلیوپٹرا : سیزر نے کیا کہلوایا ہے؟

تھیڈیاس : یہ میں اکیلے میں بتا سکتا ہوں۔

کلیوپٹرا : بے جھجک کہو۔ یہاں سب اپنے ہی ہیں۔

تھیڈیاس : تو یہ انیٹنی کے آدمی بھی ہوں گے۔

انوباربس : قبلہ انھیں بھی اتنے ہی آدمیوں کی حاجت ہے جتنے آج سیزر کو میسر ہیں، ورنہ ہم چند لوگوں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر سیزر تیار ہوں تو ہمارے آقا بھی انھیں دوست بنانے میں گرم جوشی سے کام لیں گے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم اس کے ہیں جس کے وہ ہوں گے — یعنی سیزر کے۔

تھیڈیاس : بہتر۔ ہاں تو شہرۂ آفاق ملکہ سیزر درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے موجودہ حالات میں ان کے متعلق صرف یہ سمجھیں کہ وہ سیزر ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

کلیوپیٹرا : آگے کہو۔ یہ کلام واقعی بادشاہوں کا ہے۔
تھیڈیاس : وہ جانتے ہیں کہ آپ کا انیٹنی سے تعلق اس لیے نہیں کہ آپ کو ان سے محبت ہے بلکہ اس لیے ہے کہ آپ ان سے ڈرتی ہیں۔
کلیوپیٹرا : اچھا!
تھیڈیاس : لہٰذا یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ اپنے عیبوں کے سلسلے میں مجبور ہیں، ان پر مختار نہیں، وہ آپ کی داغ دار عزت سے ہمدردی رکھتے ہیں
کلیوپیٹرا : وہ دیوتا ہیں اور جانتے ہیں کہ اصل بات کیا ہے۔ میں نے اپنی عزت دی نہیں بلکہ اس پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہے۔
انوباربس : (اپنے آپ سے) اس کی تصدیق میں انیٹنی سے کروں گا۔ حضور والا آپ کی کشتی میں اتنی دراڑیں پڑ چکی ہیں کہ آپ کو ڈوبتا چھوڑ جانا ہی بہتر ہے کیوں کہ آپ کے چہیتے تک آپ کو دغا دے رہے ہیں۔

(چلا جاتا ہے)

تھیڈیاس : تو کیا میں سیزر کو بتا دوں کہ آپ کی فرمایش کیا ہے؟ کیوں کہ وہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان سے کچھ مانگیں۔ ان کو اس بات سے بہت خوشی ہوگی کہ آپ ان کی اقبال مندی کو اپنے سہارے کے لیے ایک عصا تصور کریں، لیکن میری زبان سے یہ سننا ان کی گرمیٔ قلب کا باعث ہوگا کہ آپ نے انیٹنی سے قطع تعلق کر لیا ہے اور اپنے آپ کو ایسے شخص کی پناہ میں دے دیا ہے جو روے زمین کا مالک ہے۔
کلیوپیٹرا : تمھارا نام کیا ہے؟
تھیڈیاس : تھیڈیاس۔
کلیوپیٹرا : مہربان قاصد عالی مرتبت سیزر سے بحیثیت میرے نمائندے کے یہ کہنا کہ میں ان کے فتح مند ہاتھ کو بوسہ دیتی ہوں۔ اس سے عرض کرنا کہ مجھے دو زانو ہو کر اپنا تاج ان کے قدموں پر رکھنا منظور ہے۔ انھیں بتانا کہ میں ان کے حکم میں جسے ہر شخص مانتا ہے اپنی قسمت کا فیصلہ سن رہی ہوں۔
تھیڈیاس : آپ کے حق میں بہترین راستہ بھی یہی ہے۔ جب دانش مندی اور اقبال کے درمیان کش مکش جاری ہو تو دانش مندی کے لیے یہی مناسب ہوتا ہے کہ وہ اپنی طاقت

کی حدوں سے تجاوز نہ کرے ۔ مجھے دست بوسی کی اجازت دیجیے ۔

کلیوپٹرا : تمہارے سیزر کے والد ہر نئی فتح سے پہلے جب اس کے متعلق غور و فکر میں محو ہوتے تو اکثر اپنے ہونٹ ان ناچیز ہاتھوں کے حوالے کر دیتے اور ان پر بوسوں کی بارش کیا کرتے ۔

(اینٹنی اور انوبار بس داخل ہوتے ہیں)

اینٹنی : یہ عنایتیں ؟ خدائے قہار کی قسم ! کون ہے تو ؟

تھیڈیاس : ان لوگوں میں سے ایک جو صرف کامل ترین انسان کا حکم مانتے ہیں ــــ ایسا انسان جو اپنا حکم منوانے کا سب سے زیادہ اہل ہو ۔

انوباربس : (اپنے آپ سے) اب آپ کی کوڑوں سے مرمت ہو گی ۔

اینٹنی : کوئی ہے ؟ چیر گدھ کہیں کی ! یزداں اور اہرمن کی قسم ! میرے ہاتھوں سے طاقت و اختیار نکلتا جا رہا ہے ۔ کچھ دن پہلے تک جب میں آواز دیتا "کوئی ہے ؟" تو بادشاہ پر بادشاہ لڑکوں کی طرح ایک دوسرے کو دھکا دیتے آگے بڑھتے اور چلّاتے "حضور کا حکم !" کیا تم سب بہرے ہو گئے ہو ؟ میں اب بھی اینٹنی ہوں ۔ (ملازم داخل ہوتے ہیں) اس خانہ زاد کو لے جاؤ اور اس کو کوڑے لگاؤ ۔

انوباربس : (اپنے آپ سے) شیر کے بچے سے مذاق کرنا اتنا بُرا نہیں جتنا کسی بوڑھے شیر کو چھیڑنا جو مرنے کے قریب ہو ۔

اینٹنی : چاند تاروں کی قسم ! کوڑے لگاؤ اس کے ۔ اگر سیزر کے بیس عدد سب سے بڑے باج گزار بھی یہاں موجود ہوتے اور میں دیکھتا کہ وہ اس کے ہاتھ کے ساتھ اتنی بے تکلفی سے کھیل رہے ہیں ــــ کیا نام ہے اس کا جو کسی زمانے میں کلیوپٹرا تھی ؟ جاؤ اور اس کو اتنا مارو کہ کسی بچے کی طرح اس کے چہرے پر گڑگڑاہٹ کے آثار پیدا ہو جائیں اور یہ چلّا چلّا کر دہائی دے ۔ لے جاؤ اسے ۔

تھیڈیاس : مارک اینٹنی !

اینٹنی : گھسیٹ لے جاؤ اسے اور جب اس کی اچھی طرح مرمت کر چکو تو اسے ہمارے سامنے حاضر کرو ۔ یہ سیزر کا غلام اس کے پاس ہمارا پیغام لے کر جائے گا ۔ (ملازم تھیڈیاس کے ساتھ چلے جاتے ہیں) تو میرے ملنے سے پہلے اپنی عصمت و آبرو کھو چکی تھی، نہیں ؟

کیا میرا روم میں اپنا حجلۂ عروسی بغیر کسی سلوٹ کے چھوڑ آنا اور جائز اولاد پیدا کرنے سے احتراز، وہ بھی ایسی عورت سے جو ہیرا تھی، اسی لیے تھا کہ میں تیرے فریب کا شکار ہو جاؤں، جس کی نگاہ کرم سے غلام اور خدمت گار فیض یاب ہوتے ہیں؟

کلیوپیٹرا : میرے اچھے آقا۔

اینٹنی : تو ہمیشہ سے ناپائیدار طبیعت کی تھی۔ لیکن جب لوگ اپنی خباثت میں ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ خاک پڑے اس پر!۔۔۔ تو عاقل دیوتا ان کی آنکھیں سی دیتے ہیں، ان کی روشن بصیرت کو خود ان کی اپنی غلاظت میں پھینک دیتے ہیں، ان کی لغزشوں پر ان ہی کو گرویدہ کرتے ہیں، اور جب وہ اپنی بربادی کی طرف اترا کر چلتے ہیں تو ان پر قہقہے لگاتے ہیں۔

کلیوپیٹرا : اللہ اب یہ نوبت آگئی ہے!

اینٹنی : میں نے جب تجھے پایا تھا تو تو متوفی سیزر کے خوان کا ایک باسی نوالہ تھی، بلکہ نائیس[1] پامپی کی بچی کھچی غذا۔ اس کے علاوہ نہ جانے کتنی گرم ترساعتیں، جن کا لوگوں کو علم نہیں، تو نے شہوت کی نذر کی ہوں گی، کیوں کہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ چاہے تو ضبط کے بارے میں تصور کر سکتی ہو پھر بھی تو نے خود یہ کبھی نہیں جانا کہ وہ ہوتا کیا ہے۔

کلیوپیٹرا : میرے ساتھ آخر کیوں یہ سلوک کیا جا رہا ہے؟

اینٹنی : تو نے ایک ایسے شخص کو جو بخشش پا کر یہ کہے گا "خداوند تعالیٰ آپ کو صلۂ خیر عطا فرمائے!" اس بات کا موقع دیا کہ وہ میرے ہمدم نشاط یعنی تیرے ہاتھ سے اپنی بے تکلفی کا مظاہرہ کرے ۔۔۔ وہی ہاتھ جو مہر شاہی کی حیثیت رکھتا ہے اور بلند مرتبہ دلوں کے اعتماد کا ضامن ہے! کاش میں باسان[2] کی چوٹی پر ہوتا اور اتنے زور سے چلاتا کہ سینگوں والی مخلوق کا شور دب کر رہ جاتا کیوں کہ جو کچھ ہوا ہے مجھے وحشی بنانے کے لیے کافی ہے اور اس کا شریفانہ طور پر اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی گردن پر پھانسی کے پھندے سے لٹکی ہوئی جلاد کی

---

[1] Gnaeus Pompey

[2] Basan

چابک دستی کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔ (ایک ملازم تھیڈ یاس کے ساتھ داخل ہوتا ہے) اس کو کوڑے لگا دیے گئے؟

ملازم : اچھی طرح میرے آقا۔

اینٹنی : کیا یہ رویا؟ اس نے معافی مانگی؟

ملازم : جی ہاں، اس نے رحم کی درخواست کی تھی۔

اینٹنی : اگر تیرا باپ زندہ ہے تو وہ پچھتائے کہ تیرے بجائے اس کے بیٹی کیوں نہ ہوئی اور جہاں تک تیرا تعلق ہے تجھے ملال ہو کہ تو نے سیزر کی غلامی کیوں قبول کی کیوں کہ اسی وجہ سے تجھے کوڑوں کی مار کھانی پڑی ہے۔ آج کے بعد جب بھی تو کسی شریف عورت کا گورا بازو دیکھے گا تو تجھے جاڑا بخار چڑھ آئے گا۔ سیزر کے پاس واپس جا اور تیری جو تواضع ہوئی ہے اس کا سارا حال سنا۔ اس سے یہ ضرور کہہ دینا کہ وہ مجھے طیش دلایا کرتا ہے کیوں کہ اپنے غرور و تکبر کا مظاہرہ کرنے کے لیے وہ ہمیشہ یہ رٹ لگاتا رہتا ہے کہ میں کیا ہوں گویا اسے معلوم نہیں کہ میں کیا تھا۔ وہ مجھے طیش دلاتا ہے، اور ان دنوں اس کے لیے یہ آسان ہے کیوں کہ میرے نیک ستارے جو کبھی میرے لیے مشعل راہ تھے اب اپنے برجوں کو خالی چھوڑ کر قعر جہنم میں ٹوٹ رہے ہیں۔ اگر میری یہ باتیں اور جو سلوک تیرے ساتھ ہوا ہے اسے ناگوار گزرے تو کہنا کہ اس کے پاس میرا آزاد کردہ غلام ہپارکس[1] ہے جسے بطور انتقام وہ چاہے کوڑوں سے پٹوائے، چاہے پھانسی لگوائے، چاہے ایذا دلوائے، اسے اختیار ہے۔ یہ بات اسے اچھی طرح سمجھا دینا۔ جا اپنے کوڑوں کے نشان لیتا جا۔ چل دور ہو۔

(تھیڈ یاس چلا جاتا ہے)

کلیوپٹرا : آپ ختم کر چکے؟

اینٹنی : افسوس، ہمارا زمین کا چاند گہنا گیا اور اس سے محض اینٹنی کے زوال کی نشان دہی ہوتی ہے۔

---

[1] Hipparchus

کلیوپیٹرا : جب تک یہ اس حال میں ہیں مجھے صبر کرنا چاہیے۔

اینٹنی : کیا سیزر کی خوشامدیں تمھارے لیے کسی ایسے شخص سے نظارہ بازی کرنا واجب ہے جو اس کے بند قبا باندھتا ہو؟

کلیوپٹرا : آپ اب تک مجھے نہیں سمجھے؟

اینٹنی : تمھاری سرد مہری کو؟

کلیوپٹرا : اللہ جو میں ایسی ہوں تو میرے سرد دل سے اولوں کا مینھ برسے اور اس کا سوتا زہر آلود ہو جائے۔ پہلا اولا میرے حلق میں گرے اور جیسے جیسے وہ پگھلے ویسے ہی ویسے میری زندگی بھی تحلیل ہوتی رہے۔ دوسرا اولا سیزرین کو آ کر لگے اور رفتہ رفتہ اس طوفان برف و باراں سے میری کوکھ کے تمام آثار اور میرے سارے بہادر مصری ختم ہو جائیں اور ان کی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں یہاں تک کہ نیل کی مکھیاں اور مچھر ان کا شکار کرنے اس طرح ٹوٹ پڑیں کہ وہ ان میں دب کر رہ جائیں۔

اینٹنی : میری دل جمعی کے لیے اتنا کافی ہے۔ سیزر اسکندریہ میں مقیم ہے اور میں وہیں اس کا مقابلہ کروں گا۔ ہماری فوج نے خشکی پر بہت بہادری سے قدم جمائے رکھے ہیں۔ ہمارے بیڑے نے جو تتر بتر ہو گیا تھا پھر یکجا ہو کر نقل و حرکت شروع کر دی ہے اور سمندر کی بہترین روایتوں کے شایان شان اپنے طرز عمل سے دلوں پر ہیبت بٹھا رہا ہے۔ اے میری جرأت تو کہاں چلی گئی تھی؟ سنتی ہیں بیگم صاحبہ؟ اگر ان ہونٹوں کو چومنے کی خاطر میں ایک مرتبہ پھر میدان جنگ سے لوٹ آیا تو لہو میں نہا کر آؤں گا۔ میں اور میری تلوار تاریخ میں اپنی یادگار چھوڑ جائیں گے، مجھے اب بھی اس کی امید ہے۔

کلیوپٹرا : یہ ہیں میرے بہادر آقا کی سی باتیں!

اینٹنی : میری قوت، ہمت اور پامردی تین گنی ہو جائے گی اور میں کینے سے لڑوں گا، کیوں کہ جب میرے حالات مساعد اور خوش گوار تھے تو لوگ ایک چٹکلے کے عوض مجھ سے اپنی جان بخشی کروا لیتے۔ لیکن اب میں دانت بھینچ کر لڑوں گا اور ان سب کو ظلمت میں دھکیل دوں گا جو میرے راستے میں رکاوٹ بنیں گے۔ آؤ، ایک اور شب عیش و نشاط کی رہے۔ میرے نڈھال افسروں کو میرے پاس لاؤ۔ ہمارے جام ایک بار پھر بھر دو۔ ہم رات بھر رنگ رلیاں منائیں گے۔

کلیوپٹرا : آج میری سال گرہ ہے میں نے سوچا تھا کہ اسے یوں ہی چپ چاپ منالوں گی، لیکن اب چوں کہ میرے آقا دوبارہ اینٹنی ہو گئے ہیں اس لیے میں بھی کلیوپٹرا بنی جاتی ہوں۔

اینٹنی : کامیابی کا سہرا ہمارے ہی سر رہے گا۔

کلیوپٹرا : میرے آقا کے سب افسروں کو بلایا جائے۔

اینٹنی : انھیں لاؤ۔ ہم ان سے بات کریں گے۔ اور آج رات میں انھیں اتنی پلاؤں گا کہ شراب کا رنگ ان کے زخموں سے چھلکنے لگے۔ آؤ میری ملکہ، اس درخت میں اب بھی جوہر حیات باقی ہے۔ میں اگلی مرتبہ اس طرح لڑوں گا کہ موت بھی مجھ سے محبت کرنے لگے کیوں کہ قتل و غارت میں میری تلوار اس سفاک درانتی کا مقابلہ کرے گی۔

(انوباربس کے علاوہ سب چلے جاتے ہیں)

انوباربس : اب موصوف بجلی کو بھی آنکھیں دکھائیں گے۔ یہ دیوانگی کا دورہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈر کے مارے ان کے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت کے زیر اثر فاختہ تک عقاب کو ٹھونگیں مارنے لگتی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حاکم کی عقل میں جوں جوں کمی آتی جارہی ہے ویسے ویسے ان کی ہمت بندھتی جارہی ہے۔ جب شجاعت انسان کی سمجھ زائل کردے تو وہ اس تلوار کو چاٹ جاتی ہے جو لڑائی میں اس کے کام آتی ہے۔ میں ان سے الگ ہونے کی تدبیر کرتا ہوں۔

(چلا جاتا ہے)

چوتھا ایکٹ

پہلا منظر : اسکندریہ کے سامنے ۔ سیزر کی لشکر گاہ

سیزر، ایگر پا اور میسیناس داخل ہوتے ہیں ۔ میسیناس اپنی فوج کے ساتھ ہے ۔ سیزر ایک خط پڑھ رہا ہے ۔

سیزر : وہ مجھے لڑکا بتاتا ہے اور اس طرح دھمکاتا ہے گویا اس کا بس چلتا ہے کہ مجھے مصر سے نکال باہر کرے ۔ میرے قاصد کو اس نے کوڑوں سے پٹوایا اور مجھے دعوت دیتا ہے کہ اس سے تنہا لڑوں ۔ اس بوڑھے خبیث کو معلوم ہو کہ مجھے مرنے کے اور بھی طریقے آتے ہیں ۔ یہ بات سیزر کی طرف سے اینٹنی کو لکھ دی جائے، مجھے اس کی دعوت پر ہنسی آتی ہے ۔

میسیناس : سیزر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب اتنا بڑا آدمی غیظ و غضب کا مظاہرہ شروع کر دے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ تعاقب سے نڈھال ہو کر گرا ہی چاہتا ہے ۔ اسے ستانے کا موقع نہ دیا جائے ۔ بلکہ ضروری ہے کہ ہم اس کی گھبراہٹ کا فائدہ اٹھائیں ۔ غصے کی حالت میں کوئی شخص بھی اپنے بچاؤ کا صحیح طور پر اہل نہیں ہوتا ۔

سیزر : ہمارے اعلا ترین سرداروں کو معلوم ہو کہ ہم کل آخری اور فیصلہ کن جنگ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ ہماری صفوں میں بہت سے جوان ایسے ہیں جو کچھ عرصہ پہلے تک مارک اینٹنی کی کمان میں تھے اور وہ کافی ہیں کہ اسے زندہ گرفتار کر کے لے آئیں ۔ دیکھیے کہ یہ کام انجام پائے ۔ ہمارے جوانوں کی دعوت کیجیے ۔ ہمارے پاس اس

کے لیے سامان ہے اور وہ اس ٹھاٹ کے مستحق ہیں۔ بے چارہ اینٹنی!

(چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

اسکندریہ۔ کلیوپٹرا کا محل

اینٹنی، کلیوپٹرا، انوباربس، شارمیان، آئرس، اور دوسرے لوگ داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : تو وہ مجھ سے تنہا لڑنے پر راضی نہیں ڈومیٹیس؟

انوباربس : جی نہیں۔

اینٹنی : کیوں؟

انوباربس : وہ سوچتا ہے کہ چوں کہ اس کا اقبال آپ کے اقبال سے بیس گنا بلند تر ہے اس لیے وہ بیس جوانوں کے برابر ہے۔

اینٹنی : کل مجھے خشکی اور سمندر دونوں پر لڑنا ہے۔ یا تو میں صحیح سلامت واپس آؤں گا یا پھر اپنے وقار کو جو دم توڑ رہا ہے اپنے لہو میں نہلا کر دوبارہ زندہ کر دوں گا۔ کیا تم بہادری سے لڑو گے؟

انوباربس : میں وار پر وار کروں گا اور اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دوں گا۔

اینٹنی : شاباش۔ آؤ چلیں۔ پیش خدمتوں کو بلاؤ۔ آج رات ہم دسترخوان پر سخاوت کا دریا بہا دیں۔ (تین چار خدمت گار داخل ہوتے ہیں) مجھ سے ہاتھ ملاؤ۔ تم میرے ساتھ وفادار رہے ہو — اور تم بھی — تم — اور تم — اور تم — تم سب نے بڑی تن دہی سے میری خدمت کی ہے اور بادشاہوں نے اس میں تمہارا ہاتھ بٹایا ہے۔

کلیوپٹرا : (انوباربس سے ایک طرف) یہ ہو کیا رہا ہے؟

انوباربس : (کلیوپٹرا سے ایک طرف) یہ ان شعبدہ بازیوں میں سے ایک ہے جو غم کے زیر اثر ایکا ایکی انسانی ذہن سے رونما ہوتی ہیں۔

اینٹنی : اور تم بھی وفادار ہو۔ کاش میرا وجود اتنے بہت سے انسانوں میں بٹ جاتا اور تم سب لوگ ایک اینٹنی میں سمٹ آتے تاکہ میں بھی تمہاری ویسی ہی خدمت کر سکتا جیسی خدمت تم نے میری کی ہے۔

سب : حضور خدا نہ کرے ایسا ہو!

اینٹنی : ہاں میرے دوستو تم آج رات میری پیشی میں رہنا۔ مجھے شراب دینے میں خست نہ کرنا اور اس زمانے کی طرح میری خاطر تواضع کرنا جب میری خدمت کرنے میں تمہارے علاوہ ایک پوری سلطنت شریک رہتی تھی۔

کلیوپٹرا (انوباربس سے ایک طرف) یہ آخر چاہتے کیا ہیں؟

انوباربس : (کلیوپٹرا سے ایک طرف) اپنے ساتھیوں کو رُلانا۔

اینٹنی : آج رات اور میرا خیال رکھنا۔ ممکن ہے تمہاری ادائیگی فرض کا یہ آخری موقع ہو۔ ہوسکتا ہے تم پھر کبھی مجھے نہ دیکھو یا اگر دیکھو تو میں ایک ہاتھ پیر کٹے سائے کی طرح ہوں۔ شاید کل تم کسی اور مالک کے خدمت گزار ہو گے۔ میں تمھیں ایسے شخص کی نظر سے دیکھتا ہوں جو اب رخصت ہو رہا ہے۔ میرے وفادار دوستو میں تمھیں معزول نہیں کر رہا، بلکہ اس مالک کی طرح جو اپنے ملازمین کی نیک خدمات سے بندھ گیا ہو مرتے دم تک تمہارے ساتھ ہوں۔ آج رات دو گھنٹوں کے لیے میری خدمت میں حاضر رہنا۔ میں اس سے زیادہ تم سے اور کچھ نہیں مانگتا۔ دیوتا تمھیں اس کا اجر دیں گے۔

انوباربس : حضور انھیں اس طرح ایذا پہنچانے سے آپ کی منشا کیا ہے؟ ذرا دیکھیے تو وہ آب دیدہ ہیں اور مجھ بے وقوف کے بھی آنسو نکلے پڑتے ہیں۔ شرم کیجیے۔ خدارا ہمیں عورتوں کا سا نہ بنائیے۔

اینٹنی : ہا، ہا، ہا۔ خدانخواستہ اگر میری یہ نیت ہو تو مجھ پر ٹونا ہو جائے۔ میرے سچے دوستو جس خاک پر تمہارے یہ آنسو گریں وہاں سے نخل رحمت پھوٹے۔ تم میری باتوں کا دل پر ضرورت سے زیادہ اثر لے رہے ہو، حالاں کہ میں نے یہ تمہاری تسلی تشفی کے لیے کہی ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم یہ رات قندیلوں سے چراغاں کرو۔ میرے عزیزو مجھے امید ہے کہ اگلا دن ہمارے لیے مبارک ثابت ہوگا اور میں تمھیں اس سمت لے جاؤں گا جہاں مجھے باعزت موت سے زیادہ فتح مند زندگی کے ملنے کی توقع ہے۔ آؤ کھانے پر چلیں اور اپنے غم ڈبو دیں۔

(چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

کلیو پٹرا کے محل کے سامنے

سپاہیوں کا ایک دستہ داخل ہوتا ہے

پہلا سپاہی : خوش باش برادر۔ دن تو اصل میں کل کا ہے۔

دوسرا سپاہی: ہاں، کل اچھا یا بُرا کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور ہو جائے گا۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے تو وہ عجیب و غریب خبر نہیں سنی جو گشت کر رہی ہے؟

پہلا سپاہی : نہیں۔ کون سی خبر؟

دوسرا سپاہی: ممکن ہے وہ محض افواہ ہو۔ اچھا شب بخیر۔

پہلا سپاہی : شب بخیر جناب۔

(ان کی ملاقات دوسرے سپاہیوں سے ہوتی ہے)

تیسرا سپاہی: فوجیو پہرے پر چوکنّے رہنا۔

پہلا سپاہی : اور آپ بھی۔ شب بخیر۔ شب بخیر۔

(وہ اسٹیج کے ہر گوشے میں کھڑے ہو جاتے ہیں)

دوسرا سپاہی: ہمارا پہرہ یہاں ہے۔ اگر کل ہمارا بیڑا کامیاب رہا تو مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری خشکی کی فوج بھی خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہو گی۔

پہلا سپاہی : ہمارا لشکر دلیر ہے اور اس میں جرأت و استقلال کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

(نفیری کی موسیقی اسٹیج کے نیچے سے سنائی دیتی ہے)

دوسرا سپاہی: خاموش، یہ آواز کیسی ہے؟

پہلا سپاہی : سنیے، سنیے!

دوسرا سپاہی: غور سے سنیے!

پہلا سپاہی : ہوا میں کوئی موسیقی ہے۔

تیسرا سپاہی : نہیں، زمین کے نیچے۔

چوتھا سپاہی : یہ شگون اچھا ہے نا؟

تیسرا سپاہی : نہیں۔

پہلا سپاہی : میں کہتا ہوں خاموش۔ کیا مطلب ہو سکتا ہے اس کا؟
دوسرا سپاہی : یہ ہرقل دیوتا کی روح ہے جس سے اینٹنی کو عقیدت تھی اور جواب انھیں خیرباد کہہ رہی ہے۔
پہلا سپاہی : چلیں دیکھیں، یہ آواز دوسرے پہرہ داروں کو بھی آرہی ہے کہ نہیں۔
دوسرا سپاہی : صاحبو یہ کیا قصہ ہے؟
سب : (ایک ساتھ بولتے ہیں) یہ ہے کیا؟ یہ کیا ہے؟ آپ سن رہے ہیں یہ؟
پہلا سپاہی : بلاشبہ۔ واقعی یہ چیز عجیب و غریب ہے۔
تیسرا سپاہی : صاحبان آپ سن رہے ہیں؟ سن رہے ہیں آپ؟
پہلا سپاہی : آیئے اپنے پہرے کی حد تک اس آواز کے پیچھے پیچھے چلیں۔ دیکھیں یہ ختم کس طرح ہوتی ہے۔
سب : بجا ہے۔ کس قدر حیرت انگیز۔

(چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

اسکندریہ۔ کلیوپٹرا کے محل کا ایک کمرہ

اینٹنی اور کلیوپٹرا، شارمیان اور دوسرے خدمت گاروں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : ایروس! میری زرہ، ایروس!
کلیوپٹرا : کچھ دیر آرام کر لیجیے۔
اینٹنی : نہیں میری جان۔ ایروس! میری زرہ لاؤ۔ ایروس! (ایروس زرہ لیے داخل ہوتا ہے) چلو بھلے آدمی یہ فولاد کا بوجھ میرے اوپر لادو۔ اگر اقبال آج ہمارا نہیں تو یہ اس لیے ہے کہ ہم اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ چلو۔
کلیوپٹرا : میں بھی مدد کرتی ہوں۔ یہ کس لیے ہے؟
اینٹنی : ارے تم رہنے دو، رہنے بھی دو! تم تو میرے دل کی زرہ ساز ہو۔ غلط، غلط۔ یہ، یہ۔
کلیوپٹرا : لائیے مجھے کرنے دیجیے۔ اسے یوں ہونا چاہیے۔
اینٹنی : ہاں، صاحب اب ہماری کامیابی یقینی ہے۔ میاں دیکھتے ہو؟ چلو اپنی زرہ پہنو۔

ایروس : ابھی پہنتا ہوں حضور۔

کلیوپٹرا : یہ بکسوے ٹھیک لگ گئے؟

اینٹنی : بہت عمدہ۔ جب تک میں آرام کرنے کے لیے خود ہی انھیں نہ کھولوں کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ انھیں ہاتھ لگائے، اور اگر وہ ایسا کرے گا تو میرے عتاب کا مستحق ہوگا۔ ایروس تم بس ٹٹول رہے ہو۔ تم سے زیادہ اس کام میں منجھی ہوئی اردلی تو میری ملکہ ہیں۔ جھٹ پٹ تیار ہو۔ آہ میری جان، کاش تم آج مجھے لڑتا دیکھتیں اور جنگ جوئی کے شاہانہ پیشے کی تمھیں سمجھ ہوتی تو تم جانتیں کہ میں کتنا بڑا فن کار ہوں۔ (ایک مسلح سپاہی داخل ہوتا ہے) صبح بخیر، خوش آمدید۔ تم اس آدمی جیسے لگتے ہو جسے اپنے فریضۂ جنگ کا پاس ہو۔ ہمیں جس کام سے لگاؤ ہوتا ہے اس کے لیے ہم وقت سے پہلے کمربستہ ہو جاتے ہیں اور ہنسی خوشی اسے انجام دینے جاتے ہیں۔

سپاہی : حضور حالاں کہ ابھی اتنا سویرا ہے لیکن ایک ہزار جوان زرہ بکتر سے لیس پھاٹک پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

(لوگوں کا شور۔ بگل کی آواز۔ افسران اور سپاہی داخل ہوتے ہیں)

افسر : صبح بخیر جرنیل۔ کیا حسین صبح ہے!

سب : صبح بخیر جرنیل۔

اینٹنی : جوانو آج دن واقعی اچھا نکلا ہے۔ یہ صبح اس نوجوان کی امنگ کے مانند، جس کے نصیب میں ناموری لکھی ہو، معمول سے پہلے طلوع ہوئی ہے۔ یوں، یوں۔ لاؤ یہ مجھے دو۔ اس طرف۔ شاباش۔ خدا حافظ میری بیگم۔ ہرچہ بادا باد۔ یہ فوجی کا بوسہ حاضر ہے۔ (اسے چومتا ہے) میرے لیے یہ بات قابل ملامت ہوگی کہ میں ایسے آداب برتوں جو محض رسمی ہوں۔ اب میں ایک مرد آہن کی طرح تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ جن لوگوں کو لڑنا ہے وہ میرے ہم راہ آئیں۔ میں انھیں میدان جنگ میں لیے چلتا ہوں۔ الوداع۔

(اینٹنی، ایروس، افسر اور سپاہی چلے جاتے ہیں)

شارمیان : ملکہ اپنی خواب گاہ میں جانا پسند کریں گی؟

کلیوپٹرا : ہاں مجھے لے چلو۔ وہ مردانہ شان سے جا رہے ہیں۔ کاش سیزر اور وہ تنہا لڑ کر اس جنگ

کا فیصلہ کر لیتے۔ ایسی حالت میں اینٹنی — لیکن اب — خیر چلو۔

(چلے جاتے ہیں)

پانچواں منظر

اسکندریہ - اینٹنی کی لشکر گاہ

بگل کی آواز۔ اینٹنی اور ایروس داخل ہوتے ہیں۔ ایک سپاہی ان سے ملتا ہے

سپاہی : دیوتاؤں کے صدقے آج کا دن اینٹنی کے حق میں مبارک ثابت ہو۔

اینٹنی : کاش تم اور تمھارے زخم مجھے اس وقت سمندر پر لڑنے سے باز رکھتے۔

سپاہی : حضور اگر آپ نے یہ کیا ہوتا تو جو بادشاہ آپ سے باغی ہو گئے اور جو سپاہی آج صبح آپ کو چھوڑ کر چلا گیا وہ سب ابھی تک آپ کے تابع ہوتے۔

اینٹنی : کون چلا گیا آج صبح ؟

سپاہی : کون ؟ وہی جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ انوباربس کو آواز دیجیے لیکن اب وہ نہیں سنے گا۔ یا پھر سیزر کی لشکر گاہ سے جواب دے گا۔ "مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں"۔

اینٹنی : یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟

سپاہی : حضور اب وہ سیزر کے پاس ہے۔

ایروس : سرکار وہ اپنا سامان اور دولت ساتھ نہیں لے گیا

اینٹنی : کیا وہ واقعی چلا گیا ہے ؟

سپاہی : جی ہاں، قطعی۔

اینٹنی : ایروس جاؤ، اس کی دولت اس کے پاس بھیج دو، فوراً۔ میں تم پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہوں کہ اس کی خفیف سی چیز بھی نہ روکی جائے۔ تم اسے دعا سلام لکھو، میں بھی اپنے دستخط کر دوں گا۔ کہنا میری دعا ہے کہ اسے دوبارہ مالک بدلنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ افسوس، میری بدحالی نے ایمان دار آدمیوں تک کو خراب کر دیا ہے۔ جلدی کرو۔ آہ انوباربس۔

(چلے جاتے ہیں)

چھٹا منظر

اسکندریہ ۔ سیزر کی لشکرگاہ

قرنا کی آواز۔ ایگرپا اور سیزر، انوباربس اور ڈولابیلا
کے ساتھ داخل ہوتے ہیں ۔

سیزر : ایگرپا جاؤ اور لڑائی شروع کرو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اینٹنی کو زندہ گرفتار کیا جائے اس کا عام اعلان کرادو۔

ایگرپا : حکم کی تعمیل ہوگی ۔ (چلا جاتا ہے)

سیزر : وہ وقت نزدیک ہے جب زمانے بھر میں صلح کا جھنڈا لہرائے۔ اگر آج کا دن مبارک ثابت ہوا تو دنیا کے تینوں گوشے امن و امان کی برکتوں سے مالامال ہوں گے۔

(ایک قاصد داخل ہوتا ہے)

قاصد : اینٹنی میدان میں آگئے ہیں ۔

سیزر : جاؤ، ایگرپا سے کہو کہ جو لوگ اینٹنی سے باغی ہو کر ہم سے آملے ہیں انھیں سامنے رکھا جائے تاکہ اینٹنی اپنا غیظ و غضب اپنے ہی لوگوں پر صرف کرے ۔

(انوباربس کے سوا سب چلے جاتے ہیں)

انوباربس : الکزس نے گردن کشی کی ۔ وہ اینٹنی کے کام سے اہلِ یہود کے پاس گیا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے ہیرڈ اعظم کو اس بات پر اکسایا کہ وہ سیزر سے مل جائے اور اپنے آقا اینٹنی سے قطع تعلق کرلے ۔ اس کی محنت کا انعام سیزر نے یہ دیا کہ اسے پھانسی لگوادی ۔ کینیڈیس اور دوسرے افراد جو بھاگ آئے تھے یوں تو نوکری سے لگ گئے ہیں مگر ان پر بھروسا نہیں کیا جاتا ۔ مجھ سے ایک نازیبا فعل سرزد ہوا ہے جس کے لیے میں اپنے آپ کو اتنی سختی سے خطاوار ٹھہراتا ہوں کہ مجھے کبھی خوشی نصیب نہیں ہوسکتی ۔

(سیزر کا ایک سپاہی داخل ہوتا ہے)

سپاہی : انوباربس، اینٹنی نے تمھاری تمام دولت اپنے فیاضانہ اضافے کے ساتھ تمھیں بھیجی ہے ۔ قاصد میرے پہرے کے وقت آیا تھا اور اب وہ تمھارے خیمے پر خچروں سے

مال واسباب اتار رہا ہے۔

انوباربس : میں وہ سب تمھیں دیتا ہوں۔

سپاہی : مذاق رہنے دو انوباربس۔ میں تم سے سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ مناسب ہو کہ تم سامان لانے والے کو حفاظت کے ساتھ فوجی حدود کے باہر پہنچا دو۔ مجھے کام پر جانا ہے ورنہ میں ہی یہ کر دیتا۔ واقعی اس حالت میں بھی تمھارا شہنشاہ ایک دیوتا ہے۔ (چلا جاتا ہے)

انوباربس : دنیا میں صرف میں ہی ایک پلچھ ہوں اور دوسروں سے زیادہ خود مجھے اس کا احساس ہے۔ اے اینٹنی، اے فیاضی کے مخزن، جب تو میری خباثت کو انعام واکرام سے اس طرح سرفراز کر سکتا ہے تو نہ جانے میری نیک خدمات کا کتنا بڑا صلہ دیتا۔ میرا دل اس احساس سے پھٹا پڑتا ہے۔ اگر غم کی تیزی اسے توڑنے میں ناکام رہی تو کوئی اور وسیلہ جو زیادہ کارگر ہو غم پر سبقت لے جائے گا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام غم ہی انجام دے دے گا۔ میں تجھ سے لڑوں؟ نہیں، یہ ممکن نہیں۔ میں کوئی کھائی تلاش کر کے اس میں جا مروں گا۔ میری آخری عمر کے لیے غلیظ سے غلیظ تر جگہ ہی موزوں ہے۔

(چلا جاتا ہے)

ساتواں منظر

دونوں لشکر گاہوں کے درمیان میدان جنگ

قرنا کی آواز۔ نقارہ اور بگل۔ ایگرپا اور دوسرے لوگ داخل ہوتے ہیں

ایگرپا : فوج پیچھے ہٹ جائے۔ ہم بہت دور گھس آئے ہیں۔ سیزر خود لڑ رہے ہیں اور ہمیں توقع سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(چلے جاتے ہیں)

قرنا کی آواز۔ اینٹنی اور اسکارس داخل ہوتے ہیں۔ اسکارس زخمی حالت میں ہے

اسکارس : آہ، میرے دلیر شہنشاہ معرکہ تو بس یہ لڑا گیا ہے! اگر ہم پہلے اس طرح لڑے ہوتے تو وہ اپنے سروں پر پٹیاں باندھے گھروں کی طرف بھاگتے نظر آتے۔

اینٹنی : تمھارے زخم سے خون بری طرح بہہ رہا ہے ۔

اسکارس : یہ زخم پہلے چھوٹا تھا، اب پھیل گیا ہے ۔

(کچھ فاصلے پر واپسی کا بگل)

اینٹنی : وہ سچ مچ پیچھے ہٹ رہے ہیں ۔

اسکارس : ہم مار مار کر کھڈیوں میں ان کا سر دے دیں گے ۔ میرے جسم پر ابھی چھ زخموں کی اور گنجایش ہے ۔

(ایروس داخل ہوتا ہے)

ایروس : وہ پٹ چکے ہیں حضور اور ان پر ہماری فوقیت ایک شاندار فتح کے برابر ہے ۔

اسکارس : آو، بھاگتے ہوئے دشمنوں پر پیچھے سے حملہ کر کے ان کی پیٹھوں پر تلوار کے کھرونچے ڈال دیں اور ان پر اس طرح جھپٹیں جیسے خرگوشوں پر جھپٹتے ہیں ۔ شکار جب بھاگ رہا ہو تو اسے مار کر گرانے میں خاص لطف ہے ۔

اینٹنی : تم مجھ سے اپنی خوش مزاجی کا ایک اور بہادری کا دس گنا انعام پاؤ گے ۔ آؤ چلا جائے ۔

اسکارس : چلیے ۔ میں لنگڑاتا لنگڑاتا آتا ہوں ۔

(چلے جاتے ہیں)

آٹھواں منظر

اسکندریہ کی شہر پناہ کے نیچے

قرنا کی آواز ۔ اینٹنی مارچ کرتا ہوا دوبارہ داخل ہوتا ہے ۔

اسکارس اور دوسرے افراد ساتھ ہیں

اینٹنی : ہم نے مار مار کر اسے اس کی لشکر گاہ تک دھکیل دیا ہے ۔ کوئی جائے اور ملکہ کو ہمارے کارناموں کی خبر کرے ۔ کل اس سے پیشتر کہ سورج کی نظریں ہم پر پڑیں ہم انھیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے جو آج ہمارے ہاتھ سے بچ نکلے ہیں ۔ میں تم سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ تمھارے ہاتھوں میں قیامت کی توانائی ہے اور تم اس طرح لڑے ہو جیسے کہ تم نے صرف ایک مقصد کی حمایت نہیں کی بلکہ اس مقصد کو میری

طرح اپنا سمجھ کر اس کا ساتھ دیا۔ تم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو ہکٹر[1] ثابت کر دکھایا ہے۔ شہر کے اندر داخل ہو۔ اپنی بیویوں اور دوستوں کو گلے لگاؤ۔ انھیں اپنے کارنامے سناؤ اور وہ خوشی کے آنسوؤں سے تمھارے زخموں پر سے جما ہوا خون دھوئیں اور تمھارے گھاووں کو اس وقت تک چومتے رہیں جب تک وہ بھر نہ جائیں۔ (کلیوپیٹرا داخل ہوتی ہے) (اسکارس سے) مجھے اپنا ہاتھ دو۔ میں اس حسین ساحرہ سے تمھاری کارگزاریوں کا ذکر کروں گا اور یہ دیکھوں گا کہ تم اس کے شکر و احسان سے نوازے جاؤ۔ اے آفتاب جہاں تاب میری زرہ پوش گردن میں اپنی باہنوں کی زنجیر ڈال دے۔ اپنی تمام آرائش و زیبائش کے ساتھ فضا میں بلند ہو اور اس زرہ بکتر سے گزر کر میرے دل میں داخل ہو جا اور فتح مندانہ شان سے میرے دل کی دھڑکنوں کو اپنی جولانگاہ بنا۔

کلیوپیٹرا : اے آقاؤں کے آقا، اے لامحدود شجاعت کے مالک کیا آپ دنیا کے زبردست جال سے بچ کر خندہ رو لوٹ آئے ہیں؟

انٹنی : میری بلبل ہم نے ان کا پیچھا کرتے کرتے انھیں ان کے بستروں تک مار بھگایا ہے۔ ہاں جانِ من، میرے جوان بھورے بالوں میں سفید بالوں کی تھوڑی سی ملاوٹ سہی لیکن میں ایسا دماغ رکھتا ہوں جو میرے اعصاب کو تقویت پہنچاتا ہے اور جو مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں میدان جیتنے میں نوجوانوں سے بھی آگے نکل جاؤں۔ اس شخص کو دیکھو۔ اس کے لبوں کو اپنا کرم فرما ہاتھ عنایت کرو۔ اسے چومو میرے سورما۔ آج یہ آدمی اس طرح لڑا ہے جیسے اس کے روپ میں کوئی دیوتا، جو بنی نوع انسان سے نفرت کرے، اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے چلا آیا ہو۔

کلیوپیٹرا : میرے رفیق و ہمدرد میں تمھیں خالص سونے کی ایک زرہ دوں گی۔ جو پہلے ایک بادشاہ کی ملکیت تھی۔

انٹنی : اگر اس میں سورج دیوتا کے رتھ کی طرح ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوتے تب بھی یہ اس کا مستحق ہوتا۔ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو۔ ہم اپنی مجروح ڈھالوں

---

[1] Hector

کو اٹھائے، جن کا حال ان کے مالکوں جیسا ہے، اسکندریہ کے گلی کوچوں سے خوشی کا جلوس نکالیں۔ اگر ہمارے محل میں یہ تمام مخلوق سما سکتی تو ہم ہی ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے اور آنے والے مقدر کے نام پر، جس سے یہ توقع ہے کہ کل اور بھی زیادہ شان دار لڑائی ہو گی، جام پر جام خالی کرتے، اے بگل بجانے والو اپنے باجوں کے شور سے شہر بھر کے کان اڑا دو۔ ان کی آواز ہمارے نقاروں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ملاؤ۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان ایک ساتھ گونج کر ہمارا خیر مقدم کریں۔

(چلے جاتے ہیں)

نواں منظر

سیزر کی لشکر گاہ

ایک سنتری اور اس کے ساتھ ساتھ سپاہیوں کا ایک دستہ داخل ہوتا ہے۔ انوباربس اس کے پیچھے آتا ہے

سنتری: اگر گھنٹہ بھر کے اندر اندر کوئی پہرہ بدلوانے نہ آئے تو ہمیں گارد کے کمرے میں لوٹ جانا چاہیے۔ چاندنی رات ہے اور سنا ہے صبح دو بجے سے لڑائی شروع ہونے والی ہے۔

پہلا پہرے دار: یہ گیا دن ہمارے لیے سخت منحوس تھا

انوباربس: اے رات تو گواہ رہنا۔

دوسرا پہرے دار: یہ کون آدمی ہے؟

پہلا پہرے دار: چھپ کر سنو، کہہ کیا رہا ہے یہ۔

انوباربس: اے مقدس چاند جب غداری کرنے والے تاریخ میں اپنی مکروہ یادگار چھوڑ جائیں تو اس وقت تو گواہ رہنا کہ بے چارہ انوباربس تیری آنکھوں کے سامنے اپنے کیے پر پشیمان ہوا تھا۔

سنتری: انوباربس؟

دوسرا پہرے دار: خاموش، آگے سنو۔

انوباربس: اے حقیقی غم کے سرپرست موت کی زہریلی نمی مجھ پر ٹپکنے دے تاکہ یہ زندگی جو میرے

ارادے سے باغی ہے میرے لیے اور زیادہ بار نہ بنی رہے۔ میرے سخت و سنگین گناہ پر میرے دل کو اٹھا کر پٹک دے۔ یہ رنج و غم کے سبب خشک ہو چکا ہے، ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا اور اس کے تمام فاسد خیالات ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جائیں گے۔ اے اینٹنی جتنی پست میری غداری ہے اس سے زیادہ بلند تیری شرافت ہے۔ تو اپنے تئیں جتنا چاہے مجھے معاف کر دے لیکن بہتر ہے کہ دنیا اپنی فرد میں میرا نام نمک حراموں اور غداروں کی فہرست میں لکھے۔ آہ اینٹنی، اینٹنی! (مر جاتا ہے)

پہلا پہرے دار: آؤ اس سے بات کریں۔

سنتری: بہتر ہے ہم اسے سنیں۔ شاید اس کی باتوں کا تعلق سیزر سے ہو۔

دوسرا پہرے دار: یہی سہی۔ لیکن وہ تو سو رہا ہے۔

سنتری: نہیں ممکن یہ ہے کہ اسے غش آگیا ہو کیوں کہ اس کی سی مایوس کن دعا نیند کا پیش خیمہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

پہلا پہرے دار: چلو اس کے پاس چلیں۔

دوسرا پہرے دار: اٹھیے جناب، اٹھیے۔ ہم سے بولیے

پہلا پہرے دار: آپ ہمیں سن رہے ہیں؟

سنتری: موت کا ہاتھ اسے جھپٹ لے گیا ہے۔ (دور نقارے کی آواز) سنو، نقارے کی سنجیدہ اور متین آواز سونے والوں کو ہوشیار کر رہی ہے۔ اسے گارد کے کمرے میں لیے چلتے ہیں۔ یہ کوئی بڑا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا پہرہ ختم ہو چکا ہے۔

دوسرا پہرے دار: اچھا چلو، ممکن ہے یہ اب بھی شفا پا جائے۔ (لاش اٹھا کر چلے جاتے ہیں)

دسواں تا بارھواں منظر

دونوں لشکر گاہوں کے درمیان

اینٹنی اور اسکارس اپنی فوج کے ساتھ داخل ہوتے ہیں

اینٹنی: آج انھوں نے بحری جنگ کی تیاری کی ہے خشکی پر وہ ہم سے گھبراتے ہیں۔

اسکارس : لیکن میرے آقا ان کی خشکی اور سمندر دونوں پر برابر کی تیاری ہے ۔

اینٹنی : کاش وہ آگ اور ہوا پر لڑیں، ہم وہاں بھی ان کا مقابلہ کریں گے ۔ بہرحال پیادہ فوج میرے ساتھ متصل پہاڑیوں پر رہے گی ۔ بحری بیڑے کو احکام دیے جا چکے ہیں اور وہ بندرگاہ سے نکل چکا ہے ۔ میں اپنی جگہ سے اس کا سازوسامان اور نقل و حرکت بہتر طریقے سے دیکھ سکوں گا ۔

(چلے جاتے ہیں)

گیارہواں منظر

سیزر اپنی فوج کے ہمراہ داخل ہوتا ہے

سیزر : جب تک ہم پر حملہ نہ کیا جائے ہم خشکی پر کوئی اقدام نہ کریں، اور جیسا کہ میرا قیاس ہے ہوگا بھی یہی کیوں کہ اس کی بہترین فوج کشتیوں کی نذر ہو گئی ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ گھاٹیوں کا رخ کریں اور وہیں اچھی سے اچھی جگہ ڈھونڈ کر اپنے مورچے بنائیں ۔

(چلے جاتے ہیں)

بارہواں منظر

فاصلے پر بگل کی آواز جیسے بحری جنگ کے موقع پر۔ اینٹنی اور اسکارس داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : ان میں ابھی تک ٹکر نہیں ہوئی ۔ جہاں وہ دیودار کا پیڑ ہے وہاں سے جا کر میں حالات کا معائنہ کرتا ہوں اور فوراً لوٹ کر بتاتا ہوں کہ لڑائی کا کیا رنگ ہے ۔

(چلا جاتا ہے)

اسکارس : ابابیلوں نے کلیوپطرا کی کشتیوں کے بادبانوں میں اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں ۔ جوتشی کہتے ہیں: ہمیں کچھ نہیں معلوم، ہم کوئی بات نہیں بتا سکتے ۔ وہ تشویش ناک انداز میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ انھیں علم ہے اسے ظاہر کرنے کی انھیں ہمت نہیں پڑتی ۔ اینٹنی مردانگی اور مایوسی کی کشمکش میں گرفتار ہے اور اپنی دورنگی تقدیر کے سبب حال اور مستقبل کے متعلق امید و بیم کی ہر آن بدلتی ہوئی کیفیت کا سامنا کر رہا ہے ۔

(اینٹنی دوبارہ داخل ہوتا ہے)

اینٹنی : سب کچھ ختم ہوگیا۔ اس خبیث مصری نے میرے ساتھ غداری کی ہے۔ میرے بیڑے نے خود کو دشمن کے حوالے کردیا ہے اور اب وہاں وہ ٹوپیاں ہوا میں اچھال رہے اور دشمن سے مل کر اس طرح جام پر جام خالی کررہے ہیں گویا مدت کے بچھڑے ہوئے دوست دوبارہ آپس میں ملے ہوں۔ اے تین آشناؤں سے غداری کرنے والی چھنال یہ تو ہے جس نے مجھے ایک مبتدی کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔ اور اب میرا دل بس تجھی سے آمادۂ جنگ ہے۔ میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک اس جادوگرنی سے انتقام نہ لے لوں۔ جاؤ انھیں بھاگنے کا حکم دو۔ جاؤ! (اسکارس چلا جاتا ہے) اے آفتاب میں اب تجھے طلوع ہوتے نہ دیکھ سکوں گا۔ اس مقام پر پہنچ کر اینٹنی اور اس کی اقبال مندی کے راستے الگ الگ ہوجاتے ہیں اور یہیں ہمیں ایک دوسرے سے الوداعی مصافحہ کرنا ہے۔ اس تمام سرگزشت کا یہ انجام ہو؟ وہ دل جو کتوں کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے اور مجھ سے اپنی مراد پاتے اب شکر کے مانند گھل کر اپنی شیرینی خوش حال سیزر پر نچھاور کررہے ہیں۔ اور یہ دیودار کا پیڑ جوان سب سے اونچا تھا اب ننگا ہوچکا ہے۔ میرے ساتھ غداری کی گئی ہے۔ آہ یہ مصر کی ناپاک روح، یہ سحر قاتل جس کے اشارۂ چشم پر میرے جنگ کرنے یا فوج کشی روکنے کا دارومدار تھا، جس کا سینہ میرے سر کا تاج اور میری زندگی کا واحد مدعا تھا، ایک پکی بیسوا کی طرح مجھے فریب پر فریب دیتی رہی یہاں تک کہ مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔ کون، ایروس۔ ایروس! (کلیوپیڑا داخل ہوتی ہے) یہ تو ہے جادوگرنی کہیں کی۔ دور ہوجا۔

کلیوپیڑا : میرے آقا اپنے پیاروں سے کیوں ناراض ہیں؟

اینٹنی : غائب ہوجا ورنہ میں تجھے کیفر کردار کو پہنچاؤں گا جس سے سیزر کے رنگ میں بھنگ مل جائے گا۔ بہتر ہے وہ تجھے لے جائے تجھے سروں سے اوپر اٹھا کر چلاتی ہوئی خلقت کو تیرا نظارہ کروائے اور تجھے اپنے رتھ پیچھے اس طرح چلائے گویا تو اپنی تمام جنس کے لیے ایک کلنک کا ٹیکا ہو۔ جا کسی عجیب الخلقت مخلوق کے مانند کمترین جاہلوں اور گنواروں کے تماشے کے لیے اپنی نمایش کروا اور مصیبت زدہ آکٹیویا

کے ناخنوں کو جو بہت دنوں سے اسی تاک میں بیٹھے ہیں اپنا منھ نوچنے دے۔ (کلیوپٹرا چلی جاتی ہے) اچھا ہوا تو چلی گئی، بشرطیکہ تیرا زندہ رہنا بجا ہو۔ لیکن بہتر تھا تو میرے غصے کا شکار ہوئی ہوتی۔ شاید ایک فرد کی موت سے بہت سی جانیں ضائع ہونے سے بچ جاتیں۔ ایروس! نیسس[1] کا پیرہن میرے جسم پر ہے۔ اے ہرقل، اے میرے مورث اعلا، مجھے اپنے غیض و غضب کی تعلیم دے تاکہ میں بھی تیری طرح لیچاس[2] کو اٹھا کر چاند کے سینگوں پر پھینک دوں، اور ان ہاتھوں سے جو بھاری سے بھاری گرز اٹھانے کے اہل تھے اپنا کام تمام کرلوں اس جادوگرنی کا مرنا واجب ہے۔ اس نے مجھے اس رومن لونڈے کے ہاتھ بیچا ہے اور میں اس کی سازش کا شکار ہوا ہوں۔ اس کے لیے اسے مرنا ہے ایروس! (چلا جاتا ہے)

تیرہواں منظر

اسکندریہ۔ کلیوپٹرا کا محل

کلیوپٹرا، شارمیان، آئرس اور مردیان داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا : میری خواصو میری مدد کرو۔ وہ ایسے آگ بگولا ہو رہے ہیں کہ ٹیلامون[3] بھی اپنی ڈھال کی خاطر نہ ہوا تھا۔ ان کے غیض و غضب کا حال تو تھسلی[4] کے سور سے بھی بدتر ہے۔

شارمیان : آپ مقبرے میں تشریف لے چلیں۔ وہاں اپنے کو بند کرلیں اور انھیں کہلا بھیجیں کہ آپ مر گئی ہیں۔ جان کا جسم سے جدا ہونا اتنا تکلیف دہ نہیں ہوتا جتنا یہ کہ کسی کی عظمت اس سے رخصت ہو جائے۔

کلیوپٹرا : تو پھر مقبرے میں چلو۔ مردیان جاؤ، ان سے کہو کہ میں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ہے۔ کہنا کہ مرتے وقت میری زبان پر بس ان ہی کا نام تھا۔ ہاں اسے بڑے دردناک انداز میں بیان کرنا۔ تیزی سے جاؤ مردیان اور مقبرے میں آکر مجھے

---

[1] Nessus [2] Lichas [3] Telamon [4] Thessaly

اطلاع دو کہ میری موت کی خبر سن کر ان پر کیا اثر ہوا۔
(چلے جاتے ہیں)

چودھواں منظر

اسکندریہ۔ کلیوپیٹرا کے محل کا ایک اور کمرہ
اینٹنی اور ایروس داخل ہوتے ہیں

اینٹنی : ایروس کیا میں تجھے اب تک دکھائی دیتا ہوں؟

ایروس : جی ہاں عالی جاہ۔

اینٹنی : ہمیں کبھی کبھی کوئی بادل اژدہا جیسا نظر آتا ہے، کبھی ایک مرغولہ، ریچھ یا شیر کی صورت، کبھی ایک برج دار قلعہ، ایک معلق چٹان، ایک پہاڑ بیچ میں سے پھٹا ہوا، یا کبھی نیلے رنگ کی ایک راس جس پر اگے ہرے درخت دنیا بھر کو سر سے اشارہ کر رہے ہوں اور ہوائی تصویروں سے ہماری آنکھوں کا مذاق اڑا رہے ہوں۔ تو نے دیکھا ہے ان علامتوں کو؟ یہ شام کے دھندلکے کے مناظر ہیں۔

ایروس : جی ہاں میرے آقا۔

اینٹنی : ابھی ابھی وہ ایک گھوڑا تھا جسے تیرتے ہوئے بادلوں نے خیال کی سی تیزی کے ساتھ یوں مٹا دیا جیسے پانی کے اندر پانی تحلیل ہو جائے۔

ایروس : جی ہاں میرے آقا۔

اینٹنی : میرے اچھے غلام ایروس اب تیرے سردار کی حیثیت ان ہی شکلوں جیسی رہ گئی ہے۔ اس وقت میں اینٹنی ہی سہی لیکن، میرے غلام، یہ ظاہری حیثیت زیادہ برقرار نہیں رہ سکتی۔ میں نے یہ جنگیں کلیوپیٹرا یعنی اس ملکہ کی خاطر لڑیں جس کے متعلق میں یہ سمجھتا تھا کہ مجھے اس کے دل پر قابو ہے۔ کیوں کہ وہ میرے دل کی مالک تھی۔ جب تک یہ دل میرا تھا ہزار ہا دل مجھ سے وابستہ رہے۔ اب یہ سب میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ ایروس اس ملکہ نے سیزر سے مل کر پتے بازی کی اور جھوٹی چالیں چل کر میری عظمت کو دشمن کی جیت پر قربان کر دیا۔ نہیں شریف ایروس، رو مت۔ ابھی ہمیں اپنے آپ کو ختم کرنے کا اختیار باقی ہے۔

(مردیان داخل ہوتا ہے) اوہ نیری خبیث ملکہ! اس نے مجھ سے میری تلوار تک چھین لی۔

مردیان : نہیں اینٹنی، میری بیگم کو تو آپ سے محبت تھی اور انھوں نے اپنی بہبودی کو پوری طرح آپ کی بہبودی میں شامل کر دیا تھا۔

اینٹنی : چپ رہ گستاخ زنخے! اس نے مجھ سے غداری کی ہے اور اس کے لیے وہ مر کر رہے گی۔

مردیان : آدمی صرف ایک مرتبہ جان دے سکتا ہے اور وہ یہ کر چکی ہیں۔ آپ جو کچھ کرتے وہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ مرتے وقت ان کی زبان پر صرف یہ الفاظ تھے: اینٹنی میرے باوقار اینٹنی! پھر ایک روح فرسا آہ سے اینٹنی کے نام کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ صرف آدھا نام ہونٹوں پر آنے پایا۔ باقی دل ہی میں رہ گیا۔ انھوں نے جان دے دی اور آپ کا نام سینے میں دفن کیے اس دار فانی سے رخصت ہو گئیں۔

اینٹنی : مر چکی ہیں وہ؟

مردیان : جی ہاں۔

اینٹنی : ایروس میری زرہ اتروا۔ محنت بھرا لمبا دن ختم ہوا اور اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ (مردیان سے) جا، یہاں سے صحیح سلامت رخصت ہو جانا ہی تیری محنت کا سب سے بڑا صلہ ہے۔ (مردیان چلا جاتا ہے) کھینچ اسے۔ ایجکس[1] کی ہفت ورقی ڈھال بھی اب اس قابل نہیں کہ میرے دل کو اس صدمے سے محفوظ رکھ سکے کاش میرا جسم پھٹ جائے۔ اے میرے دل تو بس ایک بار اپنے آپ کو جسم کے مقابلے میں قوی تر بن کر دکھا دے اور اس کمزور ڈھانچے کو توڑ ڈال جس میں تو مقید ہے۔ جلدی ایروس، جلدی! اب میں سپاہی نہیں رہا۔ اے چوٹ پڑے ہوئے ٹکڑو جاؤ، تمھیں بڑی شرافت مندی کے ساتھ پہنا گیا ہے۔ ایروس تھوڑی دیر کو میرے پاس سے چلا جا۔ (ایروس چلا جاتا ہے)

---

[1] Ajax

کلیوپیٹرا میں تجھے آملوں گا اور گڑگڑا کر معافی مانگوں گا۔ یہی بہتر ہے کیوں کہ اب زندگی کا ہر لمحہ مجسم اذیت بن گیا ہے۔ جب قندیل بجھ جائے تو مسافر کو چاہیے آرام کرے اور بھٹکتا نہ پھرے۔ میرے ہر کام میں خرابی کی صورت مضمر ہے۔ ہاں "اب توانائی کے لیے اس کا زور بھی باعث پریشانی ہے۔ لہذا آخری مہر ثبت کر دی جائے اور سب کام انجام پائیں۔ ایروس!۔ میری ملکہ میں آرہا ہوں۔ ایروس! میرا انتظام کر۔ جہاں پھولوں کے تختے پر روحیں آرام کرتی ہوں اس جگہ ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈلے گھومیں گے اور اپنی خوش خرامی سے تمام روحوں کو اپنی طرف متوجہ کریں گے۔ دیکھنے والوں کا لشکر ڈائیڈو[1] اور اینیاس[2] کو چھوڑ کر ہمارے گرد جمع ہو جائے گا۔ ایروس! ایروس!

ایروس دوبارہ داخل ہوتا ہے

ایروس : جی حضور؟

اینٹنی : کلیوپیٹرا کے مرنے کے بعد میں اپنے آپ کو اتنا ذلیل وخوار محسوس کر رہا ہوں کہ دیوتا بھی مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ میں جس نے اپنی تلوار سے دنیا کی صف بندی کر دی تھی اور ہرے سمندر کی پشت پر کشتیوں سے شہر تعمیر کیے تھے اپنے آپ کو اس بات پر مورد عتاب ٹھہرا رہا ہوں کہ مجھ میں ایک عورت کے برابر بھی جرأت نہیں اور میری خودداری اس ہستی سے بھی کمتر ہے جس نے اپنی موت سے سیزر کو یہ جتا دیا ہے کہ میں خود اپنی فاتح ہوں۔ ایروس تو نے حلف اٹھایا تھا کہ اگر کبھی ضرورت آپڑے، "جواب واقعی آپڑی ہے" اور ذلت و رسوائی میرا اس طرح پیچھا کریں کہ میں ان سے دامن نہ چھڑا سکوں تو میرا حکم ملتے ہی تو مجھے ہلاک کر دے گا۔ چل اب وقت آن پہنچا ہے۔ تو مجھے نہیں مارے گا بلکہ درحقیقت سیزر کو شکست دے گا۔ دل مضبوط کر۔

ایروس : دیوتا مجھے باز رکھیں۔ جس کام کے کرنے میں پارتھی تیرانداز اپنی تمام تر دشمنی کے باوجود نشانہ بھلا بیٹھے تھے اور نہ کر سکے تھے کیا مجھ میں یہ جرأت ہے کہ وہ کام میں انجام

---

[1] Dido [2] Aeneas

دوں ؟

اینٹنی : ایروس کیا تو روما الکبری کی کسی شہ نشین میں بیٹھا یہ دیکھنا گوارا کرے گا کہ تیرا آقا اس طرح نکالا جائے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوں، وہ تادیب کے لیے سر تسلیم خم کیے ہو، چبھتی ہوئی ذلت کے روبرو اس کی آنکھیں جھکی ہوں، اور خوش بخت سیزر کی سواری اس کے آگے چلتی ہوئی عقب میں آنے والے کے داغ رسوائی کا اعلان کر رہی ہو ؟

ایروس : میں یہ کبھی نہ دیکھوں گا ۔

اینٹنی : تو پھر چل، بس ایک ضرب سے میرے دل کا علاج کیا جا سکتا ہے ۔ اپنی یہ باشرف تلوار نکال جو تو نے اپنے وطن کی بہبودی کی خاطر برابر باندھے رکھی ہے

ایروس : حضور مجھے معاف رکھیے ۔

اینٹنی : جب میں نے تجھے آزاد کیا تھا تو کیا تو نے یہ حلف نہیں اٹھایا تھا کہ میرے اس حکم سے گردن نہیں موڑے گا؟ جلدی کر ورنہ میں سمجھوں گا کہ تیری گذشتہ خدمات ایک غیر ارادی اتفاق سے زیادہ کچھ نہیں ۔ تلوار نکال اور مجھ پر وار کر ۔

ایروس : تو پھر اپنا شاندار چہرہ جو روئے زمین کا قبلہ ہے دوسری طرف پھیر لیجیے ۔

اینٹنی اپنا چہرہ پھیر لیتا ہے

اینٹنی : لے پھیر لیا !

ایروس : اپنی تلوار نکال لی ہے میں نے ۔

اینٹنی : تو اسے فوراً اپنا فرض پورا کرنے دے ۔

ایروس : میرے پیارے مالک ، میرے سردار اور میرے شہنشاہ اس سے پہلے کہ میں یہ خونی وار کروں مجھے خدا حافظ کہہ لینے دیجیے ۔

اینٹنی : بھلے آدمی یہ سب ہو گیا ۔ تجھے اللہ کو سونپا ۔

ایروس : میرے معزز سردار خدا حافظ ۔ کیا میں فوراً وار کروں ؟

اینٹنی : فوراً ایروس ۔

ایروس : تو لیجیے ۔ میں اس طرح اینٹنی کی موت کے غم سے رہائی پاتا ہوں ۔ (اپنے کو مار لیتا ہے)

اینٹنی : مجھ سے شرافت میں سبقت لے کر تو نے، بہادر ایروس، مجھے بتا دیا ہے کہ جو کچھ تو نہ کر سکا وہ خود مجھے کرنا چاہیے۔ میری ملکہ اور ایروس دونوں نے شجاعت کا سبق دے کر مجھ سے پہلے اپنے لیے ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ لیکن میں بھی موت کو اس طرح ہم کنار کروں گا گویا وہ دلہن ہو اور اس کی طرف یوں ذوق و شوق سے بڑھوں گا جیسے کوئی اپنے حجلۂ عروسی میں جاتا ہے۔ پھر یہی سہی، ایروس تیرا آقا تیرے شاگرد کی حیثیت سے جان دے رہا ہے۔ ایسا کرنا (اپنی تلوار پر گر پڑتا ہے) میں نے تجھ سے سیکھا ہے۔ یہ کیا، مرا نہیں میں؟ مرا نہیں؟ پہرے دارو کہاں ہو؟ آؤ مجھے نجات دلاؤ۔

(پہرے دار داخل ہوتے ہیں۔ ڈیکریٹاس ان کے پیچھے آتا ہے)

پہلا پہرے دار: یہ شور کیسا ہے؟

اینٹنی : میں اپنا کام ٹھیک سے نہ کر سکا۔ آہ میں نے جس چیز کی ابتدا کی تھی اسے تم پورا کر دو۔

دوسرا پہرے دار: ستارہ ٹوٹ چکا ہے۔

پہلا پہرے دار: اور وقت آخری کنارے آلگا ہے۔

سب : افسوس، ہزار افسوس!

اینٹنی : اگر کسی کو مجھ سے محبت ہے تو میرا قصہ پاک کر دے۔

پہلا پہرے دار: مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرا پہرے دار: نہ مجھ سے۔

تیسرا پہرے دار: نہ ہم میں سے کسی سے۔ (پہرے دار چلے جاتے ہیں)

ڈیکریٹاس : تیری موت اور زبوں حالی تیرے اطاعت گزاروں کو فرار ہونے کا حکم دے رہی ہے۔ میں جب سیزر کو یہ تلوار دکھا کر اس خبر سے آشنا کروں گا تو وہ بخوشی تجھے اپنے خدمت گاروں میں شامل کرنے پر راضی ہو جائے گا۔

(ڈایومڈیس داخل ہوتا ہے)

ڈایومڈیس : اینٹنی کہاں ہیں؟

ڈیکریٹاس : ادھر، ڈایومڈیس ادھر۔

ڈایومڈیس : کیا وہ زندہ ہیں ؟ مردک جواب نہیں دیتا ۔ (ڈیکریٹاس چلا جاتا ہے)
اینٹنی : تم ہو ڈایومڈیس ؟ اپنی تلوار نکالو اور مجھ پر ایسا کاری وار کرو کہ میرا خاتمہ ہو جائے
ڈایومڈیس : آقائے مطلق میری بیگم کلیوپیٹرا نے مجھے آپ کے پاس آنے کا حکم دیا تھا ۔
اینٹنی : کب دیا تھا ؟
ڈایومڈیس : ابھی میرے آقا ۔
اینٹنی : کہاں ہیں وہ ؟
ڈایومڈیس : مقبرے میں مقید ۔ جو کچھ پیش آیا اس کا انھیں غیبی طور پر خدشہ تھا ۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ سیزر سے ساز باز کرنے کے سلسلے میں ، جس کا اصلیت سے کوئی تعلق نہیں ، آپ کو ان پر شبہ ہے اور آپ کا غصہ کسی طرح فرو نہیں ہوگا تو انھوں نے یہ کہلوا بھیجا تھا کہ وہ مر چکی ہیں ۔ مگر بعد میں یہ خیال آتے ہی کہ نہ جانے اس کا نتیجہ کیا ہو انھوں نے مجھے روانہ کیا کہ آپ کو صحیح واقعے سے آگاہ کردوں ۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں دیر سے پہنچا ہوں ۔
اینٹنی : بہت دیر سے اچھے ڈایومڈیس ۔ مہربانی کر کے میرے پہرے داروں کو آواز دے دو ۔
ڈایومڈیس : کوئی ہے ! شہنشاہ کے پہرے دارو ! پہرے دارو ! چلو ، تمھارے آقا بلا رہے ہیں ۔ (اینٹنی کے چار پانچ پہرے دار داخل ہوتے ہیں)
اینٹنی : میرے پیارو دوستو مجھے کلیوپیٹرا کے پاس لے چلو ۔ یہ آخری کام ہے جس کا میں تمھیں حکم دے رہا ہوں ۔
پہلا پہرے دار : حضور یہ ہماری کیسی بدنصیبی ہے کہ آپ اپنے سچے نمک خواروں سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں ۔
سب : آہ یہ منحوس دن !
اینٹنی : نہیں میرے اچھے ساتھیو ظالم تقدیر کو اپنے آنسوؤں کا خراج مت دو ۔ بہتر ہے کہ جو مصیبت ہم پر پڑے اس کا خیر مقدم کریں اور خندہ پیشانی سے برداشت کر کے اس سے انتقام لیں ۔ مجھے اٹھاؤ ۔ میں نے اکثر تمھاری رہنمائی کی ہے ۔ اب تم ، اچھے دوستو ، مجھے لے چلو اور میری دعائیں لو ۔

(اینٹنی کو اٹھا کر چلے جاتے ہیں)

پندرہواں منظر

اسکندریہ - ایک مقبرہ

کلیوپیٹرا اور اس کی خواصیں شارمیان اور آئرس کے ہمراہ شہ نشین میں داخل ہوتی ہیں

کلیوپیٹرا : شارمیان میں یہاں سے کبھی نہیں نکلوں گی۔

شارمیان : صبر کیجیے اچھی بیگم۔

کلیوپیٹرا : نہیں ہرگز نہیں۔ غیر معمولی اور ہولناک باتیں مجھے سب منظور ہیں لیکن صبر و سکون سے مجھے سخت نفرت ہے۔ ہمارا غم، اپنے سبب کی مناسبت سے، اتنا ہی شدید ہونا چاہیے جتنا شدید وہ سانحہ جو اس کا محرک ہو۔ (نیچے ڈایومڈیس داخل ہوتا ہے) کوئی خبر؟ کیا وہ مر گئے؟

ڈایومڈیس : نہیں، لیکن وہ مرنے کے قریب ہیں۔ مقبرے کی سمت دیکھیے۔ ان کے پہرے دار انھیں یہاں لا رہے ہیں۔

(پہرے دار نیچے اینٹنی کو اٹھائے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

کلیوپیٹرا : اے سورج اس سپہر بے کراں کو جلا کر خاک کر دے جس میں تو گردش کر رہا ہے۔ اے زمین کے ناہموار ساحل تاریک ہو جا۔ آہ اینٹنی، اینٹنی، اینٹنی! مدد کر شارمیان۔ آئرس مدد کر۔ نیچے کھڑے ہوئے لوگو مدد کرو — انھیں یہاں اوپر اٹھا لیں۔

اینٹنی : صبر! سیزر کی شجاعت نے اینٹنی کو مغلوب نہیں کیا بلکہ اینٹنی کی بہادری خود اپنے آپ پر غالب آئی ہے۔

کلیوپیٹرا : ہونا بھی یہی چاہیے تھا اینٹنی کو اینٹنی کے سوا کوئی اور فتح نہ کر سکے، لیکن افسوس ایسا ہوا۔

اینٹنی : میں مر رہا ہوں کلیوپیٹرا، مر رہا ہوں۔ بس موت سے دم بھر کی مہلت مانگتا ہوں تاکہ ان گنت بوسوں میں سے ایک ناچیز آخری بوسہ تمہارے ہونٹوں۔

کی نذر کروں ۔

کلیوپٹرا : مجھ میں ہمت نہیں، میرے پیارے آقا۔ مجھے معاف کیجیے، مجھ میں ہمت نہیں، کہیں مجھے حراست میں نہ لے لیا جائے۔ میں اپنے کو بلند بخت سیزر کے شاہانہ تماشے کی زینت نہیں بننے دوں گی۔ اگر خنجر میں تیزی، دوا میں اثر اور سانپ میں کاٹنے کی طاقت ہے تو میں محفوظ ہوں۔ آپ کی بیوی آکٹیویا کو یہ عزت نصیب نہ ہو گی کہ وہ ایک معصوم ادا کے ساتھ مجھے اپنی خاموش ملامت اور با عصمت آنکھوں کا نشانہ بنائے۔ مگر خیر، آپ آیئے۔ خواصو میری مدد کرو۔ آپ کو اوپر اٹھائے لیتے ہیں۔ اچھی سہیلیو آؤ، ذرا ہاتھ لگاؤ۔

اینٹنی : جلدی! میرا وقت آ پہنچا ہے۔

کلیوپٹرا : واقعی یہ ایک کھیل ہے! کتنے بھاری ہیں میرے آقا! ہماری تمام طاقت گرانباری غم کی نذر ہو گئی ہے اور اسی لیے وزن کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ اگر جوؔنو کے اختیارات میرے پاس ہوتے تو میں مضبوط پروں والے عطارد کو حکم دیتی کہ آپ کو اٹھا کر مشتری کے پہلو میں لا بٹھائے۔ بہرحال آیئے۔ کسی موہوم چیز کی تمنا کرنا سراسر حماقت ہے۔ آیئے، آیئے، آیئے۔ (لوگ اینٹنی کو اوپر اٹھا کر کلیوپٹرا کے پاس پہنچا دیتے ہیں) خوش آمدید، خوش آمدید! مرنے سے پہلے ایک بار اور میرے بوسوں کے اثر سے جی لیجیے۔ کاش میرے ہونٹوں میں یہ طاقت ہوتی تو میں اس طرح چوم چوم کر تھکا مارتی۔

سب : آہ یہ روح فرسا منظر!

اینٹنی : میرا دم نکلا چاہتا ہے کلیوپٹرا۔ میں مر رہا ہوں۔ مجھے تھوڑی سی شراب دو اور دو ایک باتیں کہنے دو۔

کلیوپٹرا : نہیں مجھے کہنے دیجیے اور میں اتنے زور زور سے دہائی دوں گی کہ حرافہ تقدیر میری گستاخی سے جھلا کر اپنا چرخا توڑ دے۔

اینٹنی : ذرا سنو پیاری ملکہ، سیزر سے اپنی عزت اور سلامتی طلب کرنا!

کلیوپٹرا : ان دونوں کا آپس میں جوڑ نہیں۔

Juno ۵۱

اینٹنی : مہربان میری بات سنو۔ سیزر کے مصاحبوں میں سوائے پراکولیس کے اور کسی پر بھروسا مت کرنا۔

کلیوپیٹرا : میں صرف اپنے ارادے اور اپنے ہاتھوں پر بھروسا کروں گی، سیزر کے مصاحبوں میں سے کسی پر نہیں۔

اینٹنی : میرے مرنے کے قریب جو ناساز گار حالات پیدا ہوئے ان پر گریہ وزاری نہ کرنا بلکہ اس عظمت رفتہ کو یاد کر کے جس میں میری عمر گزری تھی اپنے خیالوں کو مسرور و شاد رکھنا۔ اس وقت میں دنیا کا سب سے بڑا تاج دار اور عظیم ترین انسان تھا۔ اور آج بھی میں ذلت کی موت نہیں مر رہا اور نہ بزدلوں کی طرح اپنے ہم وطن کے آگے جھک رہا ہوں۔ میں ایک رومن ہوں جس نے بہادری کے ساتھ ایک اور رومن کے ہاتھوں شکست کھائی ہے۔ اب جان لبوں پر آگئی ہے، میں زیادہ نہیں بول سکتا۔

کلیوپیٹرا : اے انسانوں کے چشم و چراغ کیا تو فنا ہو جائے گا؟ تجھے میری کوئی فکر نہیں؟ کیا میں اس بے کیف دنیا میں جو تیرے بغیر ایک غلاظت کے ڈھیر سے بہتر نہیں زندگی گزارتی رہوں؟ میری خواصو ذرا دیکھو، زمین کا تاج پگھل رہا ہے۔ (اینٹنی مر جاتا ہے) میرے آقا؟ آہ جنگ کا ہار مرجھا گیا، سپہ گری کا علم گر پڑا۔ اب کم سن لڑکے لڑکیاں بڑوں کے برابر آ گئے، بزرگی اور کمتری میں امتیاز نہیں رہا، اور گردش کرتے ہوئے چاند کے نیچے کوئی چیز قابل قدر باقی نہیں بچی۔
(غش آجاتا ہے)

شارمیان : خاموش۔ بیگم!

آئرس : یہ بھی چل بسیں۔ ہماری ملکہ۔

شارمیان : بیگم!

آئرس : ملکہ!

شارمیان : آہ بیگم، بیگم، بیگم!

آئرس : تاج دار مصر، علیا حضرت! (کلیوپیٹرا حرکت کرتی ہے)

شارمیان : خاموش، خاموش آئرس!

کلیوپٹرا : میں ایک معمولی عورت سے زیادہ کچھ نہیں، ادنا جذبات کی غلام، اس خادمہ کی طرح جو دودھ دوہے اور گھر کے چھوٹے موٹے کام کرے۔ اگر میرا بس چلتا تو میں ظالم دیوتاؤں کو اپنا عصائے شاہی کھینچ مارتی تاکہ انھیں معلوم ہوجاتا کہ جب تک انھوں نے ہمارے لعل بے بہا پر ہاتھ صاف نہیں کیا تھا تب تک یہ دنیا بھی ان کی دنیا سے کم نہ تھی۔ اب میرے لیے کچھ نہیں رہا۔ صبر محض حماقت ہے اور بے صبری ایک پاگل کتے کے مانند ہے۔ تو کیا پھر نہاں خانۂ اجل میں بغیر سوچے سمجھے گھس جانا، اس سے پہلے کہ موت ہمارے پاس آنے کی جرأت کرے، کوئی گناہ ہے؟ خواصو تم نے اپنا یہ کیا حال بنایا ہے؟ چلو، چلو، غم بھلا دو! کیا بات ہے شارمیان؟ میری اچھی کنیزو! آہ بیبیو، بیبیو، ذرا دیکھو ہمارے چراغ کی زندگی ختم ہوچکی، وہ گل ہوگیا۔ اچھے لوگو دل مضبوط کرو۔ آؤ، ہم انھیں دفن کریں اور پھر رومنوں کی اعلا روایات پر چلتے ہوئے ایسے طرز عمل کا ثبوت دیں جو بہادری اور شرافت کا ہو تاکہ موت بھی ہمیں قبول کرنے میں فخر محسوس کرے۔ چلو چلیں، اس روح عظیم کا جسم اب سرد پڑ چکا ہے۔ آہ بیبیو، بیبیو! آؤ، اپنے عزم اور ایک مختصر خاتمے کے سوا اب ہمارا کوئی دوست نہیں۔

(سب چلے جاتے ہیں۔ اوپر کے لوگ اینٹنی کی لاش اٹھا کر لے جاتے ہیں)

پانچواں ایکٹ

پہلا منظر: اسکندریہ۔ سیزر کی لشکر گاہ

سیزر، ایگریپا، ڈولا بیلا، میسیناس، گیلس، پراکولیس، اور سیزر کی مجلس جنگ کے دیگر اراکین داخل ہوتے ہیں

سیزر : اس کے پاس جاؤ ڈولا بیلا اور اس سے کہو کہ اپنے کو حوالے کر دے۔ اتنی بُری طرح ہارنے کے بعد اس کا تاخیر پہ تاخیر کیے جانا محض مذاق ہو کر رہ گیا ہے۔

ڈولا بیلا : سیزر میں روانہ ہوتا ہوں۔ (چلا جاتا ہے)

ڈیکریٹاس اینٹنی کی تلوار لیے داخل ہوتا ہے

سیزر : یہ سب کس واسطے ہے؟ اور تم کون ہو جسے اس طرح ہمارے سامنے آنے کی جرأت ہوئی؟

ڈیکریٹاس : میرا نام ڈیکریٹاس ہے۔ میں مارک اینٹنی کی ملازمت میں تھا جو ہر ایک سے زیادہ اعلا ترین خدمات کے مستحق تھے۔ جب تک ان میں بات کرنے کی طاقت تھی وہ میرے آقا رہے اور میں ان کے دشمنوں سے لڑنے کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرا۔ اگر آپ مجھے اپنی سرپرستی میں لینا گوارا فرمائیں تو میں آپ کے ساتھ بھی ویسا ہی بن کر رہوں گا جیسا ان کے ساتھ تھا۔ اگر آپ کو یہ منظور نہیں تو میں اپنی جان آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

سیزر : تم بتانا کیا چاہتے ہو؟

ڈیکریٹاس : میں یہ بتانا چاہتا ہوں سیزر کہ اینٹنی کا انتقال ہو گیا ہے۔

سیزر : اتنی عظیم شے کے ٹوٹنے سے ایک زبردست دھماکہ ہونا چاہیے تھا۔ یہ کرۂ ارض اتنے زور سے ہلتا کہ شیر بوکھلا کر شہر کی سڑکوں پر نکل پڑتے اور شہری ان کے بھٹوں میں جا چھپتے۔ اینٹنی کی موت محض ایک فرد کی موت نہیں، یہ آدھی دنیا کی موت ہے۔

ڈیکریٹاس : سیزر ان کا انجام ہو چکا ہے، عدالت عامہ کے کارکن یا کرایے کے کسی قاتل کے ذریعے نہیں، بلکہ جو ہاتھ اپنے ہر عمل میں ان کی عظمت کی تحریر رقم کرتا تھا اسی نے جرأت قلب مستعار لے کر ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں۔ یہ ان ہی کی تلوار ہے جسے میں ان کے زخم سے چھین لایا ہوں۔ اس پر ان کے باعزت خون کے نشان ملاحظہ فرمائیے۔

سیزر : دوستو تمہیں اس کا دکھ ہے؟ دیوتا مجھے ملامت کرتے ہیں لیکن یہ خبر ایسی ہے کہ بادشاہوں کی آنکھیں بھی ڈبڈبا آئیں۔

ایگرپا : اور عجیب بات تو یہ ہے کہ فطرت ہم سے ان افعال و اعمال پر افسوس کروائے جن میں ہم انتہائی ثابت قدم رہے۔

میسیناس : اس کی ذات کے اندر عیب و ہنر میں برابری کا مقابلہ تھا۔

ایگرپا : شاید ہی کسی اور ہستی نے اس کی طرح انسانیت کی رہنمائی کی ہو۔ لیکن اے دیوتاؤ تم ہمیں چند خامیاں ودیعت کر دیتے ہو جن کی وجہ سے ہم انسان کہلائے جا سکیں۔ سیزر کی طبیعت پر اثر ہے۔

میسیناس : ظاہر ہے کہ جب اتنا بڑا آئینہ اس کے آگے رکھ دیا جائے تو وہ اس کے اندر اپنا چہرہ دیکھنے پر مجبور ہو گا۔

سیزر : آہ اینٹنی میں نے پیچھا کرتے کرتے تجھے اس مقام تک پہنچا دیا۔ لیکن اپنے جسمانی امراض کے سلسلے میں ہمیں اکثر نشتر سے کام لینا ہی پڑتا ہے۔ آج میں چاروناچار یا تو تجھے اپنی بربادی کا دن دکھاتا یا پھر تیری بربادی کا دن دیکھتا۔ دنیا میں ہم دونوں کا ایک ساتھ گزرنا ممکن نہ تھا۔ بہر حال وقت کا تقاضا ہے کہ میں ان آنسوؤں سے روؤں، جو خون جگر کے مانند ارفع و اعلا ہیں کیوں کہ تو مثل میرے بھائی کے تھا، بلند ترین منصوبوں میں میرا ہم چشم، سلطنت میں میرا شریک کار، میدان جنگ

یں میرا رفیق و ہمدم، میرے ہی جسم کا بازو، اور ایک ایسا قلب روشن جس سے میرا دل اپنے خیالوں کی شمعیں جلایا کرتا تھا۔ لیکن افسوس، ہمارے ستاروں نے، جن کا ملنا ناممکن تھا، ہم برابر کے حصے داروں کو اس حد تک ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ سنو اچھے ساتھیو ــــ مگر یہ بات یں کسی مناسب موقع پر کہوں گا۔ فی الحال دیکھیں یہ شخص کیا کہنا چاہتا ہے کیوں کہ اس کا چہرہ غمازی کر رہا ہے کہ یہ کسی ضروری کام سے آیا ہے۔ (ایک مصری داخل ہوتا ہے) تم کون ہو؟

مصری : اس وقت ایک ناچیز مصری۔ میری ملکہ جن کے پاس ایک مقبرے کے سوا کوئی چیز نہیں بچی وہاں خود کو مقید کیے ہوئے آپ کی ہدایات کی منتظر ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو ان باتوں کے لیے تیار کرلیں جن کے انجام دینے پر انھیں مجبور کیا جائے گا۔

سیزر : ان سے کہنا خاطر جمع رکھیں، انھیں بہت جلد ہمارے آدمی کے ذریعے اطلاع مل جائے گی کہ ہم نے ان کے حق میں کس قدر باعزت اور ہمدردانہ فیصلہ کیا ہے کیوں کہ سیزر سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بے مروت ہو کر رہے۔

مصری : دیوتاؤں سے دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اسی طرح رہیں ! (چلا جاتا ہے)

سیزر : ادھر آؤ، پراکولیس۔ جاؤ ان سے کہو کہ ہم انھیں ذلیل نہیں کرنا چاہتے۔ ان کے جذبات کی مخصوص نوعیت جو تقاضا کرے انھیں ویسی ہی ڈھارس دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی بلند ہمتی کے جوش میں اپنے آپ کو ایک کاری ضرب لگا کر ہمارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیں، کیوں کہ روم میں ان کی موجودگی ہماری فتح کے جشن کو زندہ جاوید کر دے گی۔ جاؤ اور جلد سے جلد لوٹ کر بتاؤ کہ وہ کیا کہتی ہیں اور تم انھیں کس حالت میں پاتے ہو۔

پراکولیس : سیزر کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ (چلا جاتا ہے)

سیزر : گیلس تم بھی ہمراہ جاؤ۔ (گیلس چلا جاتا ہے) ڈولا بیلا کہاں ہے کہ پراکولیس کی حمایت کو ساتھ رہے؟

سب : ڈولا بیلا !

سیزر : نہیں رہنے دو۔ مجھے یاد آیا کہ اس کے سپرد کیا کام ہے۔ وہ وقت پر تیار ملے گا۔ تم میرے ساتھ میرے خیمے میں چلو جہاں تم دیکھ لو گے کہ میں کس قدر بادل ناخواستہ

اس لڑائی میں گھسیٹا گیا اور میں نے اپنی تحریروں میں کتنی نرمی اور ملائمت سے کام لیا۔ میرے ساتھ چلو اور دیکھو میں اس سلسلے میں کیا ثبوت تمھارے سامنے رکھتا ہوں۔ (چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

اسکندریہ۔ مقبرے میں ایک کمرہ

کلیوپٹرا، شارمیان اور آئرس داخل ہوتے ہیں

کلیوپٹرا : میں اپنی تنہائیوں سے مانوس ہوتی جا رہی ہوں۔ سیزر ہونا ایک معمولی بات ہے۔ جب وہ تقدیر نہیں تو محض تقدیر کا غلام ہے، اس کے حکم کی تابعدار۔ بڑائی تو اس میں ہے کہ ایسا کوئی کام کیا جائے جو تمام کاموں کا خاتمہ کر دے۔ جو حوادث کو زنجیروں میں جکڑ دے اور تغیرات پر قفل لگا دے، جو انسان کو ایسی میٹھی نیند سلا دے کہ اس کے کام و دہن کو اس غلاظت کی حاجت نہ رہے جس سے شاہ و گدا دونوں یکساں طور پر سیر ہوتے ہیں۔

(پراکولیس داخل ہوتا ہے)

پراکولیس : سیزر نے ملکۂ مصر سے اظہار تہنیت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ان سے جو مناسب مطالبات منوانا چاہتی ہوں ان کے بارے میں غور کریں۔

کلیوپٹرا : تمھارا نام کیا ہے؟

پراکولیس : مجھے پراکولیس کہتے ہیں۔

کلیوپٹرا : اینٹنی نے مجھ سے تمھارا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ تم پر بھروسا کروں، لیکن چوں کہ اب میرا اوروں پر بھروسا کرنا بے سود ہے اس لیے کسی کے دھوکا دینے کی مجھے مطلق پرواہ نہیں۔ اگر تمھارے آقا چاہتے ہیں کہ ایک ملکہ ان سے بھیک مانگے تو ان سے کہنا کہ شاہی جاہ و جلال اپنے منصب کو خاطر میں رکھتے ہوئے ایک بادشاہت سے کم کسی چیز کے لیے ہاتھ نہیں پھیلا سکتا۔ اگر وہ مفتوحہ مصر میرے بیٹے کے نام پر مجھے دینا منظور کریں تو وہ میری ہی ملکیت کا ایک حصہ مجھے دے دیں گے جس کا شکریہ میں ان کے سامنے جھک کر ادا کروں گی۔

پراکولیس : مطمئن رہیے، آپ کا سابقہ ایک دریادل انسان سے ہے، اس لیے کسی بات کی فکر نہ کیجیے۔ آپ اپنا معاملہ بلا تامل میرے آقا کے سامنے رکھیں جو اتنے سخی ہیں کہ ان کا فیض ہر ضرورت مند کے لیے جاری ہے۔ مجھے ان سے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ آپ بہ رضا و رغبت اپنے آپ کو ان کی تابعداری میں دیتی ہیں اور آپ دیکھیں گی وہ ایسے فاتح ہیں جو اس کے باوجود کہ آپ ان کے رحم و کرم کی طالب ہیں، آپ ہی سے درخواست کریں گے کہ ان کی فیاضیوں کے سلسلے میں ان کی مدد کریں۔

کلیوپیٹرا : مہربانی کر کے ان سے یہ کہنا کہ میں ان کے جاہ و اقبال کی لونڈی ہوں اور ان کا اقتدار تسلیم کرتی ہوں۔ میں ہر گھڑی اطاعت کا سبق لے رہی ہوں اور مجھے خوشی ہوگی اگر ان کا نیاز حاصل کروں۔

پراکولیس : خاتون محترم میں ان تک پیغام پہنچاؤں گا۔ آپ تسلی رکھیں کیوں کہ میں جانتا ہوں سیزر کو بھی جو آپ کی موجودہ حالت کے ذمے دار ہیں آپ سے ہمدردی ہے۔

گیلس سپاہیوں کو لیے داخل ہوتا ہے

گیلس : دیکھا تم نے، انھیں اچانک آلینا کتنا سہل تھا۔ (پراکولیس اور پہرے داروں سے) سیزر کے آنے تک ان پر نگرانی رکھی جائے۔

(چلا جاتا ہے)

آئرس : ملکۂ عالم!

شار میان : کلیوپیٹرا، میری ملکہ، آپ کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔

کلیوپیٹرا : جلدی، اے نیک ہاتھو۔ (خنجر نکالتے ہوئے)

پراکولیس : نہیں خاتون محترم، نہیں۔ (پکڑ کر اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیتا ہے) اپنے ساتھ یہ ظلم نہ کیجیے۔ آپ کو دھوکا نہیں دیا جا رہا بلکہ اس میں آپ کی نجات ہے۔

کلیوپیٹرا : کیا موت تک سے جو کتوں کو بھی دکھ درد سے چھٹکارا دلاتی ہے۔

پراکولیس : کلیوپیٹرا اپنے کو مار کر میرے آقا کی فیاضی سے زیادتی نہ کیجیے۔ دنیا کو یہ دیکھنے کا موقع دیجیے کہ وہ کتنی خوبی سے اپنی شرافت کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ آپ کی موت سے یہ بات شرمندۂ تعبیر رہ جائے گی۔

کلیو پٹرا : اے موت تو کہاں ہے؟ آ، میرے پاس آ اور اس ملکہ کو لے جا جس کی اکیلی جان کتنے ہی نوزائیدہ بچوں اور بھکاریوں کی جان کے برابر ہے۔

پراکولیس : خانم ضبط سے کام لیجیے۔

کلیو پٹرا : جناب میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ میں سوؤں گی بھی نہیں، چاہے اس کے لیے مجھے تمام رات فضول باتیں کرتے گزارنا پڑے۔ سیزر سے جو کچھ بن پڑے کرلے، میں یہ بنائے فانی ڈھا کر چھوڑوں گی۔ حضرت اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ میں ایک قیدی کی حیثیت سے آپ کے آقا کے دربار میں حاضر نہیں ہوں گی اور نہ ہرگز کند مزاج آکٹیویا کی حقارت آمیز آنکھوں سے اپنے آپ کو تادیب و سرزنش کا نشانہ بننے دوں گی۔ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے کندھوں پر اٹھا کر عیب جو روم کی شور مچاتی ہوئی خلقت کے لیے میرا تماشا بنائیں؟ اس کے بدلے مجھے یہ گوارا ہوگا کہ مصر میں کوئی کھائی میری آخری آرام گاہ بنے، یا مجھے دریائے نیل کی کیچڑ میں مادر زاد ننگا پھینک دیا جائے اور پانی کے کیڑے مکوڑے مجھ پر اس طرح ٹوٹ پڑیں کہ میری صورت دیکھ کر لوگوں کو گھن آئے، یا میرے وطن کے سب سے اونچے اہرام پر سولی نصب کر کے مجھے اس پر زنجیروں سے لٹکا دیا جائے۔

پراکولیس : آپ ناحق یہ ڈراؤنے خیالات اپنے دماغ میں لا رہی ہیں کیوں کہ آپ سیزر کو ویسا نہیں پائیں گی جیسا کہ ان کے بارے میں تصور کر رہی ہیں۔

ڈولابیلا داخل ہوتا ہے

ڈولابیلا : تم نے جو کچھ کیا ہے پراکولیس، اس کے متعلق تمہارے آقا سیزر کو معلوم ہو چکا ہے۔ انھوں نے تمھیں طلب کیا ہے۔ تم جاؤ، ملکہ کو میں اپنی نگرانی میں لیتا ہوں۔

پراکولیس : ٹھیک ہے ڈولابیلا۔ اس سے بڑھ کر کوئی بات میرے اطمینان کی نہیں ہو سکتی۔ تم ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ (کلیو پٹرا سے) اگر آپ میرے ذریعے سیزر سے کچھ کہلوانا چاہتی ہوں تو میں حاضر ہوں۔

کلیو پٹرا : کہنا میں جان دے دوں گی۔

پراکولیس چلا جاتا ہے

ڈولابیلا : عالی مرتبت ملکہ آپ نے میرے بارے میں تو سنا ہوگا؟

کلیوپیٹرا : کہہ نہیں سکتی۔

ڈولابیلا : آپ یقیناً مجھے جانتی ہیں۔

کلیوپیٹرا : جناب میں نے کیا سُنا اور کیا جانا، اس کا ذکر فضول ہے۔ کیا آپ کی یہ عادت نہیں کہ جب لڑکے یا عورتیں اپنے خواب سناتی ہیں تو آپ ان پر ہنستے ہیں۔

ڈولابیلا : میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا بیگم۔

کلیوپیٹرا : میں نے خواب دیکھا تھا کہ کبھی ایک شہنشاہ اینٹنی ہوا کرتے تھے۔ کاش مجھے ایک مرتبہ اور ویسی ہی نیند میسر ہوتا کہ میں ان جیسا انسان دوبارہ دیکھ سکوں۔

ڈولابیلا : اگر آپ مناسب سمجھیں تو ــــ

کلیوپیٹرا : ان کا چہرہ آسمان کے مانند تھا اور اس میں چاند اور سورج جڑے ہوئے تھے جو برابر گردش میں رہتے اور زمین کے اس چھوٹے سے دائرے کو روشن کیا کرتے۔

ڈولابیلا : عالی مرتبت ملکہ ــــ

کلیوپیٹرا : ان کا قدم ایسا تھا کہ پورا سمندر اس میں سما جائے۔ ان کے اٹھے ہوئے ہاتھ کے نیچے تمام دنیا تھی۔ جب وہ دوستوں سے باتیں کرتے تو ان کی آواز میں سیاروں کی موسیقی ہوتی، لیکن دھاڑتے وقت وہ گھن گرج کی طرح زمین کو دہشت سے لرزہ براندام کر دیتے۔ جہاں تک ان کی فیاضی کا تعلق ہے اس میں جاڑے کا گزر نہ تھا۔ موسم خزاں میں ہونے والی فصل کی طرح یہ جتنی کاٹی جاتی اسی قدر پروان چڑھتی۔ اپنی تفریحوں میں وہ ڈالفن[1] مچھلی کے مانند تھے۔ ان میں وہ کبھی اپنے آپ کو پوری طرح نہ ڈوبنے دیتے بلکہ وہ جانتے تھے کہ کس طرح ان سے خود کو بلند کیے رہیں۔ سلاطین و نواب ان کے زمرۂ ملازمین میں تھے۔ ملک اور جزیرے ان کی جیب سے چاندی کے سکوں کی طرح نکلے پڑتے تھے۔

ڈولابیلا : کلیوپیٹرا!

کلیوپیٹرا : تم سمجھتے ہو ایسا انسان جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا کبھی ہوا ہے یا ہوگا؟

---

1. Dolphin

ڈولا بیلا : جی نہیں نیک دل ملکہ۔

کلیوپیٹرا : تمھارا جھوٹ دیوتا تک سن رہے ہیں۔ لیکن فرض کیا اگر ایسا کوئی شخص ہوگا یا کبھی تھا تو اس کی اصلیت کو خواب نہیں پہنچ سکتا۔ فطرت کے پاس وہ ساز و سامان نہیں کہ نادر صورتوں کی تشکیل میں تخیل کی برابری کر سکے، لیکن اگر اینٹنی کا تصور کیا جائے تو وہ فطرت کا ایسا شاہ کار ہے جس کے آگے تخیل کی موہوم تخلیقات ہیچ ہوکر رہ جائیں۔

ڈولا بیلا : سنیے اچھی بیگم آپ کا نقصان آپ کی شخصیت کی طرح سنگین ہے اور آپ اس کے وزن کی مناسبت سے اسے برداشت کر رہی ہیں۔ خدا کرے۔ میں کبھی مطلوبہ کامیابی کا سنہ نہ دیکھ سکوں اگر یہ صحیح نہ ہو کہ آپ کے غم کے انعکاس سے مجھے جو درد محسوس ہو رہا ہے اس کی چوٹ میرے دل کی جڑوں تک کو ہلائے دیتی ہے۔

کلیوپیٹرا : تمھاری مہربانی ہے۔ تمھیں معلوم ہے سیزر مجھ سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔

ڈولا بیلا : مجھے ان باتوں کے کہنے سے عار ہے جو کاش آپ جانتیں۔

کلیوپیٹرا : نہیں نہیں، کچھ تو کہو۔

ڈولا بیلا : چاہے وہ شریف سہی لیکن ___

کلیوپیٹرا : تو وہ مجھے اپنی فتح کے جلوس میں نکالیں گے۔

ڈولا بیلا : جی ہاں بیگم۔ میں جانتا ہوں وہ یہ ضرور کریں گے۔

قرنا کی آواز اندر سے شور : راستہ صاف کرو۔ سیزر تشریف لا رہے ہیں
پراکولیس، سیزر، گیلس، میسیناس دیگر خدمت گاروں کے ساتھ داخل
ہوتے ہیں

سیزر : ان میں ملکۂ مصر کون ہیں؟

ڈولا بیلا : بیگم شہنشاہ مخاطب ہیں۔ (کلیوپیٹرا دوزانو ہو جاتی ہے)

سیزر : اُٹھیے۔ آپ کو جھکنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، اُٹھ بیٹھیے، اُٹھ بیٹھیے ملکہ۔

کلیوپیٹرا : حضور دیوتاؤں کو یہی منظور ہے کہ میں اپنے مالک اور فرماں روا کا حکم بجالاؤں۔

سیزر : آپ ہماری طرف سے اپنا دل بُرا نہ کریں۔جو زخم آپ نے ہم پر لگائے ہیں ان کا حساب ہمارے گوشت میں تحریر سہی لیکن ہم انھیں محض ایک امر اتفاقی سمجھیں گے۔

کلیوپیٹرا : دنیا کے آقائے مطلق مجھے اپنا معاملہ خوش اسلوبی سے پیش کرنا نہیں آتا تاکہ بات صاف ہو جائے۔لیکن مجھے اس کا ضرور اعتراف ہے کہ میرے اندروہ لاتعداد کمزوریاں ہیں جن کے سبب میری جنس پہلے بھی بار بار رسوا ہو چکی ہے۔

سیزر : کلیوپیٹرا اطمینان رکھیے، اس کی بجائے کہ ان پر اصرار کیا جائے ہم انھیں معمولی اہمیت دیں گے۔اگر آپ نے ہماری نیتوں کے مطابق عمل کیا جو آپ کے حق میں بے حد نیک ہیں تو آپ کے لیے یہ تبدیلی مفید ثابت ہو گی۔لیکن اگر آپ نے انیٹنی کی روش اختیار کر کے مجھ پر ظلم کا الزام تھوپنا چاہا تو آپ کو میری نیک نیتی سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور آپ اپنے بچوں کو اس تباہی سے دوچار کریں گی جس سے میں ان کو محفوظ رکھنا چاہتا ہوں بشرطیکہ اس سلسلے میں آپ مجھ پر اعتماد کریں۔میں اب اجازت چاہوں گا۔

کلیوپیٹرا : جائیے، دنیا آپ کے قدموں میں بچھی ہے، آپ اس کے مالک ہیں، اور ہم لوگ آپ کی خاندانی ڈھالوں اور فتح کی نشانیوں کی طرح ہیں جنھیں آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں آویزاں کر دیں۔یہ پیش ہے میرے اچھے آقا۔

سیزر آپ اپنے سلسلے میں مجھے مشورہ دیتی رہیں گی۔

کلیوپیٹرا : (ایک کاغذ دیتے ہوئے) میرے پاس جو دولت، سکے، اور جواہرات ہیں یہ ان کی مختصر فہرست ہے۔اس میں مالیت ٹھیک ٹھیک لگائی گئی ہے اور معمولی چیزوں کو شامل نہیں کیا گیا۔سلیوکس کہاں ہے؟

سلیوکس داخل ہوتا ہے

سلیوکس : بیگم میں حاضر ہوں۔

کلیوپیٹرا : یہ میرا خزانے دار ہے۔آپ اس کی ذمے داری پر دریافت فرمائیں کہ میں نے اپنے پاس بچا کر کچھ نہیں رکھا۔سلیوکس جو سچ بات ہو بتا دو۔

سلیوکس بیگم اس کی بجائے کہ میں اپنی ذمے داری پر کوئی ایسی بات کہوں جو حقیقت

سے بعید ہو یہ بہتر ہے میں اپنے ہونٹ سی لوں۔

کلیو پیٹرا : میں نے کیا بچا کر رکھ لیا ہے؟

سلیوکس : اتنا کچھ کہ اس سے وہ سب خرید ا جا سکتا ہے جس کا حساب دیا ہے۔

سیزر : شرمایئے مت کلیو پیٹرا، میں اس معاملے میں آپ کی مصلحت اندیشی کو جائز سمجھتا ہوں۔

کلیو پیٹرا : سیزر دیکھا آپ نے، جس کا اقبال ہونا ہے لوگ اس کے پیچھے کس طرح ہو جاتے ہیں! اب میرے خدمت گار آپ کے خدمت گار رہیں گے اور اگر ہم آپس میں اپنے رتبوں کی ادلا بدلی کر لیں تو آپ کے ملازم میرے ملازم بن جائیں گے۔ اس سلیوکس کی نمک حرامی پر مجھے طیش آ رہا ہے۔ ارے خانہ زاد کیا تجھ پر اتنا بھی بھروسا نہیں کیا جا سکتا جتنا کسی پیشہ کرنے والی پر؟ اب تو پیچھے ہٹ رہا ہے؟ ہاں تو بے شک پیچھے ہٹے گا۔ لیکن میں تیرے دیدے چھپٹ کر رہوں گی چاہے ان کے پر ہی کیوں نہ ہوں۔ ارے نفرے، مردار خبیث، کتے، مہا نیچ!

سیزر : جانے دیجیے اچھی ملکہ۔

کلیو پیٹرا : آہ سیزر یہ کیسی توہین اور ذلت ہے کہ آپ تو از راہ نوازش مجھ سے ملنے تشریف لائیں اور اپنی عظمت سے مجھ جیسی ناچیز کی قدر افزائی کریں اور میرا اپنا نوکر اپنے کینہ و بغض کی مد شامل کر کے میری رسوائیوں کی فہرست میں اضافہ کر دے۔ ہاں شریف سیزر آپ ہی انصاف کیجیے اگر میں نے نسوانی آرایش کی چند چھوٹی موٹی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں — ایسی کم قیمت چیزیں جو ہم عام دوستوں کو تحفے میں دیتے ہیں — اور اگر میں نے کوئی مناسب نشانی لیویا[1] اور آکٹیویا کو دینے کے لیے بچالی تاکہ میں ان سے اپنی شفاعت کروا سکوں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہی شخص جس کی میں نے پرورش کی ہے میری پردہ دری کرے؟ دیوتاؤں کی قسم، اس ضرب نے مجھے اور بھی پست کر دیا ہے۔ (سلیوکس سے) خدا کے لیے یہاں سے چلا جا ورنہ میں تجھے دکھا دوں گی کہ میرے غیض و غضب کے انگارے اب بھی میری بجھی ہوئی تقدیر کی خاکستر کے نیچے سلگ

---

[1] Livia ؁

رہے ہیں۔ اگر تو واقعی مرد ہوتا تو تجھے مجھ پر ترس آتا

سیزر : چلے جاؤ سلیوکس۔ (سلیوکس چلا جاتا ہے)

کلیوپٹرا : یہ بات سمجھ لیجیے کہ ہم بڑے لوگوں کے متعلق ان حرکتوں سے غلط رائے قائم کر لی جاتی ہے جو دوسروں سے سرزد ہوتی ہیں اور جب ہم اپنے مرتبے سے گر جاتے ہیں تو ہمیں اوروں کے غلط کاموں کے لیے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ ہم سے اس لیے ہمدردی کی جانی چاہیے۔

سیزر : کلیوپٹرا آپ نے جو کچھ بچا لیا ہے یا تسلیم کر لیا ہے ہم اسے اپنے مال غنیمت کی فہرست میں شامل نہیں کرتے۔ وہ بدستور آپ کا رہے گا۔ اسے آپ جیسے چاہیں کام میں لائیں اور اس کا یقین رکھیں کہ سیزر کوئی بنیا نہیں کہ آپ سے آٹے دال کا بھاؤ کرے۔ لہذا آپ غم بھلا دیں اور اپنے خیالوں کو اپنے لیے قید خانہ نہ بننے دیں۔ نہیں عزیز ملکہ، کیوں کہ میرا ارادہ ہے کہ آپ کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جس کا آپ مشورہ دیں۔ کھایئے، پیجیے اور آرام کی نیند سویئے۔ مجھے آپ کا ویسا ہی خیال ہے جیسا کسی دوست کو ہو سکتا ہے۔ اور اب خدا حافظ۔

کلیوپٹرا : میرے مالک اور میرے فرماں روا!

سیزر : نہیں، یہ نہ کہیے۔ خدا حافظ۔

قرنا کی آواز۔ سیزر اپنے خدام کے ساتھ چلا جاتا ہے

کلیوپٹرا : وہ مجھے شیشے میں اتارنا چاہتا ہے لڑکیو، شیشے میں، تاکہ میں اپنی عزت کا لحاظ نہ رکھوں۔ مگر سن تو شارمیان۔ (شارمیان سے سرگوشی کرتی ہے)

آئرس : بس کیجیے اچھی بیگم۔ دن ڈھل گیا اور اب ہمیں اندھیرے کا سامنا ہے۔

کلیوپٹرا : ایک بار پھر جا۔ میں پہلے ہی سے کہہ چکی ہوں اور اس کا انتظام بھی ہو چکا ہے۔ جا یہ کام تیزی سے کر۔

شارمیان : میں جاتی ہوں بیگم۔

ڈولا بیلا داخل ہوتا ہے

ڈولا بیلا ملکہ کہاں ہیں؟

شارمیان : وہ رہیں (چلی جاتی ہے)

کلیوپیٹرا : ڈولا بیلا !

ڈولا بیلا : بیگم چوں کہ آپ کا حکم ماننا میرا ایمان ہے اور میرا تعلق خاطر مجبور کرتا ہے کہ آپ کی فرماں برداری کو اپنا مذہب سمجھوں اس لیے یہ بتانے آیا ہوں کہ سیزر شام کے راستے سے سفر کا قصد رکھتے ہیں اور تین دن کے اندر آپ مع بچوں کے آگے آگے روانہ کر دی جائیں گی۔ اس مہلت کا آپ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ میں نے آپ کی خوشی اور اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

کلیوپیٹرا : میں ہمیشہ تمھاری ممنون احسان رہوں گی ڈولا بیلا۔

ڈولا بیلا : میں آپ کا خادم ہوں۔ خدا حافظ اچھی بیگم۔ مجھے اب سیزر کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔

کلیوپیٹرا : خدا حافظ اور شکریہ۔ (ڈولا بیلا چلا جاتا ہے) اب کہہ آئرس تو نے کیا سوچا ہے ؟ اری مصری کٹھ پتلی روم میں تیری نمایش کی جائے گی اور میری بھی۔ مزدور اور کاری گر تیل میں چکٹا ہوا پیش بند باندھے، مسطر اور ہتوڑیاں لیے ہمیں کسی اونچی جگہ کھڑا کر کے ہمارا تماشا بنائیں گے۔ ان کی بوجھل سانسیں جن سے کثیف کھانے کی سڑاند اٹھتی ہوگی ہمیں ڈھانپ لیں گی اور ہمیں ان کے بھبکے نگلنا پڑیں گے۔

آئرس : خدا نہ کرے ایسا ہو۔

کلیوپیٹرا : یہ ہو کر رہے گا آئرس۔ دریدہ دہن محتسب ہم پر اس طرح جھپٹیں گے جیسے ہم کسبیاں ہوں۔ تک بند، بے سرے گویے ہمارے بارے میں گیت گائیں گے حاضر طبع بھانڈ فی البدیہہ ہمارا ناٹک پیش کریں گے اور ہماری اسکندریہ کی تفریحوں کا خاکہ اتاریں گے۔ اینٹنی کو ایک بدمست شرابی کے روپ میں پیش کیا جائے گا اور میں کسی لونڈے کو زنانی آواز میں اپنی عظمت کی نقل یوں اتارتے دیکھوں گی کہ مجھے ایک رنڈی سمجھا جائے۔

آئرس : اے اچھے دیوتاؤ !

کلیوپیٹرا : دیکھنا یہ ہو کر رہے گا۔

آئرس : توبہ ہے جو میں یہ دیکھوں کیوں کہ میرے ناخنوں میں اتنی جان ہے کہ میں اپنے

دیدے نکال پھینکوں گی۔

کلیوپیٹرا : شاباش، یہ ہے وہ طریقہ جس سے ان کی تیاریاں ناکام بنا دی جائیں اور ان کے بے ہودہ ارادوں پر فتح پائی جا سکے۔ (شارمیان دوبارہ داخل ہوتی ہے) تو آگئی شارمیان! میری خواصو مجھے ملکہ بناؤ۔ جاؤ، میری بہترین پوشاک لے کر آؤ۔ میں مارک اینٹنی سے ملنے پھر سڈنس جا رہی ہوں۔ آئرس جا۔ ہاں اچھی شارمیان اب کچھ گھڑی کی گھڑی میں ہو جائے گا اور جب تم یہ کام کر لو گی تو میں تمھیں آزاد کر دوں گی یہاں تک کہ قیامت میں پھر تم سے ملاقات ہو۔ جاؤ، میرا تاج اور دوسری چیزیں لے کر آؤ۔ (شارمیان اور آئرس چلی جاتی ہیں۔ اندر ایک شور سنائی دیتا ہے) یہ شور کیسا ہے؟

ایک پہرے دار داخل ہوتا ہے

پہرے دار : ایک گنوار ملکہ حضور سے ملنے پر مصر ہے۔ کہتا ہے آپ کے لیے انجیر لایا ہے۔

کلیوپیٹرا : اسے اندر آنے دو۔ (پہرے دار چلا جاتا ہے) ایک معمولی آدمی بھی کتنا بڑا کام انجام دے سکتا ہے۔ یہ میرے لیے نجات لے کر آیا ہے۔ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے۔ میں اب عورت نہیں، سر سے پیر تک پتھر کی ایک چٹان ہوں۔ اب میں ناپائیدار چاند کو اپنا سیارہ تسلیم نہیں کرتی۔

پہرے دار پھر داخل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ گنوار ہے جس کے پاس ایک ٹوکری ہے

پہرے دار : یہ ہے وہ آدمی۔

کلیوپیٹرا : تم جاؤ۔ اسے یہیں چھوڑ دو۔ (پہرے دار چلا جاتا ہے) کیا تیرے پاس اس ٹوکری میں دریائے نیل کا حسین سانپ ہے جس کے کاٹے سے آدمی بغیر تکلیف کے مر جاتا ہے؟

مسخرا : جی ہاں ہے تو، لیکن میں آپ کو رائے نہیں دوں گا کہ اسے چھوئیں کیوں کہ اس کا کاٹا زندہ جاوید ہے۔ جو لوگ اس کے کاٹے سے مر جاتے ہیں وہ شاذونادر ہی صحت یاب ہوتے ہیں یا پھر سرے سے ہوتے ہی نہیں۔

کلیوپٹرا : توکسی کو جانتا ہے جو اس کے کاٹے سے مرا ہو؟

مسخرا : بہتیروں کو جن میں مرد عورت دونوں شامل ہیں۔ دور کیوں جایئے، ابھی کل ہی مجھے ایک عورت کے متعلق معلوم ہوا جو نہایت نیک لیکن ذرا جھوٹ بولنے کی عادی تھی جیسا کہ عورت کو نہ ہونا چاہیے جب تک اس کا جھوٹ نیکی کی خاطر نہ ہو۔ جس طرح یہ عورت اس کے کاٹے سے مری اور اسے جو تکلیف ہوئی اس سے سچ مچ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سانپ میں بڑے گن ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص عورتوں کی ان سب باتوں پر یقین لے آئے جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں اور ان میں سے آدھی پر بھی عمل کرے تو لاکھ کوشش کے باوجود اس کا بچنا ناممکن ہے۔ مگر یہ بات مسلم ہے کہ یہ سانپ اپنی نوعیت کا ایک ہے۔

کلیوپٹرا : اچھا تو اب جا۔

مسخرا : خدا کرے آپ کو یہ کیڑا مبارک ہو! (ٹوکری رکھتے ہوئے)

کلیوپٹرا : اچھا اچھا، اب رخصت ہو

مسخرا : ذرا اس کا خیال رہے کہ یہ کیڑا اپنی عادت سے مجبور ہے۔ اسے سمجھ دار آدمی کے سوا کسی اور کے حوالے نہ کیا جائے کیوں کہ واقعتاً اسے نیکی چھو کر بھی نہیں گئی۔

کلیوپٹرا : تو فکر نہ کر۔ یہ خیال رکھا جائے گا۔

مسخرا : نہایت خوب، آپ سے درخواست ہے کہ اسے کھانے کو کچھ نہ دیں کیوں کہ یہ اس لائق نہیں۔

کلیوپٹرا : کیا مجھے یہ کھالے گا؟

مسخرا : آپ مجھے اس قدر گھامڑ نہ سمجھیں۔ میں جانتا ہوں عورت کو شیطان بھی نہیں کھا سکتا وہ تو دیوتاؤں کی خوراک ہے، بشرطیکہ شیطان کے ہاتھوں نے اسے نہ سنوارا ہو۔ لیکن واقعی یہ ولد الزنا شیاطین دیوتاؤں کو عورتوں کے معاملے میں سخت چرکا دیتے ہیں کیوں کہ ہر دس عورتوں میں سے جنھیں دیوتا بناتے ہیں پانچ کو شیاطین خراب کر دیتے ہیں۔

کلیوپٹرا : خیر، اب تو دفع ہو۔ خدا حافظ!

مسخرا : بے شک، بے شک۔ خدا کرے یہ کیڑا آپ کو مبارک ہو۔ (چلا جاتا ہے)

شارمیان اور آئرس، پوشاک، تاج اور دوسرے زیورات
لیے داخل ہوتی ہیں

کلیو پیٹرا : مجھے میرا لباس شاہی دو۔ میرے سر پر تاج رکھو۔ حیات ابدی کی امنگیں میرے دل میں کروٹیں لے رہی ہیں۔ اب میرے ہونٹ مصری انگوروں کے رس سے کبھی تر نہ ہوں گے۔ جلدی آئرس، جلدی۔ شاید یہ اینٹنی کی آواز ہے جو میرے کانوں میں آرہی ہے۔ وہ مجھے بلا رہے ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے باعزت طرز عمل پر مجھے شاباشی دینا چاہتے ہوں۔ ہاں میں سن رہی ہوں۔ وہ سیزر کی خوش بختی کا مذاق اڑا رہے ہیں ـــ وہی خوش بختی جو دیوتا انسانوں کو اس لیے ودیعت کرتے ہیں کہ اپنے آئندہ کے قہر کی عذر معذرت کر سکیں۔ میرے سرتاج میں آپ کے پاس آرہی ہوں۔ میری جرأت اب اس بات پر میرا حق منوادے گی۔ میں آگ اور ہوا ہوں۔ میرے باقی عناصر اس حقیر زندگی کی نذر ہیں۔ کیا تم ختم کر چکیں؟ تو پھر آؤ اور میرے ہونٹوں سے ان کی آخری گرمی لے لو۔ خدا حافظ اچھی شارمیان۔ خدا حافظ آئرس۔ ہمیشہ کے لیے خدا حافظ ! (دونوں کو چومتی ہے۔ آئرس گر کر مر جاتی ہے) میرے ہونٹوں میں زہر ہے؟ آئرس تو کیوں گر پڑی؟ اگر تو اور زندگی ایک دوسرے کو اتنی خاموشی سے خیرباد کہہ سکتے ہیں تو گویا موت کا وار مثل عاشق کی چٹکی کے ہے جس سے دکھ تو ہوتا ہے مگر دل پھر بھی اس کے لیے مچلتا ہے۔ تو کیسی بے حس و حرکت پڑی ہے! تیرا اچانک اس طرح چلا جانا دنیا کو یہ جتاتا ہے کہ وہ الوداع کہنے کے بھی قابل نہیں۔

شارمیان : اے بادل پانی بن کر برس تاکہ میں یہ کہہ سکوں کہ دیوتا تک آنسو بہا رہے ہیں!

کلیو پیٹرا : یہ میری توہین ہے کیوں کہ اگر مجھ سے پہلے یہ میرے گھنگریالے بالوں والے اینٹنی سے جا ملی تو وہ اس سے ضد کریں گے اور اپنا بوسہ جس کا حصول میرے نزدیک فردوس نشاط ہے اس کی نذر کر دیں گے۔ اے جنس قاتل (ایک سانپ سے مخاطب ہو کر جسے وہ اپنی چھاتی سے لگاتی ہے) آ، اپنے تیز دانتوں سے فوراً زندگی کی الجھی ہوئی گرہ کھول دے۔ اے ناچیز، زہریلے کیڑے طیش میں آ اور مجھے ختم کر ڈال۔ کاش تجھ میں قوت گویائی ہوتی تاکہ میں تجھے سیزر کو

جاہل مطلق کہتا ہوا سن سکتی!

شارمیان : اے ستارۂ مشرق!

کلیوپیٹرا : خاموش! تو دیکھ نہیں رہی میرا بچہ میرے سینے سے لگا اپنی دایہ کی چھاتی چوس چوس کر اسے سلائے دے رہا ہے؟

شارمیان : ہائے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے!

کلیوپیٹرا : امرت کی طرح میٹھا، ہوا کی طرح نرم و نازک۔ آہ اینٹنی! ہاں میں تجھے بھی لیتی ہوں۔ (اپنے بازو سے ایک اور سانپ کو لگاتے ہوئے) میں کیوں ٹھہری رہوں — (مر جاتی ہے)

شارمیان : اس ذلیل دنیا میں؟ جایئے، خدا حافظ۔ اے موت اپنے اوپر فخر کر کہ ایک ایسی ملک زادی تیرے قبضے میں ہے کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اے نرم پلکو جھک جاؤ۔ جگمگاتے ہوئے سورج کو دیکھنے کے لیے آئندہ کبھی ایسی شاہانہ آنکھیں نہ ہوں گی۔ آپ کا تاج ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ لایئے میں ٹھیک کر دوں۔ اس کے بعد میں آزاد ہو جاؤں گی۔

پہرے دار تیزی سے داخل ہوتے ہیں

پہلا پہرے دار: ملکہ کہاں ہیں؟

شارمیان : آہستہ بولو، کہیں وہ جاگ نہ جائیں۔

پہلا پہرے دار: سیزر نے مجھے بھیجا ہے —

شارمیان : تم بہت دیر سے پہنچے ہو۔ (سانپ سے اپنے کو کٹاتی ہے) آ، جلدی آ۔ مجھے لے جا۔ اب میں تجھے تھوڑا تھوڑا محسوس کر رہی ہوں۔

پہلا پہرے دار: کوئی آنا۔ غضب ہو گیا۔ سیزر کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔

دوسرا پہرے دار: سیزر نے ڈولا بیلا کو بھیجا ہے۔ وہ موجود ہیں۔ انھیں بلا لو۔ یہ کیا تماشا ہے شارمیان؟ کیا یہ کوئی معقول بات ہوئی ہے؟

شارمیان : قطعی معقول اور ایک ملکہ کے شایان شان جو بادشاہوں کی نسل سے تھی۔ آہ فوجی! (مر جاتی ہے)

ڈولا بیلا دوبارہ داخل ہوتا ہے

ڈولا بیلا : کیا ہو رہا ہے یہاں ؟

دوسرا پہرے دار: سب مر چکے ہیں۔

ڈولا بیلا : سیزر تیرے اندیشے اس طرح پورے ہوئے ہیں۔ تو خود آ رہا ہے تاکہ اس واقعے کو انجام پایا ہوا دیکھ لے جس کا خدشہ تھا اور جسے روکنے کی تجھے اتنی فکر تھی۔ (اندر سے آوازیں آتی ہیں: ہٹ جاؤ۔ سیزر کے لیے راستہ چھوڑو! سیزر مع اپنے خدام کے داخل ہوتا ہے) حضور کوئی شک نہیں آپ سچ مچ کے پیشین گو ہیں۔ آپ کو جس بات کا خطرہ تھا وہ ہو کر رہی۔

سیزر : اس نے مر کر سب سے زیادہ بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ہماری نیت بھانپ گئی اور چوں کہ وہ ملکہ تھی لہذا اس نے اپنی سی من مانی کی۔ ان سب کی موت کیسے ہوئی ؟ خون تو مجھے کہیں نہیں دکھائی دیتا۔

ڈولا بیلا : آخری شخص کون تھا جو ان سے ملا ؟

پہلا پہرے دار: ایک معمولی دیہاتی جو ملکہ کے لیے انجیر لایا تھا۔ یہ رہی اس کی ٹوکری۔

سیزر : تو گویا زہر دیا گیا۔

پہلا پہرے دار: حضور یہ شارمیان ابھی ابھی زندہ تھی۔ یہ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔ میں نے دیکھا تھا کہ یہ اپنی ملکہ کے سر پر تاج ٹھیک کرنے میں لگی ہے۔ پھر یہ کانپتے کانپتے کھڑی ہوئی اور اچانک گر پڑی

سیزر : بے بسی اور یہ شرافت! اگر انھوں نے زہر کھایا ہوتا تو بدن پر ورم کے آثار ہوتے۔ مگر اس کا انداز تو ایسا ہے گویا نیند کے عالم میں ہو اور کسی اور کو حسن کے زبردست دام میں پھانسنا چاہتی ہو۔

ڈولا بیلا : دیکھیے یہاں سینے پر خون بہہ رہا ہے اور کسی چیز کے رینگنے کا نشان ہے۔ یہی علامتیں بازو پر بھی ہیں۔

پہلا پہرے دار: یہ سانپ کے رینگنے کا نشان ہے اور یہاں انجیر کے پتوں پر ویسا ہی لعاب ہے جیسا کہ سانپ نیل کے کھڈوں میں اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

سیزر : تو زیادہ ممکن یہی ہے کہ موت سانپ کے کاٹے سے ہوئی ہے کیوں کہ اس کے طبیب کا کہنا ہے کہ اس نے زندگی کو آسانی سے ختم کرنے کے بے شمار

طریقوں پر تحقیق کی تھی۔ یہ سیج اٹھاؤ اور اس کی خواصوں کو مقبرے کے باہر لے چلو۔ یہ اپنے اینٹنی کے پہلو میں دفن کی جائے گی۔ تمام روئے زمین پر شاید ہی کوئی قبر ایسی ملے جس کی آغوش میں اتنا نامور جوڑا محوِ خواب ہو۔ ایسے زبردست واقعات ان لوگوں کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں رہتے جن کی وجہ سے یہ پیش آتے ہیں۔ ان دونوں کی سرگزشت میں غم کا عنصر اس شخص کے وقار سے کم نہیں جس کے ہاتھوں ان کا یہ افسوس ناک انجام ہوا ہے۔ ہماری فوج بطور تعظیم جنازے کی تقریب میں شریک ہوگی اور پھر ہم روم کا قصد کریں گے۔ ڈولابیلا جاؤ، دیکھو اس اہم موقع پر جملہ رسوم ادا کی جائیں۔ (سب چلے جاتے ہیں)



کتبہ: نسیم امروہوی دسمبر ۱۹۵۸ء

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی اور اہم مطبوعات

مثنوی نہ سپہر		امیر خسرو، مترجم، محمد رفیق عابدی زاہدی	۲۸—۰
لہو پکارتا ہے	(شعری مجموعہ)	سردار جعفری	۱۵—۰
دراسات	(تنقید)	نثار احمد فاروقی	۱۵—۰
نقش اقبال	(")	اسلوب احمد انصاری	۲۱—۰
اقبال، جامعہ کے مصنفین کی نظر میں		مرتبہ گوپی چند نارنگ	۲۵—۵۰
علی برادران اور ان کا زمانہ	(تذکرہ)	سید محمد ہادی	۱۵—۵۰
نئی شعری روایت	(تحقیق)	شمیم حنفی	۲۱—۰
ایک مہم — دو دل	(ناول)	خالدہ رحمان	۱۰—۰
چشم حیران	(مزاحیہ مضامین)	احمد جمال پاشا	۷—۵۰
پانچ بچے ڈرامے	(ڈرامے)	ابراہیم یوسف	۶—۰
پروائی	(ناول)	صغرا مہدی	۸—۰
شام شہریاراں	(شعری مجموعہ)	فیض احمد فیض (مجلد)	۱۰—۰
عشق اور بھگتی	(تحقیق)	عماد الحسن آزاد فاروقی	۹—۰
اقبال اور دلی	(تحقیق)	عبد القوی دسنوی	۹—۵۰
اقبال — دانائے راز	(تحقیق)	عبد اللطیف اعظمی	۱۵—۰
انگوٹھے کا نشان	(ناول)	کشمیری لال ذاکر	۷—۰
گوری سوئے سیج پر	(ناول)	صالحہ عابد حسین	۹—۰
تذکرہ معاصرین (۳)	(تذکرہ)	(مرتبہ) مالک رام	۲۲—۰
جستہ جستہ	(شعری مجموعہ)	ڈاکٹر خورشید الاسلام	۱۸—۰
جدیدیت کی فلسفیانہ اساس	(تنقید و تحقیق)	ڈاکٹر شمیم حنفی	۲۵—۰
گل افشانی گفتار	(شعری مجموعہ)	نشور واحدی	۵—۰
شاد عارفی شخصیت اور فن	(تحقیق)	ڈاکٹر مظفر حنفی	۲۲—۰
رابطہ عامہ	(پبلک ریلیشن)	عرفان صدیقی	۵—۰
علی گڑھ سے علی گڑھ تک	(تذکرہ)	اطہر پرویز	۱۲—۰
دبستان آتش	(تحقیق)	شاہ عبد السلام	۱۹—۰
سرسید احمد خاں ایک سیاسی مطالعہ	(تحقیق)	عتیق صدیقی	۲۰—۰
فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل	(مذہب)	مجیب اللہ ندوی	۱۳—۰
ریڈیو ڈرامے کا فن	(تحقیق)	اخلاق اثر	۱۸—۰
نئی دھرتی، نئے انسان	(افسانے)	خواجہ احمد عباس	۱۲—۰
پرانی دھرتی، اپنے لوگ	(ناول)	جتیندر بلو	۱۲—۰
شگوفہ زار	(لطائف)	خواجہ عبد الغفور	۱۹—۰
اردو گیت	(تحقیق)	ڈاکٹر قیصر جہاں	۱۲—۵۰
مفتی صدر الدین آزردہ	(تحقیق)	پرواز اصلاحی	۱۳—۰
ایک مٹھی ہندوستان	(ناول)	سید شمیم اشرف	۹—۰
آئمہ اربعہ	(سوانح)	مولانا ابو العرفان ندوی	۳—۲۵
فسانۂ غالب	(تحقیق)	مالک رام	۱۹—۵۰
درد و درماں	(افسانے)	صالحہ عابد حسین	۱۲—۲۵
مسلمان اور وقت کے تقاضے	(مذہب)	مولانا عبد السلام قدوائی	۸—۰
انشائیات	(مضامین)	ڈاکٹر عابد حسین	۱۵—۰
تذکرۂ معاصرین (۲)	(تذکرہ)	(مرتبہ) مالک رام	۱۳—۰
حیات اسماعیل میرٹھی	(تحقیق)	ڈاکٹر سیفی پریمی	۱۸—۰
نوائے آوارہ	(شعری مجموعہ)	غلام ربانی تاباں	۸—۵۰

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲